نگارشات
ہاشمی

تصنیف :

مولانا بلال احمد شاہ

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

کتاب یا رسالے کا نام:

نگارشات ہاشمی

مصنف، مؤلف:	مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
موضوع:	متفرقات
ناشر:	SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
ڈیزائننگ اور کمپوزنگ:	PURE SUNNI GRAPHICS
سَنہ اشاعت:	SEPTEMBER 2022
صفحات:	150

© All Rights Reserved.
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
POWERED BY AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

CONTENTS

(اس فہرست میں کسی بھی عنوان پر فقط ایک کلک کرنے سے آپ متعلقہ صفحے پر جاسکتے ہیں۔)

"ندامت عصیاں" 10
انتخاب خلیفہ میں جلدی کیوں 11
علما کو اجارہ دینا 11
ضروریات دین 12
بارگاہ ناز و بے نیاز 13
حضرت حمزہ اور ناموس مصطفی 14
حدیث سفیانی کی توضیح 15
"عقلمند لوگ" 18
"نوجوان عابد" 18
"مروجہ مجالس" 19
"شہنشاہ سخن" 19
آپ کی تصانیف 28
حسن و داغ 31
مولانا حسن بطور صحافی 32
آپ کے تلامذہ 33
"کنتم خیر امة" 33
"مذہب انسانیت" 34
"من زار قبری وجبت له شفاعتی" کا تحقیقی جائیزہ 35
"تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے تقاضے" 40

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟ 42
اجازت العلما للبخاری 46
"یادگار سفر" 49
"فتوی اور ہے تقوی اور ہے" 50
نوٹ 51
لشکر یزید کے اونٹ 51
"محبوب کریم کی تسلی" 52
"فضیلۃ الشیخ کی اصاغر نوازی" 52
"اسباب زوال" 53
"آخرت میں کامیابی کے حصول کے چار قرآنی اصول" 53
"جہاد بالسیف" 53
"حقیقت محمدی" 53
"مسلہ شرعیہ" 54
"ظن غالب" 55
"قانون اہانت رسول اور پاکستان" 57
"تحائف دینا محبتیں بڑھاتا ہے" 58
منتظم اعلی 59
ثانی اثنین 59
مقصد انعقاد محافل 59
یاران وفا 60
فضیلت الشیخ 60
عالم دین کی تعظیم 61

متحرک نوجوان 62
اصطلاحات شرعیہ 63
برکات درود 63
مسئلہ جناب ایمان ابوطالب 64
محبت نامہ 65
اعمال صالحہ 66
معافی 66
وطن پرستی 67
عید قربان 67
شان رسالت 68
نیک سیرت ریاکار 69
نبی غیب دان 69
روح منہ کی توضیح 71
اولاد نعمت ہے 71
مرشد کامل 75
چار چیزیں 75
صدر الافاضل 76
تغیر الاحکام 79
اجماع حجت ہے 86
احادیث 87
کرونا وبا 88
امیر معاویہ 88

شیر خدا.....89
بڑے لوگوں کی بڑی باتیں 89
اختلاف امتی رحمۃ 89
پیکر حیا.....90
مقصد بعثت حبیب 90
تاجدار بریلی 91
افضلیت صدیق اکبر 91
دردامت 92
تشبہ اغیار 92
شان صدیقی 93
شرافت علم 93
منکر صحابہ 93
تحقیق 94
صحبت حضور 94
صحابہ 94
حدیث ابوھریرہ کی توضیح 95
والد کی شان.....96
عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ 97
صدیق اکبر 97
خلافت صدیقی 99
حضرت صدیق 99
طاقتور دعا 99

مجدد اعظم 100
شان فاروقی 100
عقلمند چیونٹی 101
خاتمیت محمدی 101
شیخین 102
وقت کی ضرورت 103
زبان کی احتیاط 104
نوجوان فاضل 104
درد 104
دعوت اسلامی 105
الزام نہ لگاؤ 105
وطن پاکستان 106
محسن 106
بڑے بھائی کی قدر کیجیے 107
امام عاشقاں 108
عشاقان مصطفی 108
داؤد علیہ السلام کی دعا 109
خلیفہ اول 110
متحرک نوجوان 110
شادی بیاہ 110
عدت 113
سفر 115

رسالت محمدی 116
تم بہترین امت ہو 118
فتوی کی اہمیت 118
قرب الٰہی 120
علامہ گل احمد عتیقی 120
عشق مجازی 123
ملائکہ کی تخلیق 123
باحیا خاتون 124
دل کی آواز 124
رائے کا استعمال 125
مدینہ منورہ 126
خاموش قاصد و واعظ 128
سفر لاہور 128
انفاق فی سبیل اللہ 130
دین سیکھنا ضروری ہے 131
وہ مؤمن نہیں 132
محبت الٰہی 132
انوکھا خریدار 132
مؤمن عہد کا سچا 133
محبت رسول کا تقاضا 135
سادہ مزاج اور شریف 137
اپنے آپ سے بھی معافی 138

ماں کی دعا کا اثر.....138
نوید حال 142
کسی سے شکوہ نہیں 142

اہم پیغام

صابیا ورچوئل پبلیکیشن مختلف ذرائع سے موصول شدہ مواد کی اشاعت کر رہی ہے۔ کئی لکھنے والے اپنا سرمایہ ہمیں شائع کرنے کے لیے ارسال فرما رہے ہیں۔ ہم ایک اہم وضاحت بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں اور رسالوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ بالکل ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے اور پھر علماے اہل سنت کی کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جارہا ہے جن کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی وغیرہ غلطیوں کی تو جو اشاعت خاص ہماری جانب سے ہوتی ہے یعنی وہ کتابیں اور رسالے جو "**ٹیم عبد مصطفی افیشل**" کی پیشکش ہوتی ہے ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں اور جو ہمیں دوسرے ذریعوں سے موصول ہوتا ہے ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے۔

ٹیم عبد مصطفیٰ آفیشل کی علمی تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہٰذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں اطلاع فرمائیں۔

عبد مصطفیٰ آفیشل

تنقید سے کوئی بالاتر نہیں

استاذ الکل، امام المناطقہ حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی صاحب رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ "علما اپنی تقاریر میں آزادی رائے کے متعلق تو یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ تنقید سے کوئی بالاتر نہیں یہاں تک کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی ایک عام مسلمان کھلے اجلاس میں اعتراض کر سکتا ہے اور اسکے برعکس آج کل کے علما کا یہ عمل ہے کہ ایک فاضل جارحیت کی ابتدا کرتا ہے تو دوسرے آدمی کو جو جارحیت کا نشانہ بناتا ہے مشورہ دیا جاتا ہے کہ تم بالکل خاموش ہو جاؤ تم کو فریاد کرنے کا کوئی حق نہیں جارح نے جو تمہارے ایک گال پر تھپڑ رسید کیا ہے اسکے آگے دوسری گال رکھ دو اور اف تک نہ کرو ورنہ اھلسنت میں انتشار پیدا ہو جائے گا یعنی جو جارحیت کا نشانہ بنا ہے اسکو نصرانیت کا سبق دے رہے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ علما علم سے بے بہرہ ہو رہے ہیں اور قوم کا پیسہ ہضم کر کے علوم کو اپنے ہاتھوں ختم کر رہے ہیں کسی نے کیا خوب ہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئیی گھر کے چراغ سے

اس کے باوجود اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں اصل خرابی کی جڑ یہ ہے جبکہ علما سلف اپنے آپ کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتے تھے اور اپنے آپ کو انسان سمجھتے تھے کہ ہم سے غلطی ہو سکتی ہے اور فراخ دلی سے تنقید کو برداشت کرتے تھے لیکن آجکل چاپلوس معتقدین نے اپنے مشائخ کو اور بعض مشائخ نے اپنے آپ کو "ارباب من دون اللہ" سمجھ رکھا ہے لہذا معمولی ترشی کو بھی برداشت کرنے پر تیار نہیں "

(مقالات بندیالوی ج 3)

آج ہمارے فکری و علمی جمود کا سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں ہم نے علم کی راہیں مسدود کر دیں اور پھر جب مشائخ کو اس انداز میں لیا کہ ان سے اختلاف تو کیا ہی نہیں جا سکتا تو اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ آج پیر کے مرید، قائید کے کارکن، علامہ کے عقیدت مند جائیز تنقید و اعتراض بھی اس کی ذات پر برداشت نہیں کرتے اور اختلاف کرنے والا اگرچہ سنی صحیح العقیدہ عالم دین ہی کیوں نہ ہو اسکی خوب تذلیل

کی جاتی ہے۔ اللہ کرے ہمارے احباب ایک دوسرے کی عزت اور قدر کرنا جان جائیں۔

"ندامت عصیاں"

اولا تو ہمیں تعلیمات اسلام معاصی سے روکتی ہیں لیکن جانے انجانے میں اگر گناہ ہو جائے تو توبہ کا دروازہ کھلا رکھا گیا ہے تاکہ بندہ مؤمن گناہوں سے توبہ ور جوع کر سکے اور توبہ کی شرائیط میں سے ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے گناہ پر نادم و شرمندہ بھی ہو۔

امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "سچی توبہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وہ نفیس شے بنائی ہے کہ ہر گناہ کے ازالے کو کافی ووافی ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر۔ سچی توبہ کے یہ معنی ہیں کہ گناہ پر اس لیے کہ وہ اس کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی تھی، نادِم و پریشان ہو کر فوراً چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گُناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دِل سے پُورا عزم کرے، جو چارہ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجا لائے۔ مثلاً نماز روزے کے ترک یا غصب، سرقہ، رشوت، ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لیے ان جرائم کا چھوڑ دینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضرور ہے جو نماز روزے ناغہ کیے ان کی قضا کرے، جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انہیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے، پتا نہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے اور دل میں یہ نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انہیں پھیر دوں گا۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲۱/۱۲۱)

یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلاف سے اگر کوئی گناہ سرزد ہوتا تھا تو وہ اس پر نادم ہوتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ کبائیر کے مرتکب ہیں اور کبھی ان پر ندامت کا احساس ہی پیدا نہ ہوا۔ حالانکہ قرآن کا مطالعہ کیا جائے تو جہاں پہلی امتوں کے کرتوت بیان کیے گئے وہیں انکے انجام کی خبر بھی دی گئیی لیکن قرآن میں ہم پہلی امتوں کے حالات و انجام پڑھ، سن کر بغیر توقف کیے آگے گزر جاتے ہیں گویا ہم یہ گناہ کرتے ہی

نہیں یا یہ بات دل میں بٹھائی ہوئی ہے کہ ہمیں عذاب نہیں ہونا چاہے جو مرضی کرلیں حالانکہ فرمان باری تعالی ہے "ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا" (سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۳)

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا "ان الفجار لفی جحیم" (سورۃ الانفطار آیت نمبر ۱۴)

لہذا غفلت کے خواب سے جاگ جائیں اور گناہوں سے دور رہیں اور جو گناہ ہو چکے ان سے صدق دل سے توبہ کیجے ورنہ عذاب الہی بہت دردناک ہے۔

انتخاب خلیفہ میں جلدی کیوں

"رسول اللہ کی وفات کے بعد انتخاب خلیفہ میں جلدی کیوں"

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے خلیفہ کے انتخاب میں جلدی کی حتی کہ تاجدار مدینہ کی تدفین سے قبل اس معاملے کو طے کرنا ضروری سمجھا وہ اس وجہ سے کہ چونکہ آقا کریم تو انتقال فرما گئے اور حدیث رسول ہے کہ "من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ"

(مسلم، کتاب الامارۃ)

خدانخواستہ اگر انتخاب امام و بیعت امام سے قبل کوئی اور شخص وفات پاجاتا تو جاھلیت کی موت مرتا لہذا اس امر ضروری کے لیئے شیخین کریمین نے سعی کی کہ جتنا جلد ممکن ہو خلیفہ کا انتخاب ہوجائے لیکن افسوس جاھل اسے حکومت کی لالچ کا نام دیتے ہیں۔"

علما کو اجارہ دینا

علامہ عطا محمد چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "علما کو روٹی صرف اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ملتی ہے ان کا اور کوئی ذریعہ معاش نہیں۔ مزدور اگر مزدوری کرتا ہے یا کوئی تجارت کرتا ہے تو اگرچہ وہ بھی خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دیا ہوا کھاتا ہے لیکن بظاہر اس کا ذریعہ معاش اور ہے لیکن علما کو جو لوگ اپنے خون پسینہ کی کمائی وافر مقدار میں دیتے ہیں تو یہ اسلیئے

نہیں ہے کہ علماِ معاونت کنندہ کے ملازم ہیں یا انکی خود خدمت بجالاتے ہیں بلکہ یہ معاونت صرف اللہ عزوجل اور اسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ہے۔(مقالات بندیالوی ج3ص40)

"لہذا آج بھی جو لوگ دینی شخصیات کے ساتھ تعاون کرتے ہیں علماِ کو انکی چاپلوسی کرنے یا انہیں احسان جتانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ معاونت حق بیانی کے لیئے ہے جوکہ خدا و رسول کی طرف سے ہے معلوم ہوا کبھی اسوجہ سے حق بیان نہ کرنا کہ فلاں وڈیرا ناراض ہوجائے گا یا روپے، پیسہ ملنا بند ہوجائے گا درست نہیں۔

ضروریات دین

اکثر مقامات پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے ضروریات دین کا منکر کافر ہے یا ضروریات دین کا علم حاصل کرنا لازم ہے وغیرہ تو اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ضروریات دین کیا چیز ہے اس کی تعریف کیا ہے تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ضروریات دین کی تعریف کیا ہے

اعلی حضرت، امام اھلسنت فرماتے ہیں:

فسرت الضروریات بما یشترك فی علمه الخواص والعوام

یعنی کہ وہ مسائیل جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں

پھر ذہن میں یہ خلش پیدا ہوتی ہے کہ خاص تو سمجھ آتی ہے کہ علماِ یا کچھ سوجھ بوجھ رکھنے والے لیکن بعض بندے علم سے عاری ہوتے ہیں بلکہ مطلق جاہل ہوتے ہیں حالانکہ تعریف میں ہر خاص وعام کا اعتبار ہے تو پھر کیا معنی تو اسی بات کو واضح کرنے کے لیئے اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "عوام سے مراد وہ لوگ ہیں جو دینی مسائیل سے ذوق وشغل رکھتے ہوں اور علماِ کی صحبت سے فیضیاب ہوں ورنہ بہت سے اعرابی جاہل خصوصا ہندوستان اور مشرق میں ایسے ہیں جو بہت سے ضروریات دین سے آشنا نہیں ہیں اس معنی میں نہیں کہ ان ضروریات دین کے منکر ہیں بلکہ وہ ان سے غافل ہیں تا الخ"

(فتاوی رضویہ جلد نمبر1 صفحہ 242)

جو احباب اس کا علم رکھتے ہیں ان لوگوں تک پہنچائیں جو اس سے جاہل و غافل ہیں کہ اس علم سے ہمارے روز مرہ کے معمولات وابستہ ہیں اور اگر لوگ اس سے ہی غافل رہے تو پھر کفر سے منع کیسے ممکن ہو گا۔

بارگاہ ناز و بے نیاز

اگرچہ اس دنیا فانی میں اور جنت میں کئی نعمتیں ہیں ہر نعمت دوسری نعمت سے بے نیاز کر دینے والی ہے دنیا میں مومن کی زندگی بھی بھلی ہے اور جنت میں بھی بھلی ہوگی ایک جگہ یا ایک مکان سے انتقال جانب اخری تب ہوتا ہے جب مکان قابل یا مقام قابل کی رویت و احساس کا اشتیاق و استبصار ہو۔

مومن دو وجہ سے جلدی مرنا چاہے گا یا تو اس وجہ سے کہ جنت میں جانا ہے تو جلدی کروں مروں، اور جنت میں مختلف نعمتوں سے نوازا جاؤں، یا پھر خوف آخرت سے کہ کہیں طول حیات ازدیاد سیّات کا سبب نہ بن جائے، لیکن پورے عالم دنیا میں اور جنت معلی میں کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خوف عذاب سے بے نیاز کرے۔

ہاں ایک بارگاہ ہے جو بے نیازی بخشتی ہے بلکہ وہاں خوف عذاب کھانا اور لذت جنت کی طلب میں مطلوب موت ہونا بھی مناسب نہیں، اور نہ کبھی اس طرف دھیان گیا، نہ جاوے، وہ بارگاہ میرے حضور کی ہے۔ مبلغ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خطبہ ارشاد فرمایا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ رونے لگے کہ کاش مجھے موت آجائے لیکن اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تکلم اور انداز گفتگو دیکھیں فرمایا کہ "اعندی تتمنی الموت" کیا تم میرے پاس بھی موت کی تمنا کرتے ہو؟

اسی کو تین بار دہرایا

(مشکوۃ، ج 1، ص 250، مطبوعہ مکتبہ بشری)

اس فرمان عالی شان میں اس امر کی تصریح ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک ایسی ہے کہ اگر یہ مل جائے پھر دنیا تو کیا جنت بھی بھول جائے۔

اس لیئے آج بھی جب عشاق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو دنیا کی خواہش و لالچ ہو اور نہ ہی خوف آخرت ہو بلکہ فقط تصور جاناں ہو اور ان لمحات کو اپنی معراج سمجھے اور سمجھے کہ میری فانی و عارضی زندگی میں ایسے لمحات 'کیفیات 'تصورات معلوم نہیں پھر ابھریں نہ ابھریں۔

حضرت حمزہ اور ناموس مصطفی

حضرت حمزہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہی تھے۔(**معرفۃ الصحابۃ**)

حضرت حمزہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا پیار کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ابوجھل نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی حضرت حمزہ شکار کھیلنے گئے ہوئے تھے واپس پہنچنے پر جونہی آپ کو یہ اطلاع دی گئی تو آپ غصے میں آپے سے باہر ہو گئے اور اپنی کمان ہاتھ میں پکڑ کر حرم کعبہ میں جا پہنچے دیکھا کہ ابوجھل اپنے گروہ کے ساتھ وہاں موجود ہے تو آپ نے ابوجھل کے سر پر اتنی زور سے ضرب لگائی کہ ابوجھل کا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا پھر اس سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ "میرا دین وہی ہے جو میرے بھتیجے کا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اگر تم سچے ہو تو مجھے اسلام لانے سے روک کر دکھاؤ۔(معجم کبیر)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ یہ بات قطعا برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچائے تبھی تو جب آپ کو پتا چلا کہ میرے بھتیجے کو ابوجھل نے تکلیف پہنچائی ہے تو باوجود اسکے کہ اس وقت آپ ایمان نہیں لائے تھے آپ نے ابوجھل کو جا کر خبردار کیا تاکہ وہ آئندہ آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت نہ دے سکے اور اسی موقع پر آپ ایمان لے آئے۔

غزوہ احد میں بھی آپ بڑی بے باکی سے جنگ کرتے رہے حتی کہ آپ نے متعدّد کفار کو واصل جہنم کیا اور پھر جب کفار نے آقا حضور علیہ السلام پر حملہ کیا تو تب آپ دونوں ہاتھوں میں تلوار لیئے حضور کا دفاع کر رہے تھے اور اسی غزوہ میں آپ کو بڑی بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

آپ خود فرماتے تھے میں اللہ اور اسکے رسول کا شیر ہوں۔(معجم کبیر)
سب سے پہلے اسلام کی سربلندی کے لیئے علم آپ کے ہاتھوں میں ہی تھمایا گیا لیکن جب آپ وہاں پہنچے تو گروہ کفار اس موضع سے جا چکا تھا اس لیئے جنگ نہ ہو سکی۔(طبقات ابن سعد)
وفات !15 شوال غزوہ احد میں شہید کر دیئے گئے۔
آپ کی شہادت پر آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمگین ہوئے اور کہا اے اللہ و اسکے رسول کے شیر ،اے حمزہ! پریشانیوں کو دور کرنے والے (شرح الزرقانی علی المواھب)

حدیث سفیانی کی توضیح

حدثنا أبو محمد أحمد بن عبد الله المزنی، ثنا زکریا بن یحیی الساجی، ثنا محمد بن إسماعیل بن أبی سمینة، ثنا الولید بن مسلم، ثنا الأوزاعی، عن یحیی بن أبی کثیر، عن أبی سلمة، عن أبی هریرة رضی الله عنه، قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: " یخرج رجل یقال له: السفیانی فی عمق دمشق، وعامة من یتبعه من کلب، فیقتل حتی یبقر بطون النساء ویقتل الصبیان، فتجمع لهم قیس فیقتلها حتی لا یمنع ذنب تلعة، ویخرج رجل من أهل بیتی فی الحرة فیبلغ الشفیانی، فیبعث إلیه جندا من جنده فیهزمهم، فیسیر إلیه السفیانی بمن معه حتی إذا صار ببیداء من الأرض خسف بهم، فلا ینجو منهم إلا المخبر عنهم «هذا حدیث صحیح الإسناد علی شرط الشیخین، ولم یخرجاه» مستدرك الحاکم

ترجمہ! دمشق کی گہرائی سے ایک آدمی نکلے گا جسے سفیانی کہا جائے گا، اسکی پیروی کرنے والے زیادہ لوگ کلب قبیلے کے ہونگے، یہ عورتوں کے پیٹ چاک کرکے لڑکوں کو قتل کرے گا قیس قبیلے کے لوگ اسکا مقابلہ کرینگے، یہاں سے لڑے گا اور وہاں سے روک نہیں سکیں گے۔ پھر میرے گھرانے کا ایک آدمی حرہ پہنچے گا، جب سفیانی کو پتہ چلے گا تو وہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر بھیجے گا، جسے وہ شخص شکست دے گا پھر سفیانی کے ساتھ جو لوگ بھی ہونگے انہیں اس شخص کی طرف بھیجے گا، جب وہ صحراوالی زمین پر پہنچیں گے تو زمین انہیں نگل لے گی ان میں سے کوئی نہ بچے گا سوائے خبر دینے والے کے۔

حاکم کہتے ہیں کہ یہ حدیث شیخین (بخاری و مسلم) کی شرط پر صحیح ہے لیکن انھوں نے اسکی تخریج نہیں کی۔

چونکہ اسلام کو شروع دن سے ہی مخالفین کا سامنا رہا ہے کبھی مشرکین مکہ، کبھی منافقین تو کبھی مسیلمہ کذاب جیسے دجال سے اور کبھی یزیدیت سے نبرد آزما ہونا پڑھا اسی راہ کے راہی کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی جھوٹی تاریخ، قصے، کہانیوں اور قرآن و احادیث کی من مانی تشریحات کے سہارے مقدسات اھلسنت پر حملہ کرکے من کا رانجھا راضی کرتے ہیں۔

جیسا کہ ایک گروہ صحابہ پر تبرا بازی کرتا ہے تو دوسرا یزید کر امیر المؤمنین کہتا ہے مذکورہ روایت بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جو دل نے کہا مراد لے کر اس کا مصداق اسے ٹھہرا دیا۔

اس مفھوم کی دیگر روایات بھی ملتی ہیں لیکن ان میں ضعف و سقم ہے۔

اس متعلق مذکورہ روایت ہی سرکردہ مانی جاتی ہے، اھلسنت کے نزدیک بھی سفیانی کا خروج واقع ہوگا لیکن اس کا سہارا لے کر کچھ لوگوں نے حضرت ابوسفیان، حضرت امیر معاویہ اور حضرت ہند رضی اللہ

عنھم کی ذوات کو مطعون کیا نور ایمان سے محروم ان لوگوں کا کہنا ہے " چونکہ (معاذ اللہ) یہ لوگ (حضرت ابوسفیان ،امیر معاویہ) شروع سے ہی اھلبیت کے مخالف رہے ہیں لہذا انکی اولاد بھی بغض اھلبیت سے سرشار ہوگی اور سفیانی انہیں کی اولاد سے ہوگا اور اھلبیت کو قتل کرے گا ان لایعنی قضایا کو ملا کر نتیجۃ بات کو یہ لوگ حضرت ابوسفیان تک ہی لے جاتے ہیں حالانکہ یہ بات متحقق ہے کہ حضرت امیر معاویہ کا سگا بیٹا یزید پلید ہے ،اس نے مظالم میں کچھ کسر باقی نہ رکھی اس کے باوجود اس کے افعال شنیعہ و قبیحہ سے ان عالی مرتبت ذوات کو کچھ علاقہ نہیں اسی طرح اگر آپ کی اولاد میں سے کئی پشتیں بعد کوئی ظالم شخص آتا ہے تو اس میں ان ذوات کا کیا دخل ،یہ لوگ اھل بیت کی عالی مرتبت ذوات سے محبت کا دم بھر کر اس شخص کو بھی دشمن اھلبیت ہی ظاہر کرتے ہیں حالانکہ یہ ظہور امام مہدی کے قرب میں ایک فتنہ اٹھے گا اور عام قتل و غارت ہوگی اس جماعت کا کرتا دھرتا یہی سفیانی ہوگا اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اس فتنے کا ابھی ظہور نہیں ہوا لیکن لوگوں نے کبھی یزید تو کبھی دور عثمانی اور کبھی کس کو تو کبھی کس کو سفیانی بنا کر پیش کیا گویا یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق روایات کا ورود ہے ان من مانی تشریحات دین کی وجہ سے دین کو مزاح بنا دیا گیا ہے اور کچھ لوگوں نے اس گروہ کا رد کرنے کی غرض سے ان روایات کو احادیث رسول ماننے سے ہی انکار کر دیا ہے یہ دین کے ساتھ استھزا ہے کہ جو دل نے چاہا کہہ دیا۔

علامہ برزنجی رحمۃ اللہ علیہ نے "الاشاعۃ" کے اندر مفصل گفتگو کی ہے۔

خلاصہ !اس مفھوم کی روایات ثابت شدہ ہیں کہ ایک شخص آئے گا اور امت رسول پر مظالم ڈھائے گا لیکن ہر بندہ اپنے دور کے حاکم پر ان احادیث کو چسپاں کرتا ہوا نظر آتا ہے ،یہی کھلواڑ ہوا کہ عوام کی نظر میں بھی شریعت مطھرہ کی عزت باقی نہ رہی کیونکہ ہر بات کو ہلکا سمجھا جانے لگا ہے ،یہ ہرگز شرع شریف میں روا نہیں رکھا گیا ان روایات کا وہی مفھوم و معنی ہے جو علمائِ امت بیان کر گئے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

"عقلمند لوگ"

"ان الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا" (کشف الخفا للعجلونی)

ترجمہ! بے شک لوگ سوئے ہیں جب مرتے ہیں تو جاگ جاتے ہیں۔

البتہ کچھ لوگ مرنے سے قبل حیات کی چاشنی کو پالیتے ہیں

میرے دل میں یہ بات آتی تھی کہ آخر یہ بڑے بوڑھے لوگ سمجھدار کیسے و کیوں ہوتے ہیں آج ایک حدیث نظر سے گزری تو جواب مل گیا وہ روایت درج ذیل ہے۔

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یارسولَ اللہ! صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم لوگوں میں سب سے زیادہ عَقْل مَنْد اور مُحتاط کون ہے؟ پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: وہ لوگ جو موت سے پہلے اسے کثرت سے یاد کرتے اور اس (موت) کیلئے زیادہ تیاری کرتے ہیں وہی عَقْل مَنْد ہیں، وہ دنیا اور آخِرت کی بزرگی لے گئے۔ (مُعجمِ کبیر، 318/12، حدیث: 13536)

اکثر عمر رسیدہ لوگوں کی نگاہیں موت کی طرف ہوتی ہیں تو وہ لوگ موت کی طرف متوجہ ہوکر مابعد حقائیق کی روشنی میں بہت کچھ سکھا جاتے ہیں خدا کرے کہ جوانی میں یہ وصف حاصل ہو کہ اعمال صالحہ کی رغبت میں زیادہ وقت گزرے۔

"نوجوان عابد"

اے بندہ خدا تو "عالم شباب" میں نفسانی خواہشات کو خالصاللہ ترک کرے، تو تیری خصوصیت و فضیلت حضور جانِ جاناں خود بیان فرماتے ہیں۔

فرمانِ مصطَفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ اس نوجوان سے مَحبت فرماتا ہے جو اپنی جوانی کو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی فرمانبرداری میں گزار دے۔

(حلیۃ الاولیاء، ج5، رقم: 7496)

تو اپنے آپ کو ہی پہچان نہ سکا، ورنہ تیری قیمت تو بڑی ہے اب بھی فرصت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے درپے لوٹ آؤ کہ یہی منشا خداوندی ہے اور اسی میں سب کی بھلائی کا راز ہے۔

رِیاضَت کے یہی دن ہیں، بُڑھاپے میں کہاں ہمّت
جو کچھ کرنا ہو اَب کرلو، ابھی نُوریؔ جَواں تم ہو

"مروجہ مجالس"

مروجہ کثیر مجالس کا اھتمام کے ساتھ منعقد ہونا، واعظین کی کثرت کا سبب بنا اور پھر واعظین کی کثرت جھوٹ، لغویات، موضوعات، فساد، کا مبدِ ٹھہری یعنی مجالس کی کثرت تو تب مستحسن ہوتی جب اس سے تزکیہ نفس کا سامان ہوتا، جبکہ ہر محفل اپنے دامن میں دینی، سیاسی، سماجی بگاڑ کے زوال کا سامان لیئے ہوتی، لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے کہ محافل و مجالس ہی دینی و معاشرتی بگاڑ کا سبب بن رہی ہیں۔ الا ماشاءِ اللہ اس رسم سے پیسہ، سکون، سلامتی، امن و اشیاءِ دیگر رخصت ہوئیں اس رسم بد کو ختم کرنے اور منعقدہ محافل کو بامقصد، ایمان افروز، پر مغز اور پر سکون کرنے کی ضرورت ہے۔

"شہنشاہ سخن"

جنہیں حقیر سمجھ کر بجھا دیا ہم نے
وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہوگی

استاذ زمن 'شہنشاہ سخن' برادر اعلی حضرت 'علامہ مولانا حسن رضا خان بریلوی ۲۲ ربیع النور شریف (تزک مرتضوی میں ۴ ربیع الاول شریف لکھی گئی ہے) ۱۲۷۶ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۱۸۵۹ء کو بریلی کی سرزمین پے جلوہ فروز ہوئے۔ علمی و ادبی خاندان میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد و دادا ایک زمانے سے عالم اسلام کو اپنے علم سے سیراب کررہے تھے اور کرتے رہے۔۔ آپ کا خاندان نسل در نسل فتوی نویسی کی خدمت سرانجام دیتا رہا جو کہ تاہنوز جاری و ساری ہے۔ آپ کے والد گرامی مولانا نقی علی خان نیر تاباں تھے۔ آپ کے دادا رضا علی خان مفتی وقت تھے۔ برادر اکبر سیدی اعلی حضرت کو اللہ تعالی نے ایسا فضل و کمال عطا کیا کہ آپ کے علم و فضل کے ڈنکے چہار سو بجنے لگے۔ استاذ زمن کے بھانجے کا بیان ہے کہ

والدہ فرماتی تھیں (جوکہ اعلی حضرت کی بڑی ہمشیرہ تھیں) کہ جب احمد رضا کی پیدائیش ہوئی تو والد صاحب دادا جان کی بارگاہ میں لے گئے تو انہوں نے کہا میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا۔ جب مولانا حسن رضا خان کی پیدائیش ہوئی تو پھر والد صاحب دادا حضور کی بارگاہ میں لے گئے تو اس دفعہ انہوں نے کہا کہ میرا یہ بیٹا مستان ہوگا۔

(رسائل حسن بحوالہ حیات اعلی حضرت)

آپ علامہ مولانا سید ابوالحسین احمد نوری مارہروی سے بیعت تھے۔ آپ کو قبلہ سید صاحب سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔ اور خلیفہ اعلی حضرت مولانا تقدس علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق اعلی حضرت سے بھی آپ کو خلافت حاصل تھی۔ شہنشاہ سخن نے علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل اپنے والد گرامی اور اعلی حضرت کے پاس کی۔ آپ کا خاندان تو علم کی ضیا پاشیاں کر ہی رہا تھا اور زمانے کو اپنے علم سے مستفید کر رہا تھا۔ وہیں پے آپ بھی شعر و سخن میں مہارت تامہ رکھنے والی شخصیت تھے۔ آپ ہی کو تاجدار فکر و فن، ناخدائے سخن 'استاذ زمن کے القاب سے نوازا گیا۔ ستم ظریفی یہ ہوئی کہ اگرچہ شعر و سخن میں یہ نام مشہور ہے ہم یہ نام مختلف کلاموں میں سنتے رہتے ہیں لیکن اس نام سے اور پھر اس نام کے کام سے عصر حاضر کے مدارس اور اہل مدارس بہت کم واقفیت رکھتے ہیں۔ صرف ایک پہلو سے آپ کو جانا اور پرکھا گیا ہے کہ آپ فقط ایک شاعر تھے۔ حالانکہ آپ قادر الکلام شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون میں بھی ماہر تھے اور میدان تحقیق کے شہسوار تھے۔ آپ ایک جید عالم و فاضل تھے 'علم اسماء الرجال میں گہری نظر رکھتے تھے، قرآن و حدیث 'تفسیر و فقہ، منطق و فلسفہ میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ اردو ادب سے خوب واقفیت رکھتے تھے۔ تحریر و تقریر میں شغف بھی تھا اور اثر بھی تھا کہ آپ کی تحریر و تقریر پڑھنے و سننے والوں کے لیئے راہ ھدایت کا نشاں بنتی گئی۔ ابتدا میں آپ مرزا داغ دہلوی سے استفادہ کرتے رہے تو یوں شعر و سخن سے معرفت و انسیت ہونے لگی پھر جب سیدی اعلی حضرت کی صحبت سے مستفید ہوئے تو شعر بھی خوب کہنے لگے اور فکر و تحقیق میں بھی خدمات سرانجام دینے لگ

گئے پھر تادم حیات یہی خدمت دین آپ کا سرمایہ حیات رہی۔

آپ منظر الاسلام کے مہتمم اول بھی تھے 'رد خارجیت و ناصبیت و تفضیلیت پے آپ کی خدمات واضح ہیں۔اعلی حضرت کی کتب کی طباعت و اشاعت کا کام بھی آپ کے ذمہ تھا اور اعلی حضرت کو فکر کسب و معاش سے بھی آپ نے بے نیاز کیا ہوا تھا۔لیکن اس عظیم محقق و مفکر و مدبر کے ساتھ ہم وفانہ کر سکے۔اور آپ کے متعلق ہمارا سکوت و جمود بے وفائی کا بین ثبوت ہے۔خدا کا کرم ہو ان احباب پر جنہوں نے آپ کے متعلق بالآخر قلم اٹھایا اور آپ کی خدمات کو واضح کیا۔

"آپ کا فن شاعری"

آپ میدان فکر و ادب کے شہسوار تھے۔آپ کا نعتیہ دیوان "ذوق نعت" ہے جو کہ "صلہ آخرت" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔آپ کا ہر کلام بلکہ ہر ہر شعر عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا جام پلاتا ہے۔آپ کی شاعری معیار شریعت کے مطابق و موافق ہے 'بلکہ شریعت اسلامیہ کی ترجمان ہے۔آپ نے اپنے کلام میں شریعت اسلامیہ کی مکمل پاسداری و تحفظ کا اہتمام خاص فرمایا ہو بھی کیوں نہ کہ آپ نے اس فن عظیم کو مرد عظیم یعنی میرے آقا اعلی حضرت امام اھلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پاک میں رہ کر حاصل کیا اور خود امام اھلسنت نے استاذ زمن کے کلام کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ "حسن میاں مرحوم کا کلام اول تا آخر شریعت کے دائیرے میں ہے ان کو میں نے نعت گوئی کے اصول بتادیئے تھے"

(ملفوظات اعلی حضرت)

مولانا شمس الحق بریلوی تحریر کرتے ہیں: جس زمانے میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں میں شعبہ فارسی کا صدر تھا، اور میرا تمام دن وہاں کی علمی اور ادبی فضاؤں میں گزرتا تھا خصوصا محب صادق مولوی ابرار حسین صدیقی تلہری مرحوم کے یہاں مجمع احباب ہوتا اور جناب حسن بریلوی کے خلف اصغر حکیم حسین رضا خان صاحب بھی اس صحبت دل نشیں میں شریک ہوتے تو اکثر ان کی زبان سے یہی سنا کہ آپ

کا نعتیہ کلام جناب داغ کی اصلاح سے حق آشنا نہیں ہوا بلکہ آپ اپنا نعتیہ کلام اپنے برادر گرامی اعلی حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ کو سناتے ، وہ جو کچھ اصلاح مناسب تصور فرماتے ، دے دیتے۔ یہی سبب ہے کہ جناب حسن کے کلام میں شکوہ الفاظ ، بندش تراکیب اور جدت مضامین کا جہاں تک تعلق ہے 'اس کا رنگ اعلی حضرت کے کلام سے ملتا جلتا ہے۔ (تقدیم بر ذوق نعت)

علامہ حسن رضا بریلوی نعت گوئی سے پہلے غزل گوئی کی طرف مائیل تھے جس کی وجہ سے داغ دہلوی کے پاس بھی گئے ۔ مگر جب آپ نے اپنے برادر مکرم امام احمد رضا بریلوی کی زیادہ صحبت اختیار کی اور خصوصا جب آپ کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کیا تو دل میں عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی دبی ہوئی چنگاری شعلۂ جوالہ بن کر ابھر گئی اور آپ نعتیہ شاعری کے میدان کے ایک ایسے عظیم ترین شہسوار بن گئے کہ جلد "اُستاذ زمن" کے لقب سے دنیاے شعر وادب میں پہچانے جانے لگے۔ امام احمد رضا بریلوی کی اس نظر عنایت کا انھیں بھی اعتراف ہے " ذوق نعت " میں ایک مقام پر اپنے برادرِ معظم کے حق میں یوں دعا کی ہے۔

بھلا ہے حسن کا جناب رضا سے
بھلا ہو الہی جناب رضا کا

آپ کے نعتیہ دیوان کا بغور مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ اردو ادب کے ممتاز شاعر تھے ۔ آپ کا کلام تغزل کی آمیزش سے بھی بھرپور ہے۔ آپ کے کلام میں فصاحت وبلاغت 'حسن طلب وحسن تضاد ،تشبیہات واقتباسات 'حسن تعلیل وحسن تشبیب ، تلمیعات 'مراعاۃ النظیر 'تلمیحات جیسی صناعات کا ایک حسین نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ بلا شک وشبہ آپ کا شمار بلند پایہ شعرا میں ہوتا ہے۔ آپ کی شاعری کے متعلق پہلا مقالہ شاید سید فضل الحسن قادری نے تحریر کیا تھا۔

آپ کی شاعری وکلام کے متعلق مولانا مشاہد رضا بریلوی زید شرفہ تحریر فرماتے ہیں۔

آپ کے کلام میں انداز بیان کی ندرت بھی ہے اور فکر وتخیل کی بلندی بھی، معنی آفرینی بھی ہے، تصوفانہ

آہنگ بھی، استعارہ سازی بھی ہے، پیکر تراشی بھی ،طرز ادا کا بانکپن بھی ہے،جدت طرازی بھی ،کلاسیکیت کا عنصر بھی ہے،رنگِ تغزل کی آمیزش بھی ،ایجاز واختصاراور ترکیب سازی بھی ہے،عربی اور فارسی کا گہرا رچاؤ بھی ہے۔

لب جاں بخش کی تعریف اگر ہو تجھ میں
ہو مجھے تار نفس ہر خط مسطر کاغذ
کریں تعظیم میری سنگ اسود کی طرح مومن
تمہارے در پہ رہ جاوں جو سنگ آستاں ہوکر
آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو
اور اے جان جہاں تو بھی تماشائی ہو
اونچی ہوکر نظر آتی ہے ہر اک شے چھوٹی
جاکے خورشید بنا چرخ پہ ذرہ تیرا

لیکن ستم ظریفی یہ ہوئی کہ اردو ادب کے مؤرخین وناقدین نے تعصبا آپ کا ذکر شعراو ادبا کی صف میں نہ کیا بلکہ آنکھ سے کاجل صاف چراتے ہوئے نکل گئے۔آپ توآپ رہے میرے آقا اعلی حضرت امام اھلسنت "حسان الھند "کا ذکر خیر تک نہ کیا گیا وجہ فقط مسلکی تعصب وگروہ بندی ہے۔

البتہ سری رام نے آپ کا تذکرہ کیا ہے۔"

"سخنور خوش بیاں،ناظم شیریں زباں مولانا حاجی محمد حسن رضا خاں صاحب حسن بریلوی خلف مولانا مولوی نقی علی خاں صاحب مرحوم وبرادر مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب عالم اہل سنت وشاگرد رشید حضرت نواب فصیح الملک بہادر داغ دہلوی۔۔۔۔۔۔نعت

گوئی میں اپنے برادر بزرگ مولوی احمد رضا خاں سے مستفیض ہیں اور عاشقانہ رنگ بلبل ہندوستان داغ تلمذ تھا"۔(خمخانہ جاوید جلد دوم)

البتہ سری رام بھی زیادہ انصاف نہ کرسکا کہ حیرانگی کی بات ہے کہ جو شخصیت اس فن میں ٹاپ آف دی لسٹ کی حیثیت رکھتی ہے یعنی کہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جن کو سری رام نے استاذ زمن کے ذکر میں ان کا استاذ لکھا اس کے باوجود پوری کتاب میں علیحدہ سے امام اھلسنت کا تذکرہ نہ کیا۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس حسن رضا بریلوی کا ذکر کیا اس کے استاذ احمد رضا خان کا ذکر بطور شاعر و ادیب کرنا بدرجہ اولی ضروری تھا۔ دور حاضر کے ماہر ادیب عزیزم مولانا مشاہد رضا بریلوی لکھتے ہے "اس موقع پر ماہر غالبیات کالیداس گپتا رضا کی اس تحریر کو نقل کرنا غیر مناسب نہ ہوگا، گپتا صاحب رقمطراز ہیں۔ "تاہم حیرت ہے کہ اس ضخیم تذکرے میں اِن (حسن رضا بریلوی) کے بڑے بھائی "عالم اہل سنت اور نعت گوئی میں ان کے استاذ جناب احمد رضا خان کے ذکر نے جگہ نہ پائی۔" (ماہنامہ قاری، دہلی امام احمد رضا نمبر، اپریل ۱۹۸۹ء، مضمون: امام احمد رضا بحیثیت شاعر، از: کالیداس گپتا رضا، ص ۴۵۶)۔

مولانا حسن رضا کا نعتیہ دیوان "ذوق نعت" معروف "صلۂ آخرت" آپ نے خود رحلت فرمانے سے چندروز قبل مرتب فرمانے کا کام شروع کیا تھا لیکن مرتب کرنے سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ گئے پھر آپ کی وفات کے بعد حکیم حسین رضا خان کی سعی و اہتمام سے طبع ہوا۔ حمد، نعت، مناقب صحابہ و اولیا، ذکر شہادت، بیان معراج، نغمۂ روح، کشف راز نجدیت، رباعیات اور چند تاریخی قطعات پر مشتمل ہے۔

فن شاعری میں فصاحت و بلاغت 'ایجاز و اختصار ان کے علاوہ دیگر کئی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو شاعری کو خوب تر بنا دیتی ہیں اور مشکل کلام کو آسان انداز میں بیان کر دینا بھی ملکہ ہر کسی کو عطا نہیں ہوتا لیکن یہ ساری باتیں شہنشاہ سخن کی ذات اور کلام میں علی وجہ الکمال پائی جاتی ہیں۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی آمد کے متعلق بہت خوبصورت کلام آپ نے تحریر فرمایا جس میں حسن سلیقہ، روانی، ترکیب سازی جیسے اوصاف کامل طور پے موجود ہیں۔

مبارک ہو وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے

گدائی کو زمانہ جس کے دَر پر آنے والا ہے
چکوروں سے کہو ماہِ دِل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذَرّوں کو دو مہر منور آنے والا ہے
فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں گے پائیں گے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے
کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکتی ہے
خبر دو بلبلوں کو وہ گل تر آنے والا ہے
کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل
کہ وہ فریاد رس بیکس کا یاوَر آنے والا ہے
ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے
بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہوجائیں گی پوری
کہ وہ مختارِ کل عالم کا سروَر آنے والا ہے
مبارک دَرد مندوں کو ہو مژدہ بیقراروں کو
قرارِ دِل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے
گنہگارو نہ ہو مایوس تم اپنی رِہائی سے
مدد کو وہ شفیعِ روزِ محشر آنے والا ہے
جھکا لائے نہ کیوں تاروں کو شوقِ جلوہ عارِض
کہ وہ ماہِ دِل آرا اَب زمیں پر آنے والا ہے
کہاں ہیں بادشاہانِ جہاں آئیں سلامی کو

کہ اب فرماں روائے ہفت کشور آنے والا ہے
سلاطینِ زمانہ جس کے دَر پر بھیک مانگیں گے
فقیروں کو مبارک وہ تونگر آنے والا ہے
یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے
وہی نوشاہ باصد شوکت و فر آنے والا ہے
وہ آتا ہے کہ ہے جس کا فدائی عالمِ بالا
وہ آتا ہے کہ دِل عالم کا جس پر آنے والا ہے
نہ کیوں ذَرّوں کو ہو فرحت کہ چمکا اَختر قسمت
سحر ہوتی ہے خورشید منور آنے والا ہے
حسنؔ کہہ دے اٹھیں سب امتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

مولانا ثاقب رضا قادری تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ''ذوق نعت'' کی تاریخ میں ایک قطعہ لکھا، اعلیٰ حضرت کی شاعری شکوہ انداز، حسنؔ کی یادیں، شاعری اور شخصیت کا حسین مرقع، اپنے روابط اور حسنؔ سے جذباتی لگاؤ کا واضح اظہار جو اعماقِ قلب سے زبانِ قلم پر اُترا اور صفحہ قرطاس پر بکھر گیا۔ آخری چار شعر ہر مصرع تاریخ، مصرع نصف کی تکرار، صنائع بدائع سے مملو، حسن و جمال کی تصویر دیکھیے۔ (یہ مفہوما مولانا کی تحریر ہے)

قوت بازوَے من سُنّی نجدی فگن
حاجی و زائر حسن، سلمہٗ ذوالمنن
نعت چہ رنگیں نوشت، شعر خوش آئیں نوشت
شعر مگو دیں نوشت، دور ز ہر ریب و ظن

شرع ز شعرش عیاں، عرش بہ بتیش نہاں
سُنّیہ را حرزِ جاں، نجدیہ را سر شکن
قلقلِ ایں تازہ جوش، بادہ بہنگام نوش
نور فشاند بگوش، شہد چکاں در دہن
کلک رضاؔ سالِ طبع، گفت بہ افضال طبع
زا نکہ از اقوالِ طبع، کلک بود نغمہ زن
اوج بہیں محمدت، جلوہ گہ مرحمت
عافیت عاقبت باد نوائے حسنؔ
بادِ نوائے حسنؔ، باب رضائے حسن
باب رضائے حسنؔ، باز بہ جلبِ منن
باز بہ جلبِ منن، بازوئے بخت قوی
بازوِ بخت قوی،نیک حجابِ محن
نیک حجابِ محن، فضل عفو و نبی
فضل عفو و نبی، جبل وی و جبل من

اعلیٰ حضرت مزید فرماتے ہیں:

نعتِ حسنؔ آمدہ نعتِ حسن
حُسنِ رضا باد بزیں سلام
اِنَّ مِنَ الذَّوْقِ لَسِحْرٌ ہمہ
اِنَّ مِنَ الشِعْرِ لَحِکْمَۃٌ تمام
کلک رضاؔ داد چناں سال آں

یافت قول از شد رأس الانام

آپ کی تصانیف

علامہ حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ شاعر و ادیب ہونے کے ساتھ بلند پایہ محقق، مصنف و مفکر بھی تھے۔ آپ کی خدمات دینیہ نے ہر میدان میں اپنا لوہا منوایا لیکن ہم بے قدرے لوگوں نے تو سعی لاحاصل کی تھی کہ آپ کا علمی سرمایہ ضیاع کی نظر ہو جائے لیکن اللہ جل شانہ نے فضل خاص فرمایا کہ وہ سرمایہ محفوظ رہا۔

بے قدراں کج قدر نہ کیتی
اساں کیتی خوب تسلی ہو

آپ کی تصانیف میں ذوق نعت، آئینۂ قیامت، صمصام حسن، نگارستان لطافت، ثمر فصاحت، انتخاب شہادت اور دین حسن مشہور ہیں۔

(ماخوذ از ماہنامہ سنی دنیا اگست ۱۹۹۴، مولانا حسن بریلوی نمبر، بریلی شریف)

(1) وسائل بخشش بھی آپ علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ جو کہ پہلی دفعہ 1309ھ میں طبع ہوئی اور پھر بعد ازاں نادر و نایاب ہو گئی۔

ڈاکٹر سید لطیف حسین ادیب مولانا حسن رضا کی مثنویوں کے متعلق رقم طراز ہیں: "ان میں قابل ذکر مثنوی "وسائل بخشش" ہے جس میں 602 اشعار ہیں اور نعت کے علاوہ مناقب بھی ہیں۔ اس مثنوی کا انداز مثنوی کی فضا کے مطابق غزل سے اور خاص طور پر داغ اسکول کی غزل سے بالکل مختلف ہے، بہ حیثیت مجموعی یہ اعلی درجہ کی مثنوی ہے۔ ذوق نعت میں اس کی شمولیت ناروا تھی، اس کو علیحدہ کتابی شکل میں طبع ہونا چاہیے تھا۔" (ماہنامہ سنی دنیا، مولانا حسن رضا نمبر 1994ء، صفحہ 16)

(2) صمصام حسن بر دابر فتن

یہ تصنیف لطیف پہلی دفعہ ۱۳۱۸ میں شائع ہوئی اور یہ فارسی میں ہے۔

اس مثنوی میں یہ عنوانات شامل ہیں: تبری از آلہہ مخترعہ بدعیان بحضرت آلہ حق سنیاں، نعت شریف،کشف استار ندوہ نابکار، باحکیم پریشان مداح ندوہ خطاب دوستانہ نمودن بار بحال ندوہ رجوع فرمودن، بزم آرائی خامۂ مشکین سواد در مدح طرازی مجلس علمائے اہل سنت واقع عظیم آباد شامل ہیں۔

(ماخوذ از رسائل حسن)

(3)ثمر فصاحت

چونکہ آپ کو مرزا داغ دہلوی سے بھی شرف تلمذ تھا اور اولا تغزل کا رنگ غالب تھا تو اسی زمانے کی بات ہے کہ آپ نے داغ دہلوی کی اقتدا میں "ثمر فصاحت "تصنیف کی۔ یہ 190 غزلوں پے مشتمل ہے۔

کچھ لوگوں نے اس تصنیف کا سرے سے ہی انکار کر دیا تھا کہ یہ آپ کی تصنیف نہیں ہے اور اس کی وجہ غزلیات پے مشتمل کلام تھا اور اس بات کی شہرت تھی کہ یہ کلام عاشقانہ ہے جیسا کہ لالہ سری رام نے لکھا ہے (حالانکہ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں)لیکن حقیقت یہی ہے کہ یہ آپ ہی کی تصنیف لطیف ہے جس میں کوئی خلاف شریعت بات موجود نہیں۔

(4)قند پارسی

قند پارسی کا بھی ذکر ملتا ہے کہ یہ بھی آپ کی تصنیف ہے

(5)ساغر پر کیف

اگرچہ یہ کتاب دستیاب نہیں لیکن یہ بھی آپ کی تصنیف لطیف ہے جس کی تائید ڈاکٹر امجد رضا امجد، پٹنہ کی اس تحریر سے بھی ہوتی ہے: "علامہ ڈاکٹر حسن رضا خان، پی ایچ ڈی، پٹنہ کی مایۂ ناز تصنیف ”فقیہ اسلام“ میں ایک اور کتاب "ساغر پر کیف "کا تذکرہ ملا۔ "(ماہنامہ سنی دنیا، حسن رضا نمبر، صفحہ:۴۷)

یہ مجموعہ بھی غزلوں پر مشتمل ہے۔

(6)تزک مرتضوی

یہ کتاب مولی علی کے فضائل اور رد تفضیل پر ہے ۱۸۸۳ میں تحریر کی گئی۔ اولا اسکی اشاعت کی گئی اور

پھر طویل مدت تک منظر عام پے نہ آسکی۔ اللہ بھلا کرے علامہ افروز چریاکوٹی زید مجدہ کا جنہوں نے 2011 میں اپنی ترتیب وتخریج وتحشیہ کے ساتھ اس کتاب کو ایک مرتبہ پھر منظر عام پر لایا۔

اس کتاب کے متعلق ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے وہ یہ کہ اس کو اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کہا جاتا ہے۔(جیسا کہ حیات اعلی حضرت میں بھی اسے اعلی حضرت کی تصانیف میں شمار کیا گیا)لیکن یہ بات درست نہیں۔

(7)بے موقع فریاد کے مہذب جواب

یہ تصنیف بھی علامہ حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔مولانا حسرت موہانی نے بھی اسے مولانا حسن کی تصانیف میں درج کیا اور لکھا کہ "ان میں ابتدائی چھ کتابیں آپ کے زمانۂ حیات میں چھپ کر مقبول خاص وعام ہو چکی تھیں۔" (ماہنامہ سنی دنیا، حسن رضا نمبر صفحہ :8 بحوالہ اردوئے معلی)اور ثمر فصاحت کے آخر میں آپ کی کتب کی فہرست دی گئی ہے جس میں اس کتاب "بے فریاد کے مہذب جواب "کو شامل کیا گیا ہے۔

(8)فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوۃ

اس تصنیف کو بھی حیات اعلی حضرت میں اعلی حضرت کی تصانیف میں شمار کیا گیا ہے۔لیکن درست بات یہی ہے کہ یہ تصنیف استاذ زمن کی ہے جو کہ آپ کی حیات میں ہی ۱۳۱۳ میں شائع ہوئی۔

(ماخوذ از رسائل حسن)

(9)قہر الدیان علی مرتد بقادیان

اس کو اکثر تذکرہ نگاروں نے اعلی حضرت کی تصانیف میں شمار کیا ہے لیکن درست بات یہ ہے کہ یہ نہ اعلی حضرت کی تصنیف ہے اور نہ ہی مولانا حسن رضا کی تصنیف ہے بلکہ یہ شہنشاہ سخن کا جاری کردہ ماہنامہ ہے۔جو کہ ۱۳۲۳ میں جاری کیا گیا۔

(ماخوذ از رسائل حسن)

(10)سوالات حقائق نما بر رؤس ندوۃ العلمیا

یہ کتاب ندوہ و اہل ندوہ کے لیئے گردن پر لٹکتی تلوار سے کم نہ تھی اس میں آپ نے ستر سوال قائم کیئے ۔ندوۃ کے مولوی جوابات نہ دے سکے اسکی اشاعت بھی ۱۳۱۳ میں ہوئی۔

(ماخوذ از رسائل حسن)

(11)ندوہ کا نتیجہ روداد سوم کا نتیجہ

یہ کتاب بھی ندوہ کی حقیقت واضح کرنے کے لیئے کافی ہے۔اسکی اشاعت ۱۳۱۴ میں ہوئی۔

(ماخوذ از رسائل حسن)

اظہار روداد اور کوائیف اخراجات بالترتیب سال اول و دوم منظر الاسلام بریلی شریف کے متعلق تفصیل ہے اول آپ کی ہی ترتیب سے شائیع کی گئی تھی۔

(باقیات حسن)

یہ آپکی کوئی مستقل تصنیف نہیں بلکہ متعدّد بکھرے ہوئے شہ پاروں کا مجموعہ ہے۔

الغرض استاذ زمن مولانا حسن رضا خان کی بیش بہا دینی و ملی خدمات ہیں کہ ہم انکی عوض دینے سے قاصر ہیں۔خداوند کریم آپ کے درجات میں محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے ترقیاں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین

آپ کی زندگی کو جس پہلو سے پرکھا جائے 'ہر ادا کمال رکھتے تھے۔

"شادی و اولاد"

آپ کی شادی غلام دستگیر خان صاحب کی پوتی سے ہوئی۔آپ کے تین فرزند تھے: مولانا حکیم حسین رضا خان صاحب، علامہ حسنین رضا خان صاحب، فاروق رضا خان صاحب رحمہم اللہ۔

حسن و داغ

شہنشاہ سخن کا مرزا داغ دہلوی سے بڑا گہرا تعلق تھا ایک تو آپ نے دہلوی سے شرف تلمذ بھی حاصل کیا تھا

اور پھر یارانہ بھی تھا۔داغ دہلوی کو بھی آپ سے خاص انس تھا اور اکثر اوقات پیارے شاگرد کہہ کر مخاطب فرماتے اس بات کا اظہار مولانا حسن خود ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

پیارے شاگرد تھا لقب اپنا
کس سے اس پیار کا مزہ کہیئے

اور مولانا حسن اپنے استاذ داغ دہلوی سے بڑی عقیدت رکھتے تھے جس کا اظہار درج ذیل اشعار میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

پیارے شاگرد تھالقب اپنا
کس سے اس پیار کا مزہ کہیے
لطف ان سست مضامیں میں کہاں سے آئے
اے حسن گر کرم حضرت استاد نہ ہو
کیوں نہ ہو میرے سخن میں لذت سوز و گداز
اے حسن شاگردہوں میں داغ سے استاد کا
جس کو زمانہ بلبل ہندوستاں کہے
اب کون ہے حسن شعرا میں سوائے داغ
حضرت استاد کے دیکھیں قدم چل کر حسن
گر خدا پہنچادے ہم کومصطفی آباد میں
یہ گل فشانیاں تو نہ ہوتیں کبھی حسن
تم نے چنے ہیں پھول یہ گلزار داغ سے

مولانا حسن بطور صحافی

قہر الدیان علی مرتد بقادیان ماھنامہ آپ کی ادارت و زیر نگرانی جاری ہوا اسکے علاوہ کئی اشتہارات و

مقالات بھی آپ نے شائع کروائے۔

ہفت روزہ اخبار، روز افزوں اور گلدستہ بہار بے خزاں جیسے رسائل کی سرپرستی بھی آپ فرماتے رہے۔

آپ تاریخ گوئی میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مفتی تقدس علی خان صاحب کا بھی تاریخی نام "تقدس علی خان" آپ نے ہی نکالا تھا۔

آپ کے تلامذہ

آپ کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر ہے جن میں سے چند مندرج ذیل ہیں۔

جناب جمیل الرحمن خان صاحب، جناب قاضی خلیل صاحب، جناب سید محمود علی عاشق صاحب

(حسن رضا نمبر!10)

آپ کی وفات ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۲۶ بمطابق 1908 کو "تپ" کی وجہ سے ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ نے پڑھائی اور تدفین بھی آپ نے کی۔

(حسن رضا نمبر!19)

اور یوں یہ علم و عمل کا چراغ بجھ گیا۔ اور اپنے پیچھے گویا ہزاروں لوگوں کو یتیم کر گیا۔

اللہ تعالی انکے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

ربیع الاول کی ۵ شب بروز پیر pm10:21 یہ مضمون تمام ہوا۔

خداوند کریم اسکو میرے لیئے بخشش کا ذریعہ بنادے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

"کنتم خیر امۃ"

یہ امت تمام امم سابقہ سے بہتر بھی ہے اور یہ امت تمام امم سابقہ کے لیئے ذریعہ انتفاع بھی ہے اور اس امت کے رجال میں جذب الی اللہ بھی پہلے کے لوگوں سے زیادہ موثر رکھا گیا ہے۔

آج اس امت کے ہر فرد خاص و عام کو دیکھتے ہیں تو سمجھ آتا ہے کہ جن رجال کے متعلق یہ باتیں کہی

جاسکیں وہ مفقود ہو چکے، قحط الرجال آن پڑا ہے، اور اکثریت گناہوں سے لتھڑی ہوئی ہے۔ لوگو مبارک ساعتیں ہیں خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں توبہ و رجوع کے ساتھ سر تسلیم خم کرلو امید ہے اللہ تعالی معاف فرمائے گا۔

"مذہب انسانیت"

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عالم میں چہار سو ایک بڑی طاقت ور اور مضبوط آواز بلند ہو رہی ہے، وہ آواز معرفت الہی سے محروم، تعلیمات اسلام سے عاری، دین اسلام سے بیزاری، اپنوں سے غداری، اغیار سے وفاداری کا ثبوت دیتی ہے۔ ویسے تو تمام ادیان باطلہ چمن اسلام کو اجاڑنے و لتاڑنے کی سر توڑ کوشش میں لگے ہیں، لیکن اس آواز میں چند مخصوص گروہ نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں بالخصوص سیکولر، لبرل، ملحد، دین بیزار لوگ اس سازشی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں اور وہ قبیح آواز "انسانیت سب سے بڑا مذھب ہے" بڑی تیزی سے اھلیان اسلام کے قلوب و اذھان میں رگوں میں خون کے سیلان کی طرح پھیلتی جارہی ہے حتی کہ چند دن پہلے ایک معروف شیخ صاحب نے بھی دوران تقریر یہ الفاظ دہرائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فکر فقط دنیوی طبقے یا دین سے دور رہنے والے افراد تک محدود نہیں بلکہ یہ فکر دینی طبقے پر بھی اثرانداز ہو رہی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ تعلیمات اسلام کی دھجیاں اڑاتی یہ آواز دینی تعلیمات کے فروغ کے نام پر پنپ رہی ہے۔ جیسا کہ خدمت خلق، حقوق انسانیت، حسن معاشرہ، اعلی کردار، امن اور اسلامی تھذیب وغیرہ کا سہارا لے کر اور انکی فاسد تشریحات کے ذریعے سے اس نظریے کو مضبوط کیا جارہا ہے۔ ویسے ہی دین دشمن لوگ ایسے محاذ پر صف اول میں ہوتے ہیں اور پھر جانے انجانے میں جب اسلامی معاشرے کے دینی و سیاسی قائید بھی یہی سوچ آگے دیں تو پھر یہی حال ہونا ہے آج ہر جگہ سے ھندو مسلم بھائیی بھائیی، پہلے انسانیت بعد میں مذھب، سب سے بڑا مذھب اسلام وغیرہ دل کو چیرنے والے نعرے سنائیی دیتے ہیں۔ غیروں سے تو بعد میں نمٹیں گے پہلے ہمیں اپنے رہبروں

سے جواب مطلوب ہے کہ کونسی انسانیت کے متعلق بات کرتے ہو؟ جسکے متعلق قرآن کا واضح فیصلہ و پیغام ہے کہ "ان الانسان لفی خسر" بے شک انسان خسارے میں ہے۔ اللہ تو ارشاد فرماتا ہے کہ جب تک ایمان نہیں لاؤ گے خسارے میں رہو گے تو پھر کون سا ضابطہ ہے جس سے انسانیت اسلام سے مقدم ہوگئی۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ کم از کم مسلمان نوجوان کو صحیح و درست معلومات فراہم کی جائیں اور انہیں بتایا جائے کہ ہم جس مذھب اسلام کو جانتے و مانتے ہیں وہ حق و باطل کے درمیان واضح فرق کرنے والا ہے، وہ حق کو باقی رکھنے والا اور باطل کو مٹانے والا ہے۔

"من زار قبری وجبت له شفاعتی" کا تحقیقی جائیزہ

آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من زار قبری وجبت لہ شفاعتی" جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی اسکے لیئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ (رواہ البیھقی والدارقطنی)

امام تقیُّ الدّین سبکی علیہ رحمۃ اللہ القوی "شَفَاعَتِی یعنی میری شفاعت" کے تحت فرماتے ہیں: شفاعت کی نسبت اپنی جانب فرمانے میں یہ شرف ہے کہ "فرشتے، انبیا اور مؤمنین" بھی شفاعت کریں گے مگر روضہ انور کی زیارت کرنے والے کی شفاعت میں خود کروں گا۔ شافع (شفاعت کرنے والے) کی عظمت کی وجہ سے اس کی شفاعت بھی ویسی ہی عظیم ہوتی ہے جیسے ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تمام انبیائے کرام علیہمُ السَّلام سے افضل ہیں اسی طرح آپ کی شفاعت بھی دوسروں سے افضل ہے۔ (شفاء السقام، ص 103 ملخصًا)

اس حدیث کی سند کے اعتبار سے اس حدیث کو کچھ لوگوں نے موضوع و من گھڑت کہا، لیکن یہ بات کہاں تک درست ہے مندرجہ ذیل سطور میں واضح ہوجائے گا۔

اس حدیث کی سند کچھ یوں ہے " روی الدارقطنی، والبیھقی فی الشعب " من طریق موسی بن ھلال العبدی، عن عبید اللہ بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر،

قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (من زار قبری وجبت له شفاعتی)

اس سند میں موسی بن ھلال راوی ہے اس راوی پے جرح پیش کر کے حدیث کو رد کیا جاتا ہے۔

جرح !ابوحاتم نے موسی بن ھلال کو مجھول کہا ہے۔

جواب !اولا یہ بات ذہن نشین رکھی جائے کہ جہالت راوی سے راویت پر زیادہ سے زیادہ اس قدر اثر ہوگا کہ اسے ضعیف قرار دیا جائے ،مردود و باطل نہیں کہا جاسکتا 'ثانیا یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ جہالت کی اقسام ثلاثہ علی الاطلاق سبب طعن و جرح نہیں ہیں۔

امام نووی نے مجہول العین کی حدیث کو قبول کرنا بھی بہت سارے محققین کی طرف نسبت فرمایا۔ مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں:"**المجهول اقسام: مجهول العدالة ظاهرًا وباطنا، ومجهولها باطنا مع وجودها ظاهرا وهو المستور، و مجهول العين،فاما الاول فالجمهور على انه لا يحتج به،وامّا الاخران فاحتج بهما كثيرون من المحققين** "معلوم ہوا کہ مطلقا مجھول ہونا رد کا سبب نہیں ہے۔

اعلی حضرت جہالت کی بحث میں فرماتے ہیں !بہر حال نزاع اس میں ہے کہ جہالت سرے سے وجوہِ طعن سے بھی ہے یا نہیں، یہ کوئی نہیں کہتا کہ جس حدیث کا راوی مجہول ہو خواہی نخواہی باطل و مجعول ہو، بعض متشددین نے اگر دعوے سے قاصر دلیل ذکر بھی کی علماء نے فوراً رد وابطال فرمادیا کہ جہالت کو وضع سے کیا علاقہ، مولانا علی قاری رسالہ فضائل نصف شعبان فرماتے ہیں !جھالۃ بعض الرواۃ لا تقتضی کون الحدیث موضوعًا وکذا نکارہ الالفاظ، فینبغی ان یحکم علیہ بانہ ضعیف، ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال"

یعنی بعض راویوں کا مجہول یا الفاظ کا بے قاعدہ ہونا یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو، ہاں ضعیف کہو، پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

پھر کچھ آگے ارشاد فرماتے ہیں: "امام بدر الدین زرکشی پھر امام محقق جلال الدین سیوطی لآلی مصنوعہ میں فرماتے ہیں: "لوثبتت جهالته لم يلزم ان يكون الحديث موضوعا ما لم يكن في اسناده من يتهم بالوضع"

یعنی راوی کی جہالت ثابت بھی ہو تو حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں جب تک اس کی سند میں کوئی راوی وضع حدیث سے متہم نہ ہو۔

(فتاوی رضویہ جلد پنجم صفحہ 445'446)

پھر اختتام میں فرماتے ہیں! خلاصہ یہ کہ سند میں متعدّد مجہولوں کا ہونا حدیث میں صرف ضعف کا مورث ہے اور صرف ضعیف کا مرتبہ حدیث منکر سے احسن و اعلی ہے جسے ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو، پھر وہ بھی موضوع نہیں تو فقط ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ، امام جلیل جلال الدین سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی رضویہ جلد پنجم صفحہ 448)

مذکورہ عبارت سے واضح ہوا کہ ایک مجھول تو کیا اگر روایت میں متعدّد مجہول ہوں تب بھی فقط ان مجہول راویوں کے سبب موضوع نہ ہوگی ثابت ہوا کہ یہ روایت موضوع و باطل نہیں ہے یہاں تک بحث مخالفین کے رد اور روایت کے موضوع نہ ہونے کے متعلق تھی۔

اب آتے ہیں کہ یہ روایت واقعی کس درجہ کی ہے۔ امام نبہانی "شواہد الحق فی الاستغاثۃ بسید الحق" میں لکھتے ہیں کہ ائیمہ حدیث کی ایک جماعت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے"

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اسکی چند اسناد اور اس پر جرح و تعدیل نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "مذکورہ حدیث حسن کا درجہ رکھتی ہے، جن احادیث میں زیارت قبر انور کی ترغیب دی گئی ہے، انکی تعداد دس سے بھی زیادہ ہے، ان احادیث سے مذکورہ حدیث کو تقویت ملتی ہے اور اسے حسن سے صحیح کا درجہ مل جاتا ہے۔

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام)

امام جلال الدین سیوطی نے "مناہل الصفافی تخریج احادیث الشفا" میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔اور شیخ محمود سعید نے "رفع المنارۃ" میں اس حدیث پر تحقیقی گفتگو فرمائی اور اسکے بعد اسکو "حسن "قرار دیا۔ بعض لوگ امام نووی کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اس روایت کو موضوع و باطل قرار دیا ہے حالانکہ انہوں نے ضعیف کہا ہے نہ کہ موضوع اور وہ بھی فقط سند کو ضعیف کہا اور اہل علم جانتے ہیں کہ سند کا ضعف حدیث کے ضعف کو مستلزم نہیں

یہ کلام علی سبیل التنزل تھا ورنہ ہم اس راوی کو مجھول نہیں سمجھتے کیونکہ اگر مجھول العین مراد ہو تو دو ثقہ راویوں کا اس سے نقل کرنا اس جھالت کو لے جاتا ہے اور موسی بن ھلال سے توسات ثقہ رواۃ نے روایت نقل کی ہے جیسا کہ امام سبکی نے ذکر کیا ہے اور اگر جھالت سے مراد مجھول الحال ہے تو یہ قبول نہیں کیونکہ موسی بن ھلال مشائخ امام احمد میں سے ہیں اور امام احمد ثقات کے سوا روایت نہیں کرتے۔

اور امام عقیلی کا یہ قول بھی بطور جرح پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا "ھذا الحدیث لا یتابع علیہ " یہ قول بھی مردود ہے طبرانی نے طریق آخر سے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور وہ "مسلمۃ بن سالم الجھنی عن عبد اللہ بن عمر" والا طریق ہے اور یہی مفھوم الفاظ مختلفہ کے ساتھ دیگر روایات سے بھی منقول ہے جو کہ اس کے شواھد میں سے ہیں اور اسکی متابعت بھی کر رہی ہیں تو "لا یتابع علیہ "والا قول مردود ہوا۔

دوسرا اعتراض مخالفین کی طرف سے یہ ہوتا ہے کہ موسی نے عبید اللہ سے نہیں بلکہ عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے جو کہ ضعیف ہے اولا تو یہ حدیث عبید اللہ سے ہی روایت کی گئی ہے ثانیا عبد اللہ سے بھی نقل ہو تو ہمیں مضر نہیں کہ امام ذھبی، امام یحیٰ بن معین اور ابن عدی نے عبد اللہ بن عمر کو ثقہ قرار دیا ہے البتہ عبد اللہ پر جرح موجود ہے لیکن وہ جرح مجمل ہے اور جرح مجمل سے تعدیل و توثیق مقدم ہیں۔

اور اس راویت کے شواھد بھی موجود ہیں جیسا کہ طبرانی و ترمذی نے روایت کی ہے۔

"من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بها 'فانی اشفع لمن یموت بها "رواہ الترمذی

"من استطاع منکم ان یموت بالمدینة فلیمت 'فانه لا یموت بها احد الا کنت له شفیعا او شهیدا یوم القیامه "رواه الطبرانی

اس مضمون کی متعدّد احادیث مروی ہیں۔

ان شواھد و متابعات سے کم از کم یہ روایت حسن کے درجہ میں ہوئی۔

اب آتے ہیں کہ اس راوی کی تعدیل کن محدثین نے کی ہے۔

ابن عدی نے کہا کہ "ارجو انه لا بأس به" (الکامل لابن عدی)

امام ذہبی نے کہا "انه صالح الحدیث" (میزان الاعتدال)

اور یہ امام احمد کے شیوخ میں سے تھے اور امام احمد نے ان سے نقل بھی کی حالانکہ آپ فقط ثقات سے ہی نقل کرتے تھے۔

اس روایت کو نقل کرنے والے مشائخ و محدثین

امام دارقطنی نے اپنی "سنن" میں، علامہ قاضی عیاض نے "الشفا" میں، عقیلی نے "ضعفا" میں، امام سیوطی نے "المناھل میں، علامہ مناوی نے "فیض القدیر" میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

خفاجی نے "شرح شفا" میں نقل کیا ہے کہ امام ذہبی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

امام سبکی مختلف طرق کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "وبذالك یتبین ان اقل درجات هذا الحدیث ان یکون حسنا ان نوزع فی دعوی صحته" (شفاء السقام)

اعلی حضرت اس حدیث کو ذکر فرمانے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔

"رواه ابن خزیمة فی صحیحیه وابن ابی الدنیا والطبرانی فی المحاملی والبزار والعقیلی وابن عدی والدارقطنی والبیهقی وابوالشیخ وابن عساکر وابوطاهر السلفی وعبدالحق فی

الاحکامین والذھبی وابن الجوزی کلھم عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما وصححہ عبدالحق وحسنہ الذھبی اقول بعد الحسن فلا شك فی صحتہ لکثرۃ الطرق"

اسے ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور ابن ابی الدنیا، طبرانی، محاملی، بزار، عقیلی، ابن عدی، ابوطاہر سلفی، اور عبدالحق نے احکامین میں اور ذہبی اور ابن جوزی سب نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، اور عبدالحق نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے اس کی تحسین کی ہے میں کہتا ہوں! تحسین کے بعد اس کی صحت میں کثرت طرق کی بنا پر شک نہ رہا۔ (فتاوی رضویہ جلد 10 صفحہ 802)

ہمارے ذکر کردہ دلائیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ روایت کم از کم حسن درجہ کی ہے برسبیل تنزل بھی زیادہ سے زیادہ اس حدیث کو ضعیف کہا جاسکتا ہے لیکن پھر بھی موضوع و باطل ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

واللہ اعلم بالصواب

"تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے تقاضے"

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا©

الاحزاب:۴۰

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا "قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا"

ترجمہ! تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(سورۃ الاعراف ۱۵۸)

اس فرمان الٰہی سے معلوم ہوا کہ مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ساری انسانیت کی طرف علی وجہ الکمال نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں جیسا کہ آیت میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ "قل یاایھا الناس" میں لفظ "الناس" استغراق کو شامل ہے لہذا "الناس" میں ہر وہ چیز شامل ہوگی جس پر لفظ "انسان" کا اطلاق کیا جاتا ہے شفیع امت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا فرمان رحمت نشان بھی اس پر شاھد ہے کہ " مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔ (مسلم، کتاب المساجد)

معلوم ہوا کہ آپ جمیع مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ پر نبوت ختم کر دی گئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

" إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

"ترجمہ! میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیا علیھم السلام کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے گھر بنایا اس نے اسے نہایت حسین و جمیل بنایا۔ علاوہ ایک اینٹ کی جگہ کے جو کونے میں ہے لوگ اسکے ارد گرد گھومتے ہیں (دیکھنے کے لیئے) اور تعجب کرتے ہیں کہ یہاں (جو جگہ خالی ہے) اینٹ کیوں نہیں لگائی؟ تو (فرمایا) میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ﷺ)

ہمیں ہے جان سے پیارا نشان ختم نبوت کا
اٹھو گھر گھر میں پہنچا دو بیان ختم نبوت کا
مٹا دو زور بازو سے کفر ہر قادیانی کا
یمامہ سے اٹھا لو ہر سناں ختم نبوت کا

دیا ختم نبوت پہ رضا کے علم نے پہرہ
بنا انکا قلم بھی ترجماں ختم نبوت کا
دبانے کو زمانے میں گلہ ہرقادیانی کا
لگائے نعرہ ہر پیر وجواں ختم نبوت کا ۔

عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟

ہمارے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لفظی و معنوی دونوں اعتبار سے خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں ،یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے ،آپ خاتم النبیین بھی ہیں اور خاتم المرسلین بھی ہیں ،آپ کے زمانے یا بعد میں کسی بھی نوعیت کا نیا نبی نہیں آسکتا !ظلی ،امتی نبی ،تشریعی ،غیر تشریعی نبی کوئی بھی نہیں آسکتا۔

جو کسی بھی اعتبار سے نبوت کا دعوی کرے وہ جھوٹا ،مکار ،کذاب تو ہے مگر نبوت و رسالت جیسے عظیم منصب کا مستحق نہیں عقیدہ ختم نبوت اسلام کا بنیادی ،فکری اور اساسی عقیدہ ہے اسی عقیدے پر مذھب اسلام کی بقا ہے اگر اسی بنیاد پر آنچ آگئی تو کچھ باقی رہنے کا استحقاق نہیں رکھتا۔

"عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں"

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ "لئین شکرتم لازیدنکم "ترجمہ اگر تم شکر کروگے میں ضرور تمہیں زیادہ دونگا۔

(سورۃ ابراھیم ،آیت ۷)

صدر الافاضل ،فخر المماثل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "اس آیت سے معلوم ہوا کہ شکر سے نعمت زیادہ ہوتی ہے"

(خزائن العرفان پارہ ۱۳ سورۃ ابراھیم)

شکر کی تعریف !شکر کی تعریف یہ ہے کہ کسی کے اِحسان و نعمت کی وجہ سے زبان ،دل یا اَعضاء کے ساتھ

اس کی تعظیم کرنا۔"

(تفسیر صراط الجنان پارہ ا سورۃ الفاتحہ)

حضور اکرم ،امام الانبیا، سید عالم ،نبی رحمت ،ھادی امت ،محبوب خدا یعنی محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمارے نبی و آقا ہیں یہ ہماری خوش قسمتی و سعادت مندی ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات والا برکات بطور نعمت عطا ہوئی، حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہمارے آقا ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ حضور کی ذات ہمارے لیئے بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کے فرمان کے مطابق اگر نعمت کا شکر ادا کیا جائے تو خداوند کریم مزید عطا فرماتا ہے ،اب حضور سے بڑھ کر اور مزید ہو گا، جو اس نعمت عظمی کا شکر بجالائے گا اسے جان کائینات صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص توجہ حاصل ہو گی۔

اب مذکورہ تمھید سے معلوم ہوا کہ حضور نعمت ہیں اور نعمت کا شکرا ادا کرنا واجب ہے اور شکر ادا کرنے سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے پھر ہم پر لازم ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع کریں ،آپ کے گیت گائیں۔ مندرجہ بالا سطور میں یہ بات بھی واضح ہو چکی کہ شکر زبان، دل اور اعضا (تینوں) سے ادا کیا جا سکتا ہے۔

زبان سے شکر !زبان سے شکر یہ ہے کہ اپنے بیانات اور مواعظ کے ذریعے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تعریف کی جائے اور ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جائے اور دشمنان دین کی ہجو کی جائے ۔ دل سے شکر !دل سے شکر یہ ہے کہ دل میں رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت جاگزیں ہو ہمہ وقت تصور جاناں دل کے دریچوں کو مشکبار کرتا رہے۔

اعضا سے شکر !اعضا سے شکر یہ کہ عملی طور پر دفاع ختم نبوت کیا جائے ، پیغام ختم نبوت کو عام کیا جائے ،اپنی تحریروں کے ذریعے سے معاندین کا رد کیا جائے ، نظام مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو عملا نافذ کر کے عدو کو غم پہنچایا جائے اور ہر میدان میں ختم نبوت کے غداروں سے مقابلہ کر کے انہیں زیر کیا جائے۔

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ جہاں توھین رسالت کرنے والے آتے رہے ہیں وہیں عشاق و جیالے ان نامرادوں کو واصل جہنم کرتے رہے ، تحفظ عقیدہ ختم نبوت ہر دور میں ہوتا رہا ہے ۔ دور صدیقی سے لے کر آج تک جس نے بھی اس مقدس مشن سے بغاوت کی وہ کچل دیا گیا کیونکہ یہ فرض ہر سانس، لمحہ لمحہ اور تسلسل کے ساتھ واجب و لازم ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم چونکہ جمہوری ملک کے باشندے ہیں تو قانونی طور پر بھی اس قانون کو مکمل طور پر نافذ العمل رکھا جائے ۔

کئی دہائیوں کی محنت ، ہزاروں قربانیوں کے بعد جاکر کہیں ہم کامیاب ہوئے تھے کہ قانونی طور پر عقیدہ ختم نبوت کے غداروں کو سرکاری طور پر کافر و مرتد قرار دیا گیا تھا اور انکی تبلیغ و مراکز پر پابندی لگائی گئی تھی اور گستاخ رسول کی سزا موت مقرر کی گئی تھی لیکن اس آئینی ترمیم پر عمل درآمد نہ ہونے کے برابر دکھائی دیتا ہے ۔

اولا تو من حیث الامت جمیع امت اور بالخصوص اکابرین و قائدین کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ میں فعال و متحرک رہیں اور اس مقدس مشن کی تقدیس پے لگنے والے ہر وار کا توڑ کریں ، اور ہر شیطانی قوت کو ناکام کریں یہاں وہ لوگ بدرجہ اولی مخاطب ہیں جو کہتے ہیں کہ اسلام کی ابتدا ہمارے کرہ ارض سے ہوئی لیکن در حقیقت دور حاضر میں انکی طرف سے اسلام کی اساس کے تحفظ کی خاطر کوئی پیش قدمی و لائحہ عمل نہیں ہے وہ جو اپنے آپ کو مرکز اسلام سمجھتے ہیں انہیں اس متعلق ضرور توجہ مبذول کرنی ہوگی اور پھر پاکستان میں اس قانون اور اس مشن کے تحفظ کی خاطر ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے آبا نے کتنی قربانیاں دی ہیں ، وہ لاکھوں لوگوں کا قربان ہونا ، وہ ماؤں کا اپنے بچوں کو قربان کر دینا ، وہ بہنوں کا اپنی عصمت بچاتے ہوئے قربان ہو جانا فقط اس لیئے تھا کہ اس ارض مقدس پر نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے ساتھ وفا کی جائے گی اسکے بعد پھر بھی متعدّد مشکلات و رکاوٹوں کا سامنا ہر دور میں رہا ہے ۔ خدا غریق رحمت کرے مرد قلندر علامہ عبدالستار خان نیازی ، علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی اور علامہ عبدالعلیم صدیقی ، رحمۃ اللہ علیھم سمیت دیگر ان علما کو جنہوں نے اس عظیم مشن کی کامیابی کی

خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ان علما اور دیگر غیور اھل اسلام نے بڑی کوشش سے ختم نبوت کے غداروں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی ترمیم منظور کروائی تھی لیکن حسب سابق ہم اپنے محسنین کو بھول گئے اور جو نعمت اس صورت میں ہمیں عطا ہوئی تھی اسکا تحفظ کر کے اور اس پر کڑی نظر رکھ کے ،اس کو من کل الوجوہ نافذ العمل کر کے ہم اس نعمت کا شکر ادا کرتے لیکن ہم ٹھہرے ناشکرے لوگ ہم اس نعمت کا تحفظ بھی نہ کر سکے۔

(1)اس لیئے آج بھی اس متعلق کافی محنت کی ضرورت ہے اور پختہ و دائیمی لائیحہ عمل تیار کر کے اسے عالمی طور پر منوایا جائے۔

(2)اس مشن کو مٹانے اور ناموس رسالت قانون کے خاتمے کے لیئے جو قوتیں مل بیٹھی ہیں ان کا منظم ہو کر مضبوط پلیٹ فارم سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ تعاقب کیا جانا چاہیئے۔

(3)مشترکہ و متحدہ محاذ کے ذریعے اپنی حاوی و غالب پوزیشن کو برقرار رکھا جائے۔

(4)اور مستقبل میں اس مشن کی تقدیس کے لیے ابھی سے منظم و مربوط طریقے سے چلنا چاہیے۔

(5)ہمیں اپنے اجسام و ابدان کو خوشبوئے مصطفی سے ایسے مزین رکھنا چاہیے کہ معلوم ہو سکے کہ یہ افراد امت مصطفی سے تعلق رکھتے ہیں اور ساتھ میں اپنے افراد و معاشرے کو نور مصطفی کی جھلک و تڑپ کا روگ دینا چاہیے۔

(6)ہر اعتبار سے عملی میدان میں موجود رہنا چاہیے اور بالخصوص "تحفظ عقیدہ ختم نبوت" کے لیئے لمحہ لمحہ مساعی میں مصروف رہنا چاہیئے۔

(7)مسلم امہ کو اس عقیدے کی حساسیت و اہمیت سے آگاہ کرنے کے لیے وقتا فوقتا مختصر کورس و ورکشاپ کا انعقاد خوش آئیند رہے گا ایسے ادارے و مواد کی حاجت ہے کہ جنکے ذریعے اس راہ کے راہی سیراب ہوتے چلے جائیں۔

(8)سیاسی سطح پر اپنی قوت اتنی مضبوط کی جائے کہ جب کبھی ایسی صورتحال پیدا ہو (جیسا کہ گزشتہ چند

سالوں سے حالات ناخوشگوار ہیں اس معاملہ میں اور پھر امت مصطفی کے جذبات کے ساتھ کھلواڑ کیا جارہا ہے۔)تو اسے کنٹرول کرنے کے لیے مشکلات پیدا نہ ہوں۔

(9)ہم دیکھ رہے ہیں کہ امت تقسیم در تقسیم ہوتی جارہی ہے اسلام کے اصول اور اساس کے تحفظ کی خاطر اور عالمی دشمنوں کے مقابلے کے لیئے سب کو متحد ہونا پڑے گا۔(جیسا کہ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالی نے اپنی فراست و حکمت بھری نگاہ سے اقدام کیے تھے انکی آج پھر ضرورت ہے)

(10)"عقیدہ ختم نبوت کے مستقل تحفظ "کے لیئے سنت صدیقی پر عمل کرتے ہوئے اپنی تمام تر ترجیحات، مصروفیات، لوازمات وغیرھم پر اس مشن کو مقدم سمجھنا ہوگا اور فقط سمجھنا نہیں بلکہ عملا ثابت بھی کرنا ہوگا۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے۔

اجازت العلما للبخاری

اللہ تعالی کا فضل و احسان ہے کہ خداوند کریم نے مجھ حقیر پر تقصیر کو "بخاری شریف" کا درس شروع کرنے کی توفیق بخشی پس منظر کچھ یوں ہے کہ استاذی المکرم علامہ فیاض مدنی زید شرفہ نے حکم ارشاد فرمایا کہ "تم اپنی مسجد میں درس بخاری کا ہفتہ وار سلسلہ شروع کرو "پہلے تو بخاری شریف کے رعب وجاہت کے بھار کے سامنے اپنی کمزوری وضعیفی کا اقرار کرتے ہوئے سستی کا مظاہرہ کیا لیکن استاذی المکرم کا حکم تھا تو جلد ہی تعمیل حکم کا ذہن بنا لیا پھر ذہن میں اس بات نے جنم لیا کہ جب اتنا بھاری بھرکم بوجھ اٹھانے کی ٹھان ہی لی ہے تو پھر کیوں نہ اس بوجھ کو ہلکا کرنے کے لیئے مدد لی جائے یوں راقم نے یہ نیت کی کہ رابطے میں جو علماِ و مشائخ ہیں ان سے استدعا کی جائے گی کہ وہ فقیر کو بخاری شریف کے درس کی اجازت دیں تاکہ انکا فیض بھی بدستور ملتا رہے اور میرے لیئے بھی یہ امر عظیم سہل ہوجائے ۔اس سلسلہ میں جن علماِ و مشائخ نے اصاغر نوازی کی ہے انکے نام مع اجازت درج ذیل ہیں۔

(1) مفتی اہلسنت، علامہ، مولانا، محقق دوراں ابراہیم قادری زید مجدہ آف سکھر شریف

فقیر نے عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا "السلام علیکم! بلال ہاشمی صاحب آپ کے کہنے پر میں آپ کو صحاح ستہ کی قرات کی اجازت دیتا ہوں اللہ رب العزت آپ کو ان کتابوں کی خدمت کی توفیق بخشے اور احادیث طیبہ کا فیض و نور عطا فرمائے "آمین۔

(2) حضرت علامہ، مولانا، مفتی عارف محمود قادری حفظہ اللہ آف میانوالی

آپ سے بھی فقیر نے عرض کیا تو آپ نے بھی کرم فرمایا تحریر فرمایا کہ "آپ کو میری طرف سے اجازت خاص ہے کہ یہ درس بخاری شریف جاری و ساری رکھیں۔"

(3) حضرت علامہ، مولانا ناظم مصباحی صاحب زید مجدہ الکریم استاذ جامعہ اشرفیہ آف ھند

چونکہ آپ سفر پے تھے تو آپ نے فرمایا کہ "زبانی طور پر میں آپ کو خدمت خلق کے لیئے، اشاعت علم حدیث کے لیے، خالصاللہ حدیث کی اجازت دیتا ہوں اللہ آپ کی خدمت قبول فرمائے اپنی دعاؤں میں مجھے یاد رکھیں تحریری اجازت بعد میں بھیج دونگا"

(4) حضرت علامہ، مولانا آصف اقبال مدنی زید شرفہ آف کراچی

آپ نے فرمایا کہ "وَعَلَيْكُم السَّلَام وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ۔۔۔

ماشاءالله۔۔۔ نضرك الله تعالى و نصرك وايدك وفاض عليك بركات الاحاديث المتبركة والين لك علم الحديث الشريف واجزت لك عن شيوخى الحديث والرواية اثبتك الله على الصراط المستقيم و طريق السنة۔۔۔ امين بجاه محمد خاتم النبيين ﷺ"

(5) حضرت علامہ، مولانا، مفتی غلام دستگیر قادری صاحب

آپ نے فرمایا "مجھے حضرت شرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور

حضرت قبلہ اویسی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی اجازت حاصل ہے وہ آپکو پیش کرتا ہوں۔"

(6)مناظر اسلام، شیر میوات، حضرت علامہ، مولانا، مفتی اسحق اشفاقی صاحب حفظہ اللہ تعالی

"جو اجازت حدیث مجھے میرے مشائخ سے حاصل ہے میں وہ اجازت آپ کو دیتا ہوں۔"

(7)مصنف کتب کثیرہ، حضرت علامہ مولانا طارق انور مصباحی صاحب (ھند)

آپ نے ایک حدیث بخاری پڑھائی اور فرمایا

"بخاری و ترمذی ہمیں محدث کبیر، علامہ ضیا المصطفی اطال اللہ عمرہ نے پڑھائی اور بخاری شریف کی مستقل سند اور اجازت عطا فرمائی وہ اجازت میں نے آپ کو دی اللہ آپ کو دین پر عمل کی توفیق صالح عطا فرمائے"

(8)مفتی شوکت رضا نقشبندی صاحب زید شرفہ فرماتے ہیں:

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔۔۔ مجھ فقیر ابوالضیاء محمد شوکت رضا نقشبندی نے بلال احمد شاہ ہاشمی کو درس بخاری شریف کی تبرکاً اجازت دی جس طرح مجھے شیخ الحدیث مفتی اسماعیل ضیائی صاحب اور مفتی عبدالعزیز

سیالوی رحمہ اللہ نے اجازت دی اللہ انہیں راہ صواب پر قائم رکھے۔

"کتبہ ابو الضیاء محمد شوکت رضا نقشبندی"

(9)حضرت علامہ، مولانا ظفر القادری صاحب

جب میں نے اجازت طلب کی تو

آپ نے فرمایا "ہماری طرف سے اجازت ہے"

(10)حضرت علامہ، مولانا، شیخ الحدیث سراج قادری صاحب حفظہ اللہ تعالی

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ دین کی خدمت اور ترویج و اشاعت میں مصروف کار ہیں، اللہ قبول فرمائے مجھے جو اجازت میرے مشائخ سے حاصل ہے اسی اجازت کے تحت میں آپکو اجازت دیتا

ہوں محنت کرتے رہیں اللہ تعالی آپ کے علم،عمل اور شوق میں اضافہ فرمائے۔"

(11)حضرت علامہ، مولانا غلام مرتضی ساقی صاحب زید مجدہ

آپ نے طلب اجازت پے فرمایا"اَلسَلامُ عَلَیۡکُم وَرَحۡمَۃُ اَللہِ وَبَرَکاتُہُ،اگرچہ آپ سے سابقہ کوئی تعارف نہیں لیکن آپ کا شوق اور جذبہ قابلِ ستائیش ہے اللہ عزوجل آپ کو مزید برکات سے نوازے اور ہر طرح کے شروفساد،مکروفریب اور فتنہ وآزمائیش سے محفوظ رکھے ناچیز کی طرف سے اجازت ہے،وقتاًفوقتاًاپنے علمی مشاغل سے آگاہ کرتے رہیں اللہ تعالی ہمارا حامی وناصر ہو۔آمین"

(12)شہزادہ فقیہ ملت، حضرت علامہ، مولانا، مفتی ازہار احمد امجدی ازہری صاحب اطال اللہ عمرہ نے کچھ عرصہ قبل فقیر کو وٹسپ کال پے بخاری شریف کی حدیث میری گزارش پے پڑھائی تھی۔

نوٹ !اس بات کا مکمل ادراک ہے کہ درس بخاری دینے کا میرے جیسا عدیم العلم شخص اھل نہیں یہ شیوخ کا منصب و مرتبہ ہے لیکن عوامی سطح پے صحیح طور پر احادیث کے ابلاغ،اور خدمت حدیث کی خاطر اس کام کو شروع کیا ہے اللہ تعالی ان مشائخ وعلما کے صدقے سے مجھے خدمت دین و حدیث کی توفیق مرحمت فرمائے۔آمین

(کئی علما نے وائیس یا کال پے اجازت عطا فرمائیی ہے یہ الفاظ مفھوما لکھے ہیں۔)

"یادگار سفر"

الحمدللہ عزوجل آج محقق رضویات، محافظ عقیدہ ختم نبوت 'مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ مولانا پیر سید صابر شاہ بخاری صاحب زید مجدہ آف برہان (اٹک) کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا حضرت نے شفقت فرمائیی 'وقت عطا کیا'آپ نے مختلف موضوعات پر گفتگو فرمائیی۔

(1)اس پرفتن دور میں اٹھتے فتنوں کا ذکر فرمایا اور ان فتنوں پر ہاتھ پے ہاتھ دھرے بیٹھے چمن اھلسنت کے مالیوں کے متعلق بھی اظہار افسوس فرمایا۔

(2)علمی تحقیقی و تصنیفی میدان میں کمی کا ذکر فرمایا۔

(3)نوجوان فضلاِ و محررین کا تذکرہ فرمایا کہ یہ لوگ اچھا کام کر رہے ہیں۔

پھر ہم نے کچھ وقت حضرت کی لائیبریری (جو کہ برھان لائیبریری اور امام اھلسنت لائیبریری کے نام سے معروف ہے)میں گزارا بہت خوشی ہوئی کہ ہمارے ہاں اتنی بڑی دولت علم موجود ہے وہاں دلی سکون و راحت بھی میسر تھا میرے ساتھ استاذی المکرم علامہ فیاض مدنی زید شرفہ تھے ،آپ بھی مختلف کتب دیکھ کر رھنمائی فرمارہے تھے فقیر نے کچھ کتب کے نام نوٹ کر لیئے ،بس لائیبریری دیکھ کر کمی و کوتاہی محسوس ہوئی کہ ہمارے ہاں ایسے علمی خزانے کی عموما کمی ہے، خیر اس عظیم لائیبریری کی اقامت اور مختلف موضوعات پر کتب و رسائل اور مختلف کتب پر تقاریظ و تقدیمات لکھنے پر ہم اس احسان اور عظیم کام پر حضرت کو کچھ عوض تو نہیں دے سکتے 'لیکن یہ دعا ضرور کرتے ہیں کہ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آپ عاجزی و انکساری کا پیکر 'علم و عمل میں کامل 'صبر و شجاعت کے جبل نظر آرہے تھے اس ضعیفی میں آپ ہمارے پاس بنفس نفیس کافی دیر تشریف فرمارہے ،پھر ہمیں ناشتہ پیش فرمایا' ہمارے ہی ساتھ خود تشریف فرما کر ناشتہ کیا ،پھر کچھ کتب حضرت نے ہمیں تحفہ میں عطا کیں 'اور پھر نیک دعاؤں کے ساتھ ہمیں رخصت فرمایا۔

دعا ہے اللہ جل شانہ حضرت کے علم و عمل میں برکت ،عمر میں سلامتی ،رزق میں اضافہ فرمائے '

اور آپ کا سایہ عاطفت زمین اھلسنت پے دراز کرے۔

آپ کا کام رضویات اور عقیدہ ناموس رسالت پے ہے دونوں عظیم ارادوں اور کاموں میں مزید اضافہ و کامیابی کے لیئے دعا گو ہوں۔آمین

"فتوی اور ہے تقوی اور ہے"

ھمارے ہاں یہ جملہ کئی مرتبہ سننے کو ملا کہ فتوی اور چیز ہے تقوی اور چیز ہے یا یہ کہ فتوی تو یہ ہے

لیکن تقوی یہ نہیں اگرچہ یہ جملہ شرعا درست ہے اور متعدّد علماِ کو بھی یہ جملہ استعمال کرتے دیکھا لیکن میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ جب یہ تقسیم عوام تک پہنچی تو انہوں نے شرعی فتوی کی اہمیت کو کم سمجھا در حقیقت دیکھا جائے تو فتوی و تقوی دو مترادف چیزیں ہیں بایں معنی کہ فتوی ایک شرعی حکم ہے اور تقوی شرعی تقاضا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ جو فتوی عین شریعت کے موافق ہے اسی میں بہتری ہے اب کچھ اھل علم حضرات یہ نہ سمجھیں کہ میں اس جملے کو ناجائیز کہہ رہا ہوں بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ اس جملے سے فتوی کی افادیت و حیثیت عندالناس کم ہوئی ہے اس جملے سے احتراز اولی ہے بالخصوص عوام کے سامنے تو نہ ہی کہا جائے کہ لوگ پہلے ہی شرعی حکم کی تعمیل میں سست روی کا شکار ہیں اور اھل فتوی کی خاطر خواہ تعظیم و تکریم نہیں کرتے تو اسطرح کے معاملات سے دونوں کی قدر کم ہونے کا اندیشہ ہے۔

جیسا کہ صحابہ و اھلبیت کے بارے در اور گھر والے کی اصطلاح نکالی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ جملہ زبان زدعام ہو گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے جملے کہے جاتے ہیں کہ در والے گھر والوں کے مقابل نہیں ہو سکتے وہ تو گھر والوں کے خادم و نوکر ہیں۔

ایسے جملوں کو عام نہ کرنے میں ہی عافیت ہے ورنہ ایک لائین کی بات کو صفحات کی شکل میں سمجھانا پڑے گا۔ اور سلجھی ہوئی گتھیاں الجھ جائیں گی۔

نوٹ

(1) یہ فقیر کا اپنا تجربہ و موقف ہے کوئی اھل علم اختلاف رکھے سو رکھے۔

(2) یہ بات عرف سے تعلق رکھتی ہے میں نے اپنے ہاں کی بات کی ہے ممکن ہے کہیں یہ الفاظ و تقسیم مذکورہ تبصرے سے خالی ہوں...

لشکر یزید کے اونٹ

"وہ اونٹ جن پر امام حسین اور انکے رفقاِ کے سر لائے گئے جب ان اونٹوں کو ذبح کیا گیا تو انکا

گوشت نہ کھایا جاسکا کیونکہ انکا گوشت ایلوے (کوار گندل) سے بھی زیادہ کڑوا تھا" (المنتظم، ج ۵)

"محبوب کریم کی تسلی"

کسی امتی کی امید، یقین نہیں کہلاتی لیکن نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے "رجا" والے الفاظ امید نہیں بلکہ یقین کے لیئے ہوا کرتے تھے۔

"فضیلۃ الشیخ کی اصاغر نوازی"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ آج بروز پیر ۲۵ ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ بمطابق 25 جولائیِ 2022ء ،فضیلۃ الشیخ ،پیر طریقت 'سیدی وسندی ،علامہ صابر حسین شاہ بخاری صاحب (برھان) اٹک شہر میں حافظ و قاری جناب سہیل شاہ صاحب کے ہاں تشریف فرما ہوئے تو میں بھی وہاں حاضر ہوا قبلہ پیر صاحب نے دو کتابیں "تحریک پاکستان اور شیخ القرآن، علامہ، محدث غور غشتوی کا کردار،

اور انا احبك يا رسول الله قرة عيني بك يا رسول الله" عطا فرمائیں۔

حضرت والا "اسلاف شناسی "اور "اصاغری نوازی "میں کمال فرماتے ہیں اس دور میں جبکہ تحریری میدان میں قدم رکھنا بہت مشکل امر تصور کیا جاتا ہے پھر اگر کوئی ابتدا کر ہی دے تو مختلف احباب کی طرف سے حوصلہ شکنی بھی اکثر و بیشتر کی جاتی ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس طرف متوجہ ہونے والے لوگ بھی اس میدان کو چھوڑ جاتے ہیں لیکن مندرجہ بالا سطور میں مذکورہ ہستی اس میدان میں آنے والے کو (چاہے طالب علم ہی کیوں نہ ہو) "اھلا و سھلا مرحبا" کہتے ہوئے گلے لگاتی ہے ،اس میدان کے مبتدی حضرات کی حوصلہ افزائیی قبلہ محترم کی اولین ترجیحات میں سے ہے ،آپ کمال شخصیت ہیں ،لباس ،رہن سہن ،چال چلن ،گفتگو میں سادگی و شائیستگی ہی غالب رہتی ہے ۔جب بھی حاضری کا موقع میسر ہوا آپ نے کمال شفقت و مہربانی فرمائیی ،دعا ہے ذات بزرگ و برتر انکا سایہ چرخ اھلسنت پر طویل فرمائے ۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

"اسباب زوال"

"میدان سیاست میں انصاف پسند مسلم قائدین کا نہ ہونا، میدان تعلیم میں بے راہ روی، جدید ٹیکنالوجی اور میڈیائی کردار میں مسلمانوں کی کارگردگی کا فقدان، قرآن واحادیث کی باطل تشریحات ہی انکی پستی کے اسباب ہیں اور مختلف دھڑوں میں قوم مسلم کو تقسیم کرنے میں معاون رہے ہیں۔"

"آخرت میں کامیابی کے حصول کے چار قرآنی اصول"

کسی شخص کے لیئے دینی و دنیوی امور میں کامیابی کا حصول مطلوب شرع و اسکا مقصد حیات ہے ،جب اسکا حصول ہوجائے تو زندگی بامقصد ہوجاتی ہے اور دینی لحاظ سے فلاح مل جاتی ہے ،قرآن مجید میں متعدّد مقامات پر اسکی اہمیت کو واضح گیا، مزید یہ کہ اسکے حصول کے طرق و ضابطوں کو بھی ذکر کردیا گیا اسی سلسلے میں ایک مقام پر ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ:

(1)راہ خدا میں استقامت سے ڈٹے رہو۔

(2)صبر وہمت اور استقامت میں کفار سے بڑھ جاؤ۔

(3)آپس میں مربوط رہو اور نظم کی پابندی کرو۔

(4)اللہ کی نافرمانی والے کاموں سے بچو۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر200)

"جہاد بالسیف"

جہاد اور اسکے احکام کی تعلیم بندہ مؤمن کے نصاب حیات کا ایک اہم ترین جزو ہے، عموما دیکھا گیا کہ اکثر مقامات پر اس اہم ترین امر کو یکسر نظر انداز کردیا گیا اور اسکی جگہ متعدّد لایعنی امور مقدم کردیئے گئے۔

"حقیقت محمدی"

"اوج ثریا سے مستعار ہر مرتبہ و کمال حضور جان جاناں کی نعل مبارک پر نچھاور ہے ہر مرتبے و کمال کی انتہا آپ کی ذات ہے، خزانہ قدرت کی ہر نعمت آپ پر مکمل کردی گئی آپ کے مقام کی حقیقت

تک کوئی نہیں پہنچ سکتا ذات رسول کی حقیقت تک رسائی تو بہت دور کی بات ہے، مقام رسول کے بام عروج کا یہ حال ہے تو ذات رسول کے انوار و تجلیات کا عالم کیا ہو گا"

"مسئلہ شرعیہ"

"سامع (قرآن سننے والا) کی عادت ہوتی ہے کہ وہ قاری (قرآن تلاوت کرنے والا فراط) کے پیچھے بغیر آواز کے پڑھتا ہے تاکہ غلطی ہو تو بتا سکے یہ عمل درست نہیں اگرچہ یہ قرات خلف الامام کے زمرے میں نہیں آئے گا لیکن "فاستمعوا" پر عمل نہ ہو سکے گا جو کہ درست نہیں ہے"۔

واللہ اعلم

"مسئلہ شرعیہ"

تکبیر و اقامت کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا سنت ہے اس سے قبل کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے یاد رہے یہ حکم فقط مقتدی کے لیئے ہے امام کے لیئے یہ حکم نہیں۔ امام اھلسنت ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: "امام کے لئے اس میں کوئی خاص حکم نہیں مقتدیوں کو حکم ہے کہ تکبیر بیٹھ کر سُنیں حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں۔"

(فتاوی رضویہ ج 5، باب الاوقات نماز کے وقتوں کا بیان)

واللہ اعلم

(28)

"تساھل پسندی اچھی نہیں"

ہمارا معاشرہ احکامات شرع کی ادائیگی میں سستی و کاہلی کا شکار ہے، ہر کوئی اپنے دائیرہ میں محدود رہ کر ہنسی خوشی زندگی بسر کرتا دکھائی دیتا ہے، فرائیض دینیہ کے ترک پر کسی کو افسوس نہیں ہوتا، کسی کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہتے، کسی کی زندگی اجیرن نہیں ہوتی الغرض ہو کوئی اپنے آپ میں مگن ہے حدود شرع کی تقدیس، ان حدود سے تجاوز کسی کو کچھ پرواہ نہیں ہماری اس تساھل پسندی و غفلت کا انجام کار یہ

ہوا کہ ہم پر ایسے لوگ (بحیثیت قائید، حاکم، شیخ، پیر الا ماشاءاللہ) مسلط کر دیے گئے جو ہمارے لیئے دینی و دنیوی دونوں اعتبار سے مضر ثابت ہوئے ہیں۔ اب حاجت اس امر کی ہے کہ جو بھی خلاف شرع کام کرے اور خصوصا عقیدہ اھلسنت سے انحراف کرے تو انکے اس عمل مکروہ پر رد عمل ہونا چاہیئے کم از کم انہیں انکے منصب سے معزول کر دیا جائے (اس بحث میں میرے مخاطب بالخصوص دینی تشخص رکھنے والے لوگ ہیں جنہیں معظم دینی سمجھا جاتا ہے) کیونکہ یہ افراد خود تو راہ مستقیم سے خود تو پھریں ہی گے مگر ساتھ میں دیگر لوگوں کی عقیدتوں کو لوٹ کر انہیں بھی اوندھے منہ گمراہی میں گرائیں گے، کیونکہ عام بندہ اگر ایسا کرے گا تو فقط خود ہی گمراہ ہو گا لیکن ایسے لوگ جب رخ صراط مستقیم سے پھیرتے ہیں تو سارے متبعین کو وہ بھی گمراہی کی گھاٹیوں میں دھکیل دیتے ہیں، ایسی دشوار گزار (گمراہی کی) گھاٹیوں سے بچ نکلنا آسان نہیں۔

"ظن غالب"

" احکام شرع کی بنا چونکہ ظاہر پر ہے اور ظاہر پر حکم تبھی لگ سکتا ہے جب اس مسئلہ میں یقین حاصل ہو گا اور بعض مقامات ایسے ہوتے ہیں کہ وہاں یقین تک پہنچنا دشوار ہوتا ہے اس لیئے ظن غالب کا اعتبار کیا گیا ہے۔

ظن! دو ایسے احتمالات کو جائیز قرار دینا کہ ان میں سے ایک دوسرے پر دلائیل کے ساتھ راجح ہو۔

(الحدود فی الاصول)

"فان ترجح احدھما ولم یطرح الاٰخر فھو ظن فان طرحہ فھو غالب الظن وھو بمنزلۃ الیقین"

(غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر)

ظنوں کے درمیان درجات و مراتب ہوتے ہیں بعض بعض سے تقویت رکھتے ہیں جو ظن دوسرے ظن پر دلائیل کے ساتھ ترجیح و تقویت پا جائے اسے ظن غالب کہتے ہیں۔

ظن غالب ملحق بیقین ہوتا ہے جیسا کہ سیدی اعلی حضرت نے اسکی صراحت فرمائی ہے :"فقہ میں ظن غالب کا حکم وہی ہے جو یقین کا ہے یا جو یقین کو شامل ہو"(فتاوی رضویہ ج2ص493)

ایک اور مقام پر آپ تحریر فرماتے ہیں :"علم ویقین کے فقدان کی حالت میں باب عملیات میں ظن غالب یقین کے قائم مقام ہے"(فتاوی رضویہ ج3ص523)

مزید ارشاد فرمایا:"ظن غالب کہ بربنائے دلیل صحیح ہو فقہیات میں ملحق بیقین ہے نہ بربنائے توہمات عامہ"(فتاوی رضویہ ج4ص396)

ظن غالب عند الشرع احکام میں دلیل و حجت ہے ،اعلی حضرت فرماتے ہیں:"وانما العبرة للغالب وعليه تبنى الاحكام ويقطع النظر عن القليل النادر"(فتاوی رضویہ ج4ص393)

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :"ظن غالب شرعًا معتبر اور فقہ میں مبنائے احکام، مگر اس کی دو صورتیں ہیں:ایک تو یہ کہ جانب راجح پر قلب کو اس درجہ وثوق واعتماد ہو کہ دوسری طرف کو بالکل نظر سے ساقط کردے اور محض ناقابل التفات سمجھے گویا اُس کا عدم وجود یکساں ہو ایسا ظن غالب فقہ میں ملحق بیقین کہ ہر جگہ کار یقین دے گا اور اپنے خلاف یقین سابق کا پُورا مزاحم ورافع ہوگا اور غالبًا اصطلاحِ علما میں غالب ظن واکبر رای اسی پر اطلاق کرتے ہیں۔"(فتاوی رضویہ ج4ص493)

حاشیہ طحطاوی میں ظن کا مثبت للحکم ہونے کے متعلق مذکور ہے :"لان الظن يوجب العمل فى العمليات"(حاشیہ طحطاوی علی المراقی)

ظن غالب سابقہ تجربے یا مسلمان طبیب حاذق کے خبر دینے سے حاصل ہوتا ہے جیسا کہ مراقی الفلاح میں ہے:" والخوف المعتبر مستندا فيه لغلبة الظن فانها بمنزلة اليقين بتجربة سابقة او اخبار طبيب مسلم حاذق"

متعدّد شرعی مسائیل میں ظن غالب کا اعتبار کیا جاتا ہے مثلا:"مریض ہے پانی سے طہارت کرے تو مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا اور یہ بات ظاہر علامت یا تجربہ سے ثابت ہو یا طبیب حاذق مسلم

مستور ایسا کہے (تو اس صورت میں تیمم کرنا جائیز ہے) (فتاوی رضویہ ج 3 ص 414)

"قانون اہانت رسول اور پاکستان"

سرکار کائینات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ وہ بارگاہ ہے جس میں ہلکے الفاظ بھی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا سبب بن جاتے ہیں در حقیقت دنیا میں ایک ہی ریڈ زون ہے جہاں ملائیکہ بھی اجازت لے کر حاضر ہوتے ہیں اور صحابہ کو بھی حکم دیا گیا "ولو انھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم "کہ اگر وہ آپ کے نکلنے تک صبر کریں (بجائے دستک دینے کے) تو یہ ان کے لیئے بہتر ہے۔ (پارہ 26 سورۃ حجرا)

اتنے عالی مراتب ہستیوں کو اس قدر تعظیم کا حکم دیا گیا، ہم تو غیر محتاط لوگ ہیں ہمارے لیئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔

ناموس رسالت پر پہرہ دینا ہر مسلمان پر فرض ہے بالخصوص اسلامی ممالک کے سربراہان کے ذمے یہ ذمہ داری عائید ہوتی ہے کہ وہ اس سلسلے میں باہم منظم و مربوط ہوکر ضابطہ و قانون اسطرح منظور کروائیں کہ بعد میں اس پر عملدرآمد بھی ہو سکے۔

اسی معاملے کو لے کر اھلیان پاکستان نے یہ قانون منظور کیا تھا جو عین موافق شرع ہے کہ "جو شخص رسالت مآب کی بارگاہ ناز میں بے ادبی و گستاخی کرے تو اس کے لیئے سزائے موت متعیّن ہے"

لیکن افسوس اس قانون پر عملدرآمد میں حکام و اھل اقتدار کوتاہ ثابت ہوئے ہیں لہذا اس نظام کی بہتری کے لیئے چند امور کا تعین لازم ہے کہ کہیں اس قانون کا غلط استعمال نہ ہو یا اھانت رسول کر کے کوئی تحفظ نہ پا سکے۔

(1) اگر کوئی شخص اھانت رسول کا مرتکب ہوتا ہے تو سب سے پہلے اس کے مقدمے کو قاضی اسلام (جہاں قاضی اسلام نہ ہو وہاں عالم کبیر) کی عدالت میں دائیر کیا جائے تاکہ اس معاملے کی مکمل تفتیش ہو سکے۔

(2) جب گستاخی ثابت ہو جائے، پھر اس معاملے کو عدالت و قانون کے حوالے کر دیا جائے، اگر قانون

اس مسئلے میں سستی کا مظاہرہ کرے تو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ مکمل قانونی کاروائی کریں، اس لیئے کہ یہ ہماری غیر ایمانی کا امتحان ہے۔

(4)اجازت تنفیذ قانون عوام کو نہیں کہ یہ منصب و کام حکام کا ہے اور اس میں تضیع جان کا غالب اندیشہ ہے عوام کیا جانے کہ اس فعل سے واجب القتل ٹھہرا یا نہیں ؟ اس لیئے کہ آج کل فساق و فجار کی کثرت ہے۔

(5)کوئی بھی اس قانون سے غلط فائیدہ اٹھا سکتا ہے، کسی کو ذاتی مفاد کی بنا پر قتل کر کے مقتول پر اھانت رسول کا الزام لگا سکتا ہے، نہ علماِ کا فتوی ہے نہ مقتول کی گستاخی کا ثبوت ہے ،لہذا عوام الناس کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی بہر صورت علماِ کا متفقہ فیصلہ ورھنمائی لازم ہے۔

"تحائف دینا محبتیں بڑھاتا ہے"

یقینا تحائیف دینا ایک محبوب عمل ہے رسول کریم کی حدیث شریف ہے، ابو یعلی نے اسکی تخریج کی ہے :"عن ابي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "تهادوا تحابوا" سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "باہم تحفے لیا دیا کرو، اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔" لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ تحفہ دینے و لینے والی سنت کا رواج کم ہو گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تحفہ دینا ھمارے مراسم و رواج میں داخل نہیں ہے، احادیث نبویہ پر عمل کا شوق نہیں ہے، اگر تو کسی معاشرے میں بالکلیہ یہ بات پائی جائے کہ یہ سنت متروک ھو تو یہ قابل افسوس معاملہ ہے۔

تحفۃ دینے کو رواج دینا چاہیئے اس سے کدورتیں ختم ہونگی، محبتوں میں اضافہ ہو گا، اور بھی کئی منافع ہیں: الفتیں بڑھتی ہیں، باہم روابط مضبوط ہوتے ہیں، نیکی کو عام کرنے کی راہ کھلتی ہے، سنت کی برکات ملتی ہیں، محتاج لوگوں کی مدد و نصرت بھی ہو جاتی ہے۔ لہذا اس سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احیا ہونا چاہیئے۔

منتظم اعلی

گھر میں ایسے شخص کے ہونے سے آسانی ہوتی ہے، جو گھر کے تمام تر کاموں کو دیکھتا ہے، انہیں احسن طریقے سے پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے، بقیہ گھر والوں کو فکر معاش وغیرہ سے بے نیاز کر دیتا ہے اس شخص کو منتظم بھی کہتے ہیں۔ میرے بڑے بھائی اور میں نے اکثر وقت گھر سے باہر ہی گزارا ہے اور اب بھی یہی مصروفیات ہیں، لیکن میرے متوسط بھائی نے گزشتہ کچھ عرصے سے گھر کے معاملات کو سنبھالا ہوا تھا، بہترین طریقے سے اپنی ذمہ داری کا نبھایا، حصول رزق کی خاطر ان دنوں یہ عرب شریف میں پردیس کاٹ رہے ہیں۔

یہ بات سچ ہے کہ کسی کے جانے سے بندہ مر نہیں جاتا، لیکن مشکلات ضرور درپیش رہتی ہیں۔

اللہ عزوجل آپ کے اور میرے سب گھر والوں کو صحت و سلامتی دے، بالخصوص میرے اس بھائی کو صحت عطا کرے کرے۔ آمین

ثانی اثنین

"جس شخص کی چند گھڑیاں حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک میں گزریں اسکو ایسا مقام ملا کہ امت کے غوث، قطب اور ابدال انکی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتے تو پھر اس ذات کے مقام کی رفعت کوئی کیا جانے جس کا لمحہ لمحہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پاک میں گزرا ہے۔"

امیر المؤمنین خلیفۃ الرسول بلافصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مقصد انعقاد محافل

دینی محفل چاہے وہ کسی نام سے بھی موسوم ہو (مثال کے طور پر عید میلاد النبی، گیاوریں شریف، عقیدہ ختم نبوت کانفرنس، تحفظ ناموس رسالت وغیرہ) اس کا بنیادی مقصد اصلاح عقائید و اعمال ہوتا ہے۔ ہمارے دور میں جو محافل انعقاد پذیر ہوتی ہیں وہ اس مقصدیت سے محروم نظر آتی ہیں بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید دور حاضر کی متعدّد مجالس کار ثواب تو کجا درجہ اباحت میں بھی شمار نہ کی جا سکیں۔

یاران وفا

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی خدمت گاری کی جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال نوازا جیسا کہ روایت ملتی ہے: "عن أبي الدرداء قال: رأني رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأنا أمشي بين يدي أبي بكر، قال: "لِمَ تمشي أمام من ہو خير منك؟ إن أبا بكر خير من طلعت عليه الشمس وغربت۔" حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے چل رہا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اس کے آگے کیوں چل رہا ہے جو تم سے بہتر ہے؟ جن لوگوں پر سورج طلوع ہوتا ہے ان سب سے حضرت ابوبکر افضل ہیں۔" (کتاب السنۃ، ج:۲)

ایک اور مقام پر حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے ارشاد فرمایا "والذی بعثنی بالحق نبیا ،لا یدخل الجنة مبغضك ،ولو كان له عمل سبعين نبيا" اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق بناکر مبعوث کیا، (اے ابوبکر) تجھ سے بغض رکھنے والا جنت میں داخل نہ ہوسکے گا اگرچہ ستر نبیوں کے عمل اس کے پاس ہوں" (تاریخ دمشق)

فضیلۃ الشیخ

آج مؤرخہ 28-12-2021 بروز منگل کچھ دیر قبل میرے پاس صابر ملت، فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ مولانا پیر سید صابر حسین شاہ صاحب زید مجدہ آف برھان شریف، جناب سید سہیل شاہ صاحب اور جناب ظفر محمود قریشی صاحب تشریف لائے۔

میری سعادت مندی کہ یہ حضرات میرے پاس تشریف لائے اور محبتوں سے نوازا، مختلف امور پے مختصرا خوشگوار گفتگو ہوئی۔ فضیلۃ الشیخ کے کیا کہنے وقتا فوقتا کرم نوازی فرماتے رہتے ہیں اور اپنے فیض سے فیضیاب کرتے رہتے ہیں اللہ جل مجدہ ان حضرات کو اپنی برکات سے نوازے اور ہمیں بھی اسلام وسنیت کی خدمت کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

عالم دین کی تعظیم

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

بنی آدم انسان ہونے میں برابر ہیں لیکن درجات و مراتب کے اعتبار سے تفاوت پایا جاتا ہے اسی طرح مومنین نفس مؤمن ہونے میں برابر ہیں لیکن ان کے درجات میں کثیر تفاوت ہے مثلا صالح و فاسق مومن برابر نہیں اسی طرح عالم و جاھل برابر نہیں۔

عالم دین کے کثیر فضائیل مدینے کے تاجدار نے بیان فرمائے ہیں،ایک عالم دوسروں کے لیئے ھدایت ،نجات، کامیابی اور فلاح کا ذریعہ بنتا ہے۔

اتنی عالی شان ہستی کی جتنی تعظیم کی جائے کم ہے ،عالم سے نفرت ،کدورت اور حسد بندے کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"عالم زمین میں اللہ جل شانہ کی دلیل و حجت ہے جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہو گیا۔(جامع صغیر، حدیث:۵۶۵۸)

رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ عالم دین کو عیب لگانا ھلاکت کو دعوت دینے کے مترادف ہے،عالم دین کی بدگوئیی شرع شریف میں روانہیں۔

سیدی اعلی حضرت فرماتے ہیں:"اس (عالم) کی خطاگیری اوراس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رَہنُمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۷۱۱)

مندرجہ بالا کلام سے واضح ہو گیا کہ عالم شرع کی تعظیم واجب اور اسے عیب لگانا، نقص نکالنا، حسد کرنا اور توہین کرنا جائیز و روانہیں مگر موجودہ دور میں عجیب رنگ دیکھنے کو ملتا ہے کہ بندے کو چاہے کچھ علم ہو یا نہ ہو لیکن دوران وعظ علامہ صاحب کو روک کر انکی تذلیل کرتے دیکھا گیا ہے ،اب علمِا دوران وعظ خطرہ

محسوس کریں گے کہ کہیں کوئی بھری محفل میں رسوانہ کردے، اے دوستو شرعی مسئلہ پوچھنا اور بات ہے لیکن دوران تقریر عالم کو روک کر اعتراضات کرنا شئے دیگر است۔

ابھی وقت ہے علماء کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہر محاذ پر عوام کی اصلاح فرمائیں، ہمیں عقلمند لوگ چاہئیں نہ کہ "عقلبند"۔

متحرک نوجوان

جو یقیں کی راہ پر چل پڑے
انہیں منزلوں نے پناہ دی
جنہیں وسوسوں نے ڈرا دیا
وہ قدم قدم پر بہک گئے

عالم شباب میں یہ کہہ کر روک دیا جاتا ہے میاں ابھی تم کم عمر ہو، ابھی تو اکابرین موجود ہیں، وہ اقدام اٹھائیں گے تم دین کے کام کو از خود کرنا چھوڑو، فکری پہلوؤں پے پڑے غبار کو اٹھانے کے لیئے ابھی مشائخ زندہ ہیں، تمہاری عمر ہی کیا ہے، تم پہلے خود محقق بن جاؤ، خود مطالعہ کرلو، خود پڑھ لو، تم ابھی اہل نہیں بعد میں کام کرنا۔

اے مشورہ دینے والے تو خود ہی اسے اس قابل بنادے کہ مذکورہ جملوں کے حملوں سے بچا جاسکے، جب اس نوجوان بزرگ نے عزم کر ہی لیا تو ٹانگیں کھینچنے کی بجائے اگر تھپکی دی جاتی، ہمت بڑھائی جاتی، رہنمائی کی جاتی، معاونت کی جاتی تو کیا اچھا تھا۔

تنقیدی جملوں سے اور تو معلوم نہیں لیکن کام کرنے والے لوگ پیچھے ہوجاتے ہیں، ہمت ہار جاتے ہیں، میدان قلم ترک کردیتے ہیں اور شیخیت و بزرگی کا انتظار کرتے ہیں۔

کچھ منتظر بزرگی سے پہلے ہی داعی اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں اور کچھ بزرگی کے زینے چڑھتے ہیں، لیکن پھر انہیں انکی "بزرگی" ہی آڑے ہاتھوں لیتی ہے۔

کم عمری میں تحریر و تحقیق سے روکنے والے اکابرین امت کو ہی دیکھ لیں کہ اکثریت نے کم سنی میں ہی فتوی دینا، کتب لکھنا اور تحقیق کرنا شروع کیا تھا، لہذا ان نوجوانوں کو آپ کی سرپرستی و حمایت کی حاجت ہے۔

اصطلاحات شرعیہ

ضروریات دین! جو قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ ہو، تاویل کی راہ نہ ہو۔ ان کا منکر کافر اور خارج از اسلام ہے۔

ضروریات اھل سنت! جو قطعی الثبوت ہو، قابل تاویل ہو۔ انکا منکر گمراہ، خارج از اھلسنت ہے۔

(الصارم الربانی علی اسراف القادیانی)

برکات درود

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر درود شریف بھیجنے کے کثیر فضائیل و برکات ہیں، رئیس المتکلّمین، مولانا نقی علی خان فرماتے ہیں: "شیخ ابو عبداللہ ساحلی کہتے ہیں: "بزرگ ترین ثمرات اور گرامی ترین فوائدِ صلوٰۃ یہ ہے، کہ جب آدمی برعایتِ آداب و محافظتِ شروط و خلوصِ نیت و تدبّرِ معانی دُرود کی کثرت کرتا ہے، محبت آنحضرت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اس کے دل کو گھیر لیتی ہے اور شجرہ طیبہ محبت بحکم "اَلْمَرْءُ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیعٌ ترجمہ! آدمی جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔" ثمرۂ اتباع و طاعت بخشتا ہے اور بواسطہ اس محبت و طاعت کے بحکم "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ "آدمی جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ ہوگا اور بمفہوم (وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ-وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًاؕ(۶۹))(ترجمہ کنزُالایمان: جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔)(پ 5، النسآء: 69) ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی معیتِ خاصہ سے کہ سردار اُن کے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہیں، مشرف و ممتاز بلکہ بسبب اتباعِ آنحضرت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے محبوبیتِ الٰہی

سے، کہ عمدہ کمالات اور بہترین مقاصد و مراءات ہے، سرفراز ہوتا ہے۔"

(سرور القلوب فی ذکر المحبوب)

آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پے درود بھیجنے سے جنت میں وسعت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اس امر مقبول سے بڑھتی ہے اس لیئے کہ نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی اصل ہے تو جب اصل کا ذکر ہوتا ہے تو جنت اس کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے۔(الابریز)

یہ واقعی "ناقابل رد" عمل اور بہترین وظیفہ ہے۔اس کو ضرور روز مرہ کا معمول بنائیں۔

صلوا علی الحبیب !صلی اللہ تعالی علی محمد

مسئلہ جناب ایمان ابو طالب

کثیر کبار علمائے کرام کا جناب ابوطالب کے متعلق عدم ایمان کا موقف ہے، بعض علما ثبوت ایمان ابی طالب کا موقف بھی رکھتے ہیں لیکن عدم ایمان ابی طالب والا موقف ہی زیادہ واضح واصح ہے جیسا کہ سیدی اعلی حضرت نے تحریر فرمایا: "آیاتِ قرآنیہ واَحادیثِ صحیحہ، مُتوافرہ، مُتظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دمِ واپسیں ایمان لانے سے انکار کرنا اور عاقبت کار اصحابِ نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت جس سے کسی سنی کو مجالِ دم زدن نہیں۔(فتاویٰ رضویہ،۲۹)

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے چچاؤں میں سے بجز حضرت امیر حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے کوئی مسلمان نہ ہوا ابو طالب اور ابو لہب نے زمانہ اسلام کا پایا لیکن اس کی توفیق نہ پائی جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔

(مدارج النبوۃ، مترجم، جلد۲، ص576، ضیاء القرآن)

لیکن ابوطالب کا حکم دیگر کفار کی مثل نہیں اسی لیئے ابوطالب کو تمام کفار سے کم عقاب ہے جیسا کہ سیدی اعلی حضرت نے تصریح فرمائی ہے۔: "(ابوطالب کو) ابولہب وابلیس لعنہما اللہ کی مثل کہنا محض افراط اور خون انصاف کرنا ہے، ابوطالب کی عمر خدمت وکفالت ونصرت وحمایتِ حضرت رسالت علیہ وعلٰی آلہ

الصلوۃ والتحیۃ میں کٹی اور یہ ملا عنہ در پردہ وعلانیہ درپے ایذاء واضرار رہے کہاں وہ جس کا وظیفہ مدح وستائش ہواور کہاں وہ شقی جس کا ورد ذم ونکوہش ہو"

(فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۷۴۰)

دلائل واضحہ سے کفرابی طالب ثابت ہے، اسکا خلاف کرنے والے کوفقط خاطی کہا ہے اس سے زائید کچھ نہیں، لیکن المیہ یہ ہے کہ حق وصواب کا قول کرنے والوں کو مطعون کیا جاتا ہے اور مردود باطل موقف رکھنے والوں کواعلی مومن ماناجاتا ہے۔

موقف صحیح رکھنے کے باوجود ہماری طرف سے شدت نہیں مگر شدت قائیلین ایمان کی طرف سے ضرور ہورہی ہے۔

کبھی کہا جاتا ہے کہ افضل الخلق بعد الرسل اول المومنین ابوطالب اور کبھی کفرابی طالب کے قائیل کو مردود اور لعنتی کہاجاتا ہے، ایسے جری لوگوں کو معلوم نہیں کہ یہ قول کہاں تک جائے گا۔

طبیعت کو شریعت پر مقدم سمجھا جانے لگا ہے، باہم اتفاق واتحاد کی ہوااکھڑ گئی ہے۔

دیکھ ھماری آنکھ مچولی
اپنے ھی سینے اپنے ھی گولی

اللہ جل جلالہ چمن اہلسنت کوآباد رکھے۔آمین

محبت نامہ

۲۱ جمادی الاخری بمطابق 16 فروری 2020 بروز اتوار آستانہ عالیہ دریار حمت شریف پے حاضری کا شرف حاصل ھوا۔

قبلہ دادا مرشد گرامی ثانی لا ثانی سرکار قدوۃ السالکین پیر عبدالغفور باباجی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام علامہ سلطان محمود صاحب کے مزار شریف پر حاضری ھوئی۔

صاحبزادہ محمود صاحب سے ملاقات کا شرف حاصل ھوا، بڑی محبتوں سے نوازا بلا تکلف کافی دیر ہمارے

پاس تشریف فرما رہے۔
شیخ الاسلام کی زندگی کے متعلق کچھ واقعات سنائے ،انکے معمولات و مصروفیات کے بارے میں آگاہ فرمایااور حضرت کے رسائل کا گلدستہ بنام "مقالات سلطانیہ "تحفۃ عطا کیا۔

اعمال صالحہ

امام اہل سنت ،الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :"اخلاق فاضلہ باعث اعمال صالحہ ہیں۔"(فتاوی رضویہ ج23،ص 231)
یعنی ایسا کردار و اخلاق جسکے فضائیل عند الشرع ثابت شدہ ہوں وہ نیک اعمال کرنے کا سبب بنتے ہیں۔
دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں :"اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولٰی جل وعلا ہوتے ہیں اور رضائے مولٰی تبارک وتعالٰی موجبِ اجابتِ دُعا"(فتاوی رضویہ،ج8،ص529)
یعنی نیک اعمال کرنے سے اللہ جل شانہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور جسے اللہ تعالی کی رضا حاصل ہوجائے وہ مستجاب الدعوات ہوجاتا ہے۔
ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:"اوقات فاضلہ میں اعمال صالحہ کی تکثیر قطعًا مطلوب ومندوب
(فتاوی رضویہ،ج7،ص418)
یعنی فضیلت والے وقتوں میں (جیسا کہ یوم عاشور،یوم عید وغیرہ)نیک عمل زیادہ کرنا مستحب اور شرعا مطلوب ہے۔
لھذا نوافل کو غیر ضروری سمجھ کر ترک کرنا نہایت غیر مناسب ہے۔ انہیں معمول حیات بنائیں بلکہ زندگی کے لوازمات کی حیثیت دیں،اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ زندگی کو نور ایمان کی چاشنی بخشے گا۔

معافی

نبی علیہ السلام کی حدیث شریف ہے:"اتقوا زلۃ العالم وانتظروا فَیْئَتَہ "عالم کی لغزش سے بچو اور اس کے رجوع کا انتظار کرو۔(السنن الکبری للبیھقی،کتاب الشھادات)

تاجدار مدینہ توعالم کی خطا سے درگزر کا حکم ارشاد فرمارہے ہیں مگر دور موجود میں عالم دین کی لغزش و خطا کی تشہیر زیادہ کی جاتی ہے ،حالانکہ علمائے حق کے مابین اختلاف شروع دن سے چلا آرہا ہے ،لیکن یہ روش اختیار نہ کی گئی۔

علمائے اسلام کی تضحیک وتحقیر آج کی تاریخ میں عروج پر ہے، میں اھل علم سے معذرت خواہ ہوں کہ یہ غافل اور علم سے عاری افراد جس طرح متقدمین حتی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ورضواعنہ کی بے ادبیاں کررہے ھیں اسی طرح موجودہ علماِ کی پگڑیاں بھی اچھال رہے ھیں جو ہرگز روانہیں۔

لیکن آپ تو وارثین انبیاِ ہیں، قافلہ امت کے سالار ہیں لہذا دل تنگ نہیں کرنا ،اپنی ذمہ داری خوب نبھانی ہے، کام کرتے رہنا ہے بلکہ کام اور تیز کردیں اس یقین سے کہ عنداللہ ماجور ھونگے۔

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا:"حاشاائمہ کرام اہلسنت کا کوئی مسئلہ ضلالت وفی النار کا مصداق نہیں وہ سب حق وہدایت وسبیل جنت ہے۔"(فتاوی رضویہ،ج7،ص504)

وطن پرستی

اپنے مذہب (اسلام) پر وطن کو فوقیت نہ دو، ملک وقوم سے محبت وعقیدت کا یہ مطلب نہیں کہ دین کو مؤخر جانو، بلکہ دین کی عقیدت والفت سب سے مقدم ہے۔

ہم پہلے مسلمان ہیں بعد میں پاکستانی یا ہندوستانی ہیں۔

عید قربان

عیدالاضحی قریب ہے یہ والد اور بیٹے (حضرت ابراھیم اور حضرت اسماعیل) کی یادگار ہے۔

اس موقع پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ قربانی کرتے ھیں وہ خوش نصیب ھیں، لیکن یہ یاد رکھیں کہ حکم تو بیٹے کو ذبح کرنے کا تھا، جب حضرت ابراہیم رضائے الہی کی خاطر عزیز از جان بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی، تو اس تسلیم پر اللہ کی طرف بطور فدیہ دنبہ ذبح کردیا گیا اور بیٹے کو بچالیا گیا۔ معلوم ہوا کوئی لوجہ اللہ میدان میں آئے تو اسکی حفاظت کا ذمہ خالق کے سپرد ہے۔

اصل قربانی بیٹے کو ذبح کرنے کی تھی لیکن جب حضرت ابراھیم نے اس کو بھی خندہ پیشانی سے قبول کیا تو بیٹے کو بچالیا گیا اور اسکی جگہ فدیہ دے دیا گیا۔

ھم نے فدیہ تو یاد رکھا (یعنی جانور ذبح کرنا) لیکن اصل مقصود (اپنا سب کچھ رضائے الٰہی کے لیئے قربان کر دینا) کو بھول گئے۔

آہ! تم نے دنبے کا ذبح ہونا تو دیکھا لیکن والد و بیٹے کا حکم خداوندی کے سامنے تسلیم ہونا نہ دیکھا، اگرچہ شرع شریف میں جانور کی قربانی کا حکم ہے، اسکے ضمن میں ہمیں درس دیا گیا ہے کہ اللہ کہ ہر حکم کے سامنے جھک جانا ہے۔

ہم نے "وفدینہ بذبح عظیم "تو پڑھا و دیکھا لیکن "انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری، قال یابت الفعل ماتؤمر" کے حسین منظر کا نظارہ نہ کیا۔

میرا مقصد قربانی سے روکنا نہیں بلکہ اللہ کے حکم کی بجاآوری مطلوب ہے۔

شان رسالت

فرش والے تِری شوکت کا علُوّ کیا جانیں
خُسرَوا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و مقام کا احاطہ ممکن نہیں، غافل و جاہل ہیں وہ لوگ جو آپ کی ذات کو اپنی عقول کے ترازو میں تولتے ہیں۔

محبوب رب کریم خود فرما گئے: "لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی" ترجمہ! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (مطالع المسرات، ص 129)

شان رسالت پر تمام عقلیں قربان ہیں۔ فاضل بریلوی لکھتے ہیں;

رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

کچھ دنوں سے نبی علیہ السلام کے اوصاف و کمالات کو ماپنے کی کوشش کی جارہی ہے، ہر طرف یہی مضمون موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ ہم ایسی عقل سے سو بار پناہ چاہتے ہیں جس میں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے متعلق منفی سوچ بھی آئے۔

نیک سیرت ریاکار

ارشاد خداوندی ہے :"فَاِذَا قَضَیۡتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذۡکُرُوا اللہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ۔ ترجمہ! پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہر حال میں) یاد کرتے رہو۔"(النساء، 103)

نبی رحمت، شفیع امت کا فرمان عالی شان ہے :"اَ کۡثِرُوۡا ذِکۡرَ اللہِ حَتّٰی یَقُوۡلَ الۡمُنَافِقُوۡنَ : إِنَّکُمۡ مُرَاؤُوۡنَ۔ ترجمہ! ذکر اللہ کی کثرت کرو یہاں تک کہ منافقین کہیں: تم ریاکار ہو۔

(شعب الایمان، ج 1، حدیث 527)

معلوم ہوا کثرت ذکر مطلوب شرع ہے، لہذا بلا خوف و خطر کثرت سے ذکر اللہ کریں اگرچہ دیکھنے والے کچھ بھی کہتے رہیں۔

نبی غیب دان

سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غیب کی خبریں اور علم رکھتے ہیں۔ الحمدللہ آپ صلی اللہ وسلم کے علم غیب کے متعلق اھلسنت کا وہی نظریہ و عقیدہ ہے جو صحابہ کا تھا۔

ارشاد باری تعالی ہے :"وَ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ۪ - فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ۚ -وَ اِنۡ تُؤۡمِنُوۡا وَ تَتَّقُوۡا فَلَکُمۡ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ(۱۷۹)) ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لئے بڑا ثواب ہے۔(پ 4، ال عمرٰن: 179)

حدیث رسول ملاحظہ ہو:" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يُقْتَلُ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ رضی الله عنه عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ مِنْ مُهَاجَرَتِي. (المعجم الکبیر، 2807)

دوسرے مقام پر فرمایا:"ينزل عيسى بن مريم إلى الارض فيتزوج ويولد لهٗ ويمكث خمسا وأربعين سنة ثم يموت ، فيدفن معى فى قبرى، فأقوم أنا وعيسى بن مريم فى قبر واحد بين أبى بكر وعمر ''(مشکوۃ،۵۵۰۸)

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: مِنْ خَبَرِ الْاَوَّلِينَ وَالْآخِرِيْنَ، وَمَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ، فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰه عَلَيْكَ یعنی اللہ پاک نے آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کو اوّلین و آخرین کی خبریں دیں اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہو گا اس سب کا علم عطا فرمادیا اور یہ سب کچھ آپ پر آپ کے ربّ کا فضل ہے۔(تفسیر طبری پ۵، النسا، آیت ۱۱۳)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے

نَبِيٌّ يَرى ما لا يَرى الناسُ حَولَهُ

وَيَتلوكِتابَ اللهِ فى كُلِّ مَسجِدِ

وَإِن قالَ فى يَومٍ مَقالَةَ غائِبٍ

فَتَصديقُها فى اليَومِ أَو فى ضُحى الغَدِ

(زرقانی جلد۶)

حضرت حسان کہہ رہے ہیں کہ حضور وہ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھتے اور اگر آپ کسی غائیب کے متعلق پیشن گوئی فرمادیں تو اسی دن یا دوسرے دن اسکی تصدیق ہو جاتی ہے۔

اگر یہ عقیدہ رکھنا شرک ھوتا تو:

(1) حضور کے تربیت یافتہ صحابی یہ شعر نہ کہتے۔

(2) اگر یہ مضمون درست نہ ھوتا یا شرکیہ ہوتا تو نبی کریم نکیر فرماتے حالانکہ آپ نے کچھ نہ فرمایا۔

واضح ھوا کہ اھلسنت کا عقیدہ چودھویں صدی میں بریلی سے نھیں بلکہ چودہ صدیاں پہلے مدینے سے نکلا تھا۔

روح منہ کی توضیح

روح منہ میں "من" کو من بعضیہ کہنا درست نہیں جیسا کہ البحر المحیط میں ہے "وَمَعْنَى رُوحٍ مِنْهُ أَيْ: صَادِرَةٌ، لِأَنَّهُ ذُو رُوحٍ وُجِدَ مِنْ غَيْرِ جُزْءٍ مِنْ ذِي رُوحٍ، كَالنُّطْفَةِ الْمُنْفَصِلَةِ مِنَ الْأَبِ الْحَيِّ، وَإِنَّمَا اخْتُرِعَ اخْتِرَاعًا مِنْ عِنْدِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ" اور اس سے استدلال کرنا کہ حضرت عیسی اللہ کے بیٹے ھیں یہ بھی درست نہیں اگر ایسا ہے تو پھر ناقۃ اللہ سے کیا استدلال کیا جائے گا؟

درست بات یہ ہے کہ روح اللہ، کلمۃ اللہ وغیرہ میں اضافت تعظیمی ہے۔

اولاد نعمت ہے

اللہ جل مجدہ نے یہ کائینات بنائی، اس میں طرح طرح کی مخلوق رکھی اور پھر جان کائینات آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ذات عالی مرتبت کو یہاں ودیعت رکھا اور ابتدا سے اب تک ان گنت نعمتوں سے نوازا اور یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ "لئین شکرتم لأزیدنکم" ترجمہ!"اگر تم شکرا ادا کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ عطا کرونگا" (پ ۱۳، ابراہیم ۷)

نعمتوں کا جتنا شکر ادا کیا جائے وہ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ویسے تو ہمیں بے شمار نعمتوں کا حصول ہوا، لیکن میں نے جس موضوع پر لکھنے کا ارادہ کیا ہے وہ اولاد کے متعلق ہے کہ اولاد عظیم نعمت اور عطیہ خداوندی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "إذا وُلِدت الجاريةُ بعث اللهُ عزَّ وجلَّ إليها ملَكًا يزفُّ البركةَ زفًّا يقولُ ضعيفةٌ خرجت من ضعيفةٍ القيِّمُ عليها معانٌ إلى يومِ القيامةِ وإذا وُلِد الغلامُ بعث اللهُ إليه ملَكا من السماءِ فقبَّل بينَ عينَيه وقال اللهُ يقرِئُك السلامَ" (مجمع الزوائد ۱۵۹/۸)

ترجمہ !کہ جب بچی کی پیدائیش ہوتی ہے تو اللہ تعالی اسکی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو پر پھیلائے تیزی سے برکت لے کے آتا ہے اور کہتا کہ کمزور جان کمزور جان سے نکلی ، جو اسکی نگہداشت کرے گا قیامت تک اسکی مدد کی جائے گی اور جب بچے کی پیدائیش ہوتی ہے تو اللہ تعالی آسمان سے ایک فرشتہ بھیجتا ہے پس فرشتہ آکر اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالی تجھے سلام کہتا ہے۔"

معلوم ہوا یہ ایسی نعمتیں ہیں جن کے ملنے پر خداوند کریم بھی اھتمام خاص فرماکر بطور تحفہ و مبارکبادی برکتوں کا ایک لازوال سلسلہ بندے کے دامن میں رکھ دیتا ہے۔

"اولاد کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں"

بچے مستقبل کے معمار ہوتے ہیں اس لیئے شروع دن سے بنیاد اچھی و مضبوط ہوگی تو انکا مستقبل تابناک ہوگا ، بچے گیلی مٹی کی طرح ہوتے ہیں انہیں جس طرف موڑا جائے گا وہ مڑجائیں گے ،ان پر بڑوں کے افعال اثر رکھتے ہیں ،ان کے اذھان میں جو نقوش افکار رکہے جائیں گے وہی پختہ ہوجائیں گے ۔کہاوت ہے کہ "پتھر پر لکیر "بچوں کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے جو داغ ولکیر ان پے چھوڑا گیا وہ باقی رہے گا۔اب والدین کے ہاتھ میں ہے کہ وہ سیدھی و پختہ لکیر کھینچتے ہیں یا داغ دار کرتے ہیں۔

والدین اولاد کی تربیت کے اصلی وارث ہیں اور انکے ساتھ اولاد کا اچھا و برا مستقبل جڑا ہے۔

مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَثَلِ الْبَهِيمَةِ تُنْتَجُ الْبَهِيمَةَ ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءَ ؟ "ترجمہ !ہر بچہ اپنی فطرت پر پیدا ہوتا ہے اسکے والدین اسے یہودی ، نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں ،ایسے ہی (سالم) جیسے جانور بچہ جنتا ہے ، کیا تم نے ان میں کٹا حصہ دیکھا؟

(بخاری،1385)

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

معلوم ہوا کہ کوئی بچہ بھی پیدائیشی براو کافر نہیں ہوتا ہے، بلکہ اسکے والدین کی صحبت اسے یہودی ،نصرانی یا مجوسی بناتی ہے۔ اگر اسکے والدین یہودی ہوئے تو وہ بھی یہودی بن جائے گا، اگر اسکے والدین مشرک ہوئے تو وہ بھی مشرک بن جائے گا، کیونکہ والدین جس مذھب پر ہونگے، جو انکے نظریات ہونگے وہ اپنی اولاد کو بھی وہی کچھ سکھائیں گے، اگر والدین برے ہوئے تو بچہ بھی اخلاقا و مروتا برا ہوگا ۔اگر والدین اللہ کی رحمت سے اچھے ہوئے تو بچہ بھی اخلاقا اچھا ہوگا۔

آقا کی حدیث بتاتی ہے کہ پیدائیش کے بعد سب سے پہلا مرحلہ والدین کے ہاتھوں میں ہوتا ہے ،والدین جو کام کریں بچہ ان کی نقالی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

معلوم ہوا بچے کی تربیت میں والدین کا بنیادی اور نہایت اہم کردار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ“۔ (التحریم)

ترجمہ ”اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں (اولاد) کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

رسول کریم کا ارشاد ہے "مانحل والد أفضل من أدب حسن "(بخاری، ج 1)

ترجمہ "کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھے آداب سکھادے"۔ اچھی تربیت کرنا اور اچھے آداب سکھانا اولاد کے لیے سب سے بہترین عطیہ ہے۔

ابن عمر کا ارشاد ہے "اپنی اولاد کو ادب سکھاؤ قیامت والے دن تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا، کہ تم نے اسے کیا ادب سکھایا؟ اور کس علم کی تعلیم دی؟ (شعب الاِیمان للبیہقی)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے گھر والوں اور اولاد کو فرائیض شرعیہ اور حلال و حرام کے متعلق علم دینا، جھنم کے عذاب سے خوف دلانا، ہر قدم پر انکی رہنمائی کرنا اور انہیں بہترین آداب سکھانا یہ والدین کے فراض منصبیہ میں سے ہیں۔

مکلفین پر مختلف امور نافذ ہوتے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(1) حقوق اللہ (2) حقوق الانبیا (3) حقوق العباد

چونکہ انبیا بشر تھے لہذا عموما انکے حقوق حقوق العباد کے مفہوم کے تحت آجاتے ہیں لیکن یہاں جدا ذکر کرنا انکے امتیازی حقوق بتانا مقصود ہے جو ہم پر لازم ہیں۔

(1) اللہ تعالی کی وحدانیت کی تعلیم دینا۔

فرمان رسول ہے "افتحوا علی صبیانکم اول کلمۃ بلا الہ الا اللہ" اپنی اولاد کو سب سے پہلے لا الہ الا اللہ پڑھاؤ۔ (جامع الاحادیث)

(2) بچے کو اللہ تعالی کے حقوق کے متعلق بتایا جائے۔ جیسا کہ حضرت لقمان حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا "لا تشرك بالله ان الشرك لظلم عظيم" ترجمہ! اللہ کے ساتھ تم شریک نہیں ٹھہرانا کہ بے شک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ (سورۃ لقمان 13)

(3) خدا تعالی کی عبادت کی تلقین کرنا۔

جیسا کہ حضرت لقمان کی ہی نصیحت اپنے بیٹے کے لیئے "یبنی اقم الصلوۃ"

(4) بھلائی کا حکم دینا۔ "وامر بالمعروف"

(5) برائی سے روکنا۔ "وانہ عن المنکر"

(6) مصائیب پر صبر کرنا۔ "واصبر علی ما اصابک"

(7) لوگوں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ "ولا تصعر خدک للناس"

(8) زمین پر عاجزی سے رہنا۔ "ولا تمش فی الارض مرحا"

(9) اولاد کو قرآن کی تعلیم دینا۔ "علموا اولادکم القرآن" اپنی اولاد کو قرآن سکھاؤ۔

(10) پیارے نبی کی محبت سکھاؤ۔ "وحب نبیہ" اور اپنے نبی کی محبت (سکھاؤ)۔ (جامع الاحادیث)

تلك عشرة كاملة

ایسی متعدّد چیزیں ہیں جن کا علم اولاد کو دینا والدین پر لازم و ضروری ہے، لیکن مذکورہ دس چیزیں بچے کے ذہن میں راسخ کر دی جائیں تو امید کی جا سکتی ہے کہ بچے کا مستقبل نور ایمانی و نور قرآنی سے جگمگا

اٹھے گا۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ والدین عموما اولاد کی تربیت کرنا شرعا لازم نہیں سمجھتے بلکہ فقط کچھ حد تک اخلاقا فریضہ سمجھتے ہیں، کچھ تو اتنا بھی نہیں سمجھتے یا پھر ضروری تو سمجھتے ہیں لیکن توجہ نہیں کرتے اور اسکا کچھ اھتمام نہیں کرتے۔ یاد رہے کہ اپنے ماتحت افراد کے متعلق بروز حشر سوال ہونا ہے اور اولاد بھی ماتحت میں شامل ہے تو بدیہی بات ہے کہ اولاد کے بارے میں والدین سے سوال ہونا ہے لہذا اپنی اولاد کی تربیت شریعت اسلامیہ کے سانچے، سنت مصطفی کے سائے، نور قرآن کے آئینے میں کیجیے تاکہ بروز حشر ندامت سے بچ سکیں۔

مرشد کامل

علماِ فرماتے ھیں "مرشد کی محبت اور عشق بندے کے ذھن کو تاب و توانائی بخشتے ھیں۔" اس سے اچھائی کی طرف رغبت بڑھتی ہے اور راہ راست منزل و مقدر بن جاتا ہے۔

اللہ میرے مرشد گرامی کو صحت و سلامتی عطا کرے۔

حضور سیدی و سندی الشیخ العلامہ حافظ عبدالحق نقشبندی مدظلہ العالی مرشد سے ھی بہار ہے

چار چیزیں

بطور حدیث مشھور ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "اربع لا یشبعن من اربع :ارض من مطر ،وانثی من ذکر ،وعین من نظر ، وعالم من علم "ترجمہ! چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نھیں ھو سکتیں: زمین بارش سے، عورت مرد سے، آنکھ دیکھنے سے، عالم علم سے۔" (حلیۃ الاولیاِ)

ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ھیں کہ ابن جوزی نے اس کو موضوع کہا ہے۔

امام سخاوی فرماتے ھیں کہ حاکم نے تاریخ نیشاپور میں، ابونعیم نے الحلیۃ میں سلیمان التیمی کی حدیث سے انہوں نے محمد بن الفضل بن عطیہ سے اسکو لیا ہے جو کہ متھم باالکذب والوضع ہے، لھذا یہ مکذوب و موضوع ہے۔ لیکن اسکو ابن عدی نے عبد السلام بن عبد القدوس عن ھشام عن ابیہ عن عائیشۃ رضی اللہ عنھا" کے طریق سے روایت کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ ھشام سے منکر ہے کیونکہ اسکے

علاوہ کسی نے اسکو روایت نہ کیا۔اس حدیث کی ہم معنی و مشابہ احادیث دیگر طرق سے بھی منقول ہیں لیکن درجہ صحت تک نہیں پہنچتے۔

صدرالافاضل

مضت الدھور وما آتیناہ بمثلہ

ولقد اتی فعجزت عن نظرائیہ

استاذ العلماء، سند المحققین، سید المفسرین، سلطان المناظرین، صدر الافاضل، فخر الاماثل، حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ والرضوان برصغیر کے جید اور محقق عالم تھے۔ اعلی حضرت کے بعد آپ ھی ایسی قامت زیبا والے تھے کہ مرجع العلما تھے۔

ہر میدان میں صدارت حاصل تھی

ہر طرف دیدہ حیرت زدہ تکتا کیا ہے

علامہ مولانا معین الدین صاحب کے گھر مراد آباد میں ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ مطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز پیر ایک ہونہار سعادت مند بچے کی ولادت ہوئی۔اس بچے کو آج دنیا "صدر الافاضل" کہتی ہے۔

آپ "تقوی، علم و عمل، جاہ و جلال، اتباع شریعت، حق گوئی و جرات مندی میں فقید المثال تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، پھر متوسطات تک مولانا فضل احمد سے تعلیم حاصل کی اسکے بعد فضل احمد صاحب سید زادے کو استاذ الاساتذہ، زبدۃ المحققین، علامہ مولانا سید محمد گل صاحب کابلی کی بارگاہ میں لے گئے پھر صدر الافاضل کی دستار بندی وہیں ہوئی۔دستار فضیلت کے موقع پر آپ کے والد حضرت علامہ سید محمد معین الدین نزہتؔ صاحب نے خوش ہوکر ایک قطعہ ارشاد فرمایا جس سے مادہ سن فراغت نکلتا ہے۔

ہے میرے پسر کو طلباء پر وہ فضیلت

سیاروں میں جو رکھتا ہے مرّیخ فضیلت
نزہتؔ نعیم الدین کو یہ کہہ کے سنا دے
دستارِ فضیلت کی ہے تاریخ "فضیلت"

آپ نے اپنے استاذ علامہ سید محمد گل کے دست مبارک پر بیعت کی اور شیخ کامل نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ آپ کئی علوم میں بعطائے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مہارت تامہ رکھتے تھے۔فقہ، حدیث ، نحو، صرف اور میراث میں ید طولی رکھتے تھے۔

آپ مفسر، محدث، فقیہ، مناظر، خطیب، مصنف، اور شاعر تھے۔

آپ کی زبان دانی بھی کمال تھی علامہ بحر العلوم مبارکپوری فرماتے ھیں کہ آپ کی اردو اگر ابوالکلام سن لیتا تو اپنی زبان دانی بھول جاتا۔

آپ ایک مرتبہ مبارکپور کے گولا بازار میں فی البدیہی بولے کہ
پتھر میں جان ڈال دی گویا بنا دیا۔آپ کے اس جملے پر اھل ذوق مچل مچل کر اٹھے اور باقاعدہ اس پر مشاعرہ کر ڈالا۔

آپ نہایت متحمل مزاج شخص تھے، جس موضوع پر قلم اٹھایا، جس میدان میں قدم رکھا کامیاب رہے۔

آپ کو صدر الافاضل کا لقب اعلی حضرت کی طرف سے دیا گیا

آپ کی پہلی تصنیف "الکلمۃ العلیا العلاِ علم المصطفی" ہے۔

یہ کتاب امام احمد رضا خان کی بارگاہ سے بھی مصدقہ ہے اور مدح سمیٹے ہوئے ہے۔

آپ علم مناظرہ میں اتنے ماہر تھے کہ اعلی حضرت نے مناظروں میں آپ کو اپنا نمائندہ منتخب کیا، جہاں بھی جاتے مقابل کے چھکے چھڑا دیتے۔

آپ ایسے مصلح امت تھے کہ مولانا عبد الباری فرنگی محلی سے توبہ نامہ لکھوانا آپ کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔

آپ نے ایک منفرد طرز سے پہاڑی زبان میں کتاب "پرچین کال" بھی تصنیف فرمائی ہے۔آپ نے

دیگر سرگرمیوں کے باوجود اپنے آپ کو درس و تدریس سے بھی منسلک رکھا، آپ کا انداز تفہیم حکیمانہ تھا ۔آپ کے چند تلامذہ کے نام مندرج ذیل ہیں۔

(1)علامہ ابوالحسنات قادری (2)علامہ ابوالبرکات قادری

(3)مفتی محمد عمر نعیمی (4)مفتی احمد یار خان نعیمی

(5)مفتی عبدالجلیل نقشبندی (6)مفتی محمد حسین

(7)علامہ غلام فخرالدین (8)علامہ غلام جیلانی اعظمی

(9)مفتی رفاقت کانپوری (10)ضی شمس الدین جونپوری

(11)علامہ عبدالعزیز مبارکپوری (12)علامہ حبیب الرحمن

(13)مفتی اجمل سنبھلی (14)قاضی احسان الحق نعیمی

آپ نے تقریبا دو درجن کتب تصنیف فرمائیں۔ چند کے نام درج ذیل ہیں۔

{1}تفسیر خزائن العرفان {2}نعیم البیان فی تفسیر القرآن

{3}الکلمۃ العلیا {4}اطیب البیان در رد تقویۃ الایمان

{5}مظالم نجدیہ {6}اسواط العذاب علی قوامع القباب

{7}آداب الاخیار {8}سوانح کربلا

{9}سیرت صحابہ {10}التحقیقات لدفع التلبیسات

{11}ارشاد الانام {12}زاد الحرمین

آپ نے امت کی دینی، ملی، سیاسی اور سماجی تدریسی و تبلیغی میدان میں رھنمائیی کی اور اپنے دور کے کئی فتنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

۱۸ذوالحجہ سن ۱۳۶۷ بروز جمعہ کو یہ نیر تاباں اھلسنت کو روتا بلکتا چھوڑ گیا۔

اللہ حضرت سید صاحب کی مرقد پر رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

تغیر الاحکام

یہ بات سننے کو ملتی رہتی ہے کہ "مولوی لوگ اپنی مرضی سے حکم شرع تبدیل کرتے رہتے ہیں "حالانکہ اس بات میں کوئی حقیقت نہیں کہ علماِ اپنی مرضی و اختیار سے حکم شرع کو تبدیل کرتے ہیں، حکم شرع کو تبدیل کرنا تو دین میں تحریف کرنے کے مترادف ہے۔البتہ حالات ،عرف اور زمانے کے بدلنے سے کبھی حکم شرعی تبدیل ہوجاتا ہے اور یہ خلاف شرع نہیں بلکہ موافق شرع ہوتا ہے۔

سات امور ایسے ہیں جن سے حکم شرعی تبدیل ہوجاتا ہے اور ان میں سے ایک "عرف "بھی ہے۔

یہ بات تو واضح ہے کہ عقائید اسلام میں تبدیلی نہیں ہوسکتی البتہ فقہی مسائیل میں تغیر و تبدل ممکن و واقع ہے ،لیکن انہیں مسائیل میں جن میں شرع شریف رخصت و اجازت دیتی ہے ،احکام شرع سے تجاوز روا نہیں۔

لیکن علم سے کورے لوگ اس بات کا ادراک نہیں کرسکتے اسی لیئے علمائے دین کی ہتک عزت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہمیشہ تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔

اللہ نے ارشاد فرمایا کہ: "یرید اللہ بکم الیسر "ترجمہ !اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے۔"

(پارہ 2،البقرۃ ۱۸۵)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: "انکم فی زمان من ترك منكم عشر ما امربه هلك ثمّ یاتی زمان من عمل منهم بعشر ما امربه نجا "تم اس زمانے میں ہو کہ تم میں سے جو شخص اس چیز کا دسواں حصہ بھی چھوڑ دے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے تو ہلاک ہوگا پھر ایک زمانہ آئے گا کہ تم میں سے جو آدمی اس چیز کے دسویں حصّے پر بھی عمل کرے گا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے تو وہ نجات پائے گا۔(جامع الترمذی،ابواب الفتن)

یہ مسلِہ تو صحابہ کے دور سے چلا آرہا ہے کہ حالات و زمانے کے بدلنے کے ساتھ مسائیل فقہ میں بھی تبدیلی ہوتی رہی۔

فتاوی صدر الافاضل میں ہے کہ: "حالات بدلنے سے ضرور حکم بدل جاتے ھیں۔

(1)ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے روایت ہے کہ: "كَانَتِ الْكِلَابُ تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُونُوا يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ.

(بخاری شریف، حدیث 174)

عھد نبوی میں کتے مسجد میں آتے اور پیشاب کر دیتے تھے اور صحابہ ان مقامات پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔لیکن بعد میں کتوں کو مساجد سے روک دیا گیا حتی کہ ہمارے زمانے میں کتے کو مسجد میں پیشاب کرنے کا موقع دینا بے ادبی سے خالی نہیں کیونکہ پہلے فرش خام تھا، تلویث کا اندیشہ نہ تھا۔لیکن جب حالات بدلے تو حکم تبدیل ہو گیا۔

(2)اسی طرح پہلے صحابہ کرام مسجد میں جوتے پہن کر آتے تھے۔

حضرت انس سے پوچھا گیا: "أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. کیا رسول اللہ نعلین مبارک میں نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔" (بخاری، 386)

پھر علما نے صراحت کی کہ مسجد میں (استعمالی) جوتی پہن کر جانا بے ادبی ہے۔

"قد قیل دخول المسجد متنعلا من سوء الادب "مسجد میں جوتے پہنے ہوئے داخل ہونا بے ادبی ہے۔"

(بحر الرائیق باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا)

(3)پہلے زیارت قبور سے رسول کریم نے منع فرمایا پھر رخصت عطا فرمادی۔رسول پاک کی حدیث ہے: "قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ، فَزُورُوهَا فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ." "میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔اب محمد کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے، تو تم بھی ان کی زیارت کرو، یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں"

(جامع الترمذی، کتاب الجنائیز، باب ما جاء فی رخصۃ زیارۃ القبور، حدیث نمبر ۱۰۵۴)

(4)حضرت ابو بکر صدیق کے دور میں شرابی کی حد کا تعین حالانکہ پہلے شرابی کی حد کا تعین نہ تھا

۔حضرت انس سے مروی ہے کہ:"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ والنِّعالِ وجلَدَ أَبُو بكرٍ رَضِي الله عَنهُ أربعينَ"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شراب کی حد میں جوتے اور لکڑی (کھجور کی ٹہنی) مارتے تھے (غیر متعیّن) اور حضرت ابوبکر صدیق چالیس کوڑے مارتے۔(مشکوۃ، حدیث نمبر3614)

پھر جب لوگ کثرت سے شراب پینے لگے تو حضرت عمر فاروق نے شرابی کی حد اسی کوڑے کردی ۔روایت ہے کہ:"إِنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ فِي حَدِّ الْخَمْرِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: أَرَى أَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَلْدَةً فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ وَإِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هذَى افْتَرَى فجلدَ عمرُ رَضِي الله عَنهُ فِي حَدِّ الْخَمْرِ ثَمَانِينَ۔"حضرت عمر نے شراب کی حد کے متعلق مشورہ طلب کیا تو حضرت علی نے انہیں کہا: میرا خیال ہے کہ آپ اسے اسّی کوڑے ماریں، کیونکہ جب وہ شراب پیتا ہے تو وہ مدہوش ہوجاتا ہے اور جب مدہوش ہوجاتا ہے تو وہ ہذیانی کیفیت میں اول فول باتیں کرتا ہے۔اور جب وہ اول فول باتیں کرتا ہے تو پھر افترا پردازی کرتا ہے، تو پھر حضرت عمر نے شراب کی حد میں اسّی کوڑے مارے۔

(مشکوۃ، حدیث نمبر3624)

(5) عھد نبوی میں نماز تراویح باجماعت مستقلا جاری نہ رہی بلکہ تین دن جماعت ہوئی۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھما فرماتی ہیں کہ

:"، أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ وَصَلَّى رِجَالٌ بِصَلَاتِهِ ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا ، فَاجْتَمَعَ أَكْثَرُ مِنْهُمْ فَصَلَّى فَصَلَّوْا مَعَهُ ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا ، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَصَلَّى فَصَلَّوْا بِصَلَاتِهِ ، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ ، عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ أَهْلِهِ

حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ، أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ، وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تُفْتَرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ

.ترجمہ! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ (رمضان میں) آدھی رات میں مسجد تشریف لائے اور تراویح کی نماز پڑھی، کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گئے، صبح ہوئی تو صحابہ نے اس بات کا چرچا کیا۔ دوسری رات لوگ پہلے سے زیادہ جمع ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، اگلی صبح کو اور زیادہ چرچا ہوا اور تیسری رات اس سے بھی زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کی۔ چوتھی رات کو یہ عالم تھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے آنے والوں کے لیے جگہ بھی باقی نہیں رہی تھی۔ (حضور حجرے سے باہر نہ آئے) آپ صبح کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے، جب نماز پڑھ لی تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر شہادت کے بعد فرمایا۔ امابعد! تمہارے یہاں جمع ہونے کا مجھے علم تھا، لیکن مجھے خوف اس کا ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے اور پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ، چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اسی طرح معاملہ تھا۔ (بخاری، حدیث نمبر 2012)

بعد میں حضرت عمر نے نماز تراویح باجماعت کو مستقل جاری کر دیا۔ حضرت عبدالرحمن سے روایت ہے کہ:

"خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى

الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ ،وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ ،فَقَالَ عُمَرُ :إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ، ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ ،قَالَ عُمَرُ :نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ ۔

"ترجمہ!میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا، سب لوگ منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کوئی جماعت کے ساتھ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری کے پیچھے جمع کردوں تو زیادہ اچھا ہو گا، پس آپ نے پختہ ارادہ فرمایا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام مقرر کردیا۔

اسکے بعد ایک رات میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ کتنا اچھا ہے۔(بخاری شریف،2010)

(6)خواتین پہلے مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لیئے آتی تھیں ۔ام المؤمنین حضرت ام سلمۃ سے روایت ہے:

" أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قُمْنَ ، وَثَبَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ.

ترجمہ!عہد نبوی میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے فوراً بعد اٹھ

جاتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اپنی جگہ بیٹھے رہتے، جتنی دیر اللہ چاہتا، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو صحابہ بھی کھڑے ہو جاتے۔

(بخاری، حدیث نمبر866)

دور فاروقی میں خواتین کو مساجد سے روک دیا گیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ نے ارشاد فرمایا: " لَوْ أَدْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ،آج عورتوں میں جو نئی باتیں پیدا ہو گئی ہیں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔

(بخاری، حدیث 869)

(7) پہلے جمعہ کی ایک ہی اذان تھی پھر حضرت عثمان نے دوسری اذان (اذان اول) شروع کی۔ حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں: "إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوَّلُهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ ،وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، فَلَمَّا كَانَ فِي خِلَافَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَثُرُوا ، أَمَرَ عُثْمَانُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ ، فَأُذِّنَ بِهِ عَلَى الزَّوْرَاءِ فَثَبَتَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ. ترجمہ! جمعہ کی اذان اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کے زمانے میں تب دی جاتی جب امام منبر پر بیٹھتا۔ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو آپ نے جمعہ کے دن اذان ثالث کا حکم دیا، یہ اذان مقام "زوراء" پر دی گئی اور بعد میں یہی دستور رہا۔ (بخاری، حدیث نمبر916)

(8) دور صحابہ میں شبہات سے بچنے کا حکم تھا لیکن اب نہیں اعلی حضرت نے لکھا ہے کہ: "علماء تصریح فرماتے ہیں ہمارا زمانہ اتقائے شبہات کا نہیں غنیمت ہے کہ آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچے۔

فی فتاوی الامام قاضی خان قالوا لیس زماننا زمان اجتناب الشبہات وانما علی المسلم ان یتقی الحرام

المعاین۔"

فتاوٰی قاضی خان میں ہے فقہاء فرماتے ہیں ہمارا زمانہ شبہات سے اجتناب کا زمانہ نہیں مسلمان پر لازم ہے کہ آنکھوں دیکھے حرام سے بچے۔"(فتاوی قاضی خان، الحظر والاباحۃ)

پھر کچھ آگے فرمایا:" سبحٰن اللہ جبکہ چھٹی صدی بلکہ اُس سے پہلے سے ائمہ دین یوں ارشاد فرماتے آئے تو ہم پسماندوں کو اس چودھویں صدی میں کیا اُمید ہے فانا للہ وانّا الیہ راجعون۔

(فتاوی رضویہ، ج4، ص548، 547)

(9) عہد رسالت میں نماز جان بوجھ کر چھوڑنے والے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کافر سمجھتے تھے مگر اب یہ حکم نہیں جیسا کہ سیدی اعلی حضرت نے تصریح فرمائی ہے کہ:"بلاشبہہ صدہا صحابہ کرام و تابعین عظام و مجتہدین اعلام وائمہ اسلام علیہم الرضوان کا یہی مذہب ہے کہ قصداً تارک صلاۃ (جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والا) کافر ہے اور یہی متعدّد صحیح حدیثوں میں منصوص اور خود قرآن کریم سے مستفاد: وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ. نماز قائم کرو اور کافروں سے نہ ہو جاؤ.

(الروم ۳۱)

زمانہ سلف صالح خصوصًا صدر اول کے مناسب یہی حکم تھا اُس زمانہ میں ترک نماز علامتِ کفر تھا کہ واقع نہ ہوتا تھا مگر کافر سے، جیسے اب زنار باندھنا یا قشقہ لگانا علامت کفر ہے۔ جب وہ زمانہ خیر گزر گیا اور لوگوں میں تہاون (سستی) آیا وہ علامت ہونا جاتا رہا اور اصل حکم نے عود کیا کہ ترک نماز فی نفسہٖ کفر نہیں جب تک اُسے ہلکا یا حلال نہ جانے یا فرضیتِ نماز سے منکر نہ ہو، یہی مذہب سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے۔"

(فتاوی رضویہ، ج5، ص121)

ائیمہ مجتھدین نے بھی اسکی وضاحت و صراحت فرمائی ہے جیسا کہ امام کاسانی "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں:"فقہاء کے مابین بیان کردہ اختلاف، اختلافِ زمانی ہے نہ کہ حقیقی اختلاف۔"اس قانون سے

اعراض کرنا شریعت اسلامیہ کے مقاصد سے غفلت کے سبب ہے۔

دور موجود میں بھی مفتیان شرع جب اس نوع کے مسائیل بیان کرتے ہیں "جن میں پہلے حکم کچھ اور تھا اب کسی سبب رخصت و نرمی کی صورت نکلتی ہے" تو لوگ اسے اتباع نفس کا نام دیتے ہیں حالانکہ نائبیان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا الزام رکھنا باعث محرومی ہے۔

اجماع حجت ہے

دور حاضر میں ایک ایسا طبقہ تیار ھوچکا ہے، جن کی ذہن سازی کی گئی ہے کہ کوئی عالم دین بات کرے تو فوراقران و سنت سے دلیل طلب کرو (اگرچہ انہیں خود قرآن دیکھ بھی پڑھنا نہ آتا ہو)

یعنی ان لوگوں کے نزدیک اجماع اور قیاس مجتھدین کچھ اہمیت کے حامل نہیں اور نہ انہیں دین سے کچھ علاقہ بس انہیں یہ بتایا گیا کہ قرآن و حدیث کے سواسب من گھڑت ہے جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ فہم دین سے بالکل عاری ہیں۔

جب اجماع امت کا کہا جائے تو جوابا یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اجماع کیا چیز ہے، کونسی دلیل ہے، یہ دین نہیں ہے، یہ تم نے خود گھڑ لیا ہے اسلام وہی ہے جو قرآن و حدیث میں آگیا حالانکہ یہ لوگ بھی کسی دین بیزار شخص کی اتباع کر رہے ہوتے ہیں۔

اجماع کی لغوی تعریف: لغت میں اجماع کا معنی "عزم" کرنا ہے۔

اصطلاحی تعریف: "ھو اِتفاق المجتھدي الأمة بعد وفاة محمد صلی اللہ علیہ وسلم في عصر علی أي أمر کان۔" ترجمہ: آقا صلی اللہ وسلم کی وفات کے بعد کسی امر پر اس امت کے مجتہدین کا متفق ہوجانا"

(جمع الجوامع)

جو موافق شریعت ہو ایسا اجماع واجب العمل ہے، ایسا اجماع جو مخالف قرآن و سنت ہو نافذ العمل نہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع عام آدمیوں کا معتبر نہیں بلکہ مجتھدین امت کا اجماع واجب العمل ہے۔ ذیل میں ہم کچھ دلائیل ذکر کرتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اجماع حجت شرعیہ ہے یا نہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے: "وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا" ترجمہ !اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔" (النسا۱۱۵)

مفسرین نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ اس آیت میں "سبیل المؤمنین" سے مراد اجماع امت ہے، جس شخص نے بھی اجماع امت سے انحراف کیا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

تفسیر مدارک میں آیت مذکورہ کے تحت ہے: "وھو دلیل علی ان الاجماع لا تجوز مخالفتھا کما لا تجوز مخالفة الکتاب والسنة لان الله تعالی جمع بین اتباع سبیل المؤمنین وبین مشاقة الرسول فی الشرط وجعل جزاءہ الوعید الشدید فکان اتباعھم واجبا کموالات الرسول"

آیت مذکور میں "نصله جھنم" اور تفسیر مذکور میں "لاتجوز مخالفتھا کما لاتجوز مخالفة الکتاب والسنة" کے الفاظ اجماع امت کی حجیت پر واضح دال ہیں اور اس کا درجہ ایسا کہ عدو رسول اور مخالف اجماع کو سزا میں برابر قرار دیا۔

احادیث

(1) ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما سے مروی ہے: " أَنّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي، أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ"

(جامع ترمذی، حدیث 2167)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو یا یہ فرمایا: "امت محمد کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا، اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے، جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گرا"۔

(2)ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا:"لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ"ترجمہ! اللہ میری امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔(المستدرک للحاکم، حدیث 399)

(3)ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَمَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ، وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ سَيِّئٌ۔(مسند احمد:۳۶۰۰)

"مسلمان جس بات کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھی ہوتی ہے اور مسلمان جس بات کو برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی بری ہوتی ہے۔

"اس حدیثِ پاک میں نیک پرہیز گار اور اہلِ علم مسلمان مراد ہیں۔(مرقاۃ المفاتیح، 480/3)

ثابت ہوا کہ اجماع امت دلیل شرعی ہے۔

کروناوبا

احتیاطی تدابیر کو علمائے اھلسنت کے موقف کی روشنی میں ملحوظ خاطر رکھیں کہ حفظ جاں فرض ہے ۔عجیب خوف کا عالم ہے، لوگ خوفزدہ ہیں، اس حالت میں مزید ڈرانا مضر صحت وجان ہے۔اگرچہ یہ وبا خطرناک و مھلک ثابت ہو رہی ہے مگر اس کا چرچا حلقہ احباب میں کرنا مناسب نہیں۔

امت کے خیر خواہ بنیں، جو لوگ واقعی اس وبا میں مبتلا ھو چکے ہیں یا وہ غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تو انکی مدد کیجیے بے سہاروں کا دست و بازو بنیں۔

عملی میدان میں نکلیں، لوگوں کی ڈھارس بنیں۔

امیر معاویہ

آج صحابی رسول، عاشق مصطفی، ھادی امت، خال المؤمنین صحابی ابن صحابی حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنھما کا یوم عرس ہے۔

جناب معاویہ رضی اللہ عنہ نہایت ذھین و دانا تھے، انہیں اللہ نے غیر معمولی فھم و فراست عطا فرمائی

تھی، توحید و رسالت کا پیغام عام کرنے میں آپ کا نمایاں کردار ہے۔
اللہ ھمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ورضواعنہ کی تعظیم و تکریم کرنے کی توفیق عطا کرے۔

شیر خدا

حدیث ہے "النظر الی وجہ علی عبادۃ" (المستدرک للحاکم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے لیکن جب شیر خدا رضی اللہ عنہ اس دنیا سے رخصت ھو چکے تو پھر کیسے ممکن ھو آپکے چہرے کو دیکھ کر اس عبادت کی ادائیگی کی جائے۔
کبھی خیال آتا تھا کہ ہم اس عبادت سے محروم رہ گئے کیونکہ ہم رخ شیر خدا نہیں دیکھ سکے۔
لیکن جب "ذکر علی عبادۃ" حدیث رسول پر نظر گئی تو عجب چاشنی نصیب ہوئی۔
(مسند الفردوس، حدیث نمبر 1351)

خداوند کریم عشق اھلبیت وصحابہ نصیب فرمائے۔

بڑے لوگوں کی بڑی باتیں

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین اپنے آپ کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا غلام کہیں تو یہ ان کی شان ہے۔ بزرگان دین اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سگ کہیں تو یہ ان کی شان ہے۔
میری تو اتنی ہی اوقات ہے:

میں سگ ھوں در علماِ و صلحاِ کا
ان میں شامل ہے در صوفیا و اولیا کا
کرتا ھوں بات ہی کو ختم
میں سگ ھوں در غوث و رضا کا

اختلاف امتی رحمۃ

یہ جملہ بطور حدیث مشہور و معروف ہے، اکثر ائیمہ کے نزدیک تو اس کی کوئی اصل ہی نہیں ہے اور

جن ائیمہ نے اس کو بطور حدیث ذکر کیا انہوں نے بھی بلا سند ذکر کیا۔البتہ المسند الفردوس میں بسند مرفوع روایت نقل کی گئی ہے۔

امام مناوی نے امام سبکی کا قول ذکر کیا کہ:"ولیس بمعروف عند المحدثین ،ولم أقف له علی سندٍ صحیح ولا موضوع"(فیض القدیر)

اسکے متعلق ہمارا وہی موقف ہے جو امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:"ولعله خرج فی بعض کتب الحفاظ التی لم تصل الینا"

پیکر حیا

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی زندگیاں ہمارے لیئے نمونہ حیات و مشعل راہ ہیں ،حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ عظیم صحابی رسول ہیں،انکے عقد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جگر کے دو ٹکڑے دیئے ،اسی لیئے انہیں "ذوالنورین "کہا جاتا ہے ۔حیا ،سخاوت اور نرم دلی آپ کے خصوصی اوصاف میں سے ہیں۔

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"اَلَا اَسْتَحْیِیْ مِمَّنْ تَسْتَحْیِی مِنْهُ الْمَلَائِکَةُ۔

(حاکم المستدرک،رقم:4556،)

ترجمہ!میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

اسی وصف کی وجہ سے آپ کو"کامل الحیا والایمان "کہا جاتا ہے ،حضرت عثمان غنی کی حیا کی برکت سے اللہ تعالی ہمیں بھی وصف حیا عطا فرمائے۔آمین

مقصد بعثت حبیب

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری و بعثت کا مقصد دیگر ادیان پر برتری و فوقیت کا اظہار ہے ،یہ دین مصطفوی کی امتیازی شان ہے ،اس دین کا غلبہ ہمیشہ رہے گا،اس دین نے کبھی مغلوب نہیں ہونا ورنہ مقصد بعثت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جاتا رہے گا۔غالب رہنا ہے اس دین کا وصف لازم ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: "هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ ط (سورۃ توبہ آیت ۳۳) ترجمہ! وہی ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر۔" آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَلْإِسْلَامُ یَعْلُو وَلَا یُعْلَی "ترجمہ! اسلام غالب ہوگا اور مغلوب نہیں ہوگا۔" (بخاری، حدیث نمبر 1354)

اسلام دین غالب ہے اسے مغلوب سمجھنا، یا دیگر مذاہب کے برابر سمجھنا حماقت ہے۔ حضور امیر المجاہدین علامہ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے: "حضور کے دین کی بات کرو بس حضور آگئے، بات ختم" مشارق و مغارب رسول کریم کی آمد پر گواہ ہیں۔ نظام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کی جدوجہد امت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض ہے، اپنے فرض کی ادائیگی میں سست روی و انحراف باعث محرومی ہے، کوشش کرنا ہم پر لازم ہے۔

تاجدار بریلی

اکابرین اھلسنت سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ اعلی حضرت کے دامن سے وابستہ رہو، اگر بریلی کے تاجدار سے حسد و بغض کی بنا پر الگ چلے تو اس میں بھلائی نہیں۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ اس عظیم امام کے مقابل آئے ہیں وہ عقیدہ اھلسنت کی دھجیاں اڑاتے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ جل مجدہ ہمیں راہ راست پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

افضلیت صدیق اکبر

بعض لوگ مولی علی کے جزوی فضائیل کو بیان کر کے انکی افضلیت من جمیع الوجوہ پر استدلال کرتے نظر آتے ہیں اور فضل جزی و کلی میں فرق نہیں کرتے۔

امام اھلسنت نے ایسے لوگوں کے لیئے ارشاد فرمایا: "مدعیان علم و دیانت و رشد و مشیخت اغوائے عوام و تلبیس مرام کو یوں دیدہ و دانستہ کو یہ مفتری بن جاتے ہیں اور خوف خالق و شرم خلائق سب کو یک دست سلام کر کے ائمہ دین پر یوں کھلے بہتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں۔

چشم بازو گوشباز وایں ذکا خیرہ ام در چشم بندے خدا

(آنکھیں کھولو، کان کھولو، اے بندہ خدا! اس سے آنکھیں خیرہ ہیں۔)

(فتاوی رضویہ، ج15، ص428)

دردامت

چہار سو منافرت پھیلائیی جارہی ہے، فصل اھلسنت کو اجاڑا جارہا ہے، رکھوالے بھی حملہ آوروں کے ساتھ مصالحت کر چکے، اس پہر مرد قلندر، سیدی اعلی حضرت کا وہ جملہ یاد آرہا ہے آپ نے ارشاد فرمایا: "بھائیو! للہِ اپنے اوپر رحم کرو، اپنے اوپر رحم نہ کرو اُمت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رحم کرو۔ چرواہے کہلاتے ہو بھیڑیئے نہ بنو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(فتاوی رضویہ، ج24، ص133)

اس جملے میں کتنا درد ہے، محسوس کیا جاسکتا ہے، حالت والمیہ وہی ہے جو فاضل بریلوی فرما گئے ہیں۔ خیر خواہ بن کے عقیدتیں لوٹی جارہی ہیں، فکری وعلمی پہلو غبار آلود ہیں۔

آج حاجت ہے کہ میدان میں نکل کر فکری پہلوؤں کو اجاگر کیا جائے۔

تشبہ اغیار

ہر مشابہت کفار و اغیار مثل اغیار و کفار نہیں ہے، اس کے متعلق امام اھلسنت نے صراحت فرمائیی ہے: "اصل بات یہ ہے کہ بربنائے تشبہ کسی فعل کی ممانعت اسی وقت صحیح ہے کہ جب فاعل کا قصد مشابہت ہو یا وہ فعل اہل باطل کا شعار وعلامت خاصہ ہو جس کے سبب سے وہ پہچانے جاتے ہوں، یا اگر خود اس فعل کی مذمت شرع مطہر سے ثابت ہو تو برا کہا جائے گا ورنہ ہرگز نہیں"

(فتاوی رضویہ، ج23، ص321)

ہر ایسی بات جو اھل باطل کی عادات و افعال سے مشابہت رکھتی ہو ممنوع نہ ٹھہرے گی، ایسی عادات و مراسم جو اھل باطل و اہل حق کے مابین مشترک ہوں اور اہل باطل کا شعار بھی نہ ہوں، وہ تشبہ بالغیر کی وجہ سے ممنوع و متروک نہ ھونگی۔ عقل مند را اشارہ کافی است

شان صدیقی

لوگ شان صدیق اکبر میں رقیق الفاظ کہنے ولکھنے سے گریز نہیں کرتے حالانکہ آپ اس امت کے محسن ہیں، ان کے متعلق شفیع امت فرماگئے ہیں: "مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيهِ اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ" ترجمہ! کسی کا بھی ہمارے اوپر کوئی ایسا احسان نہیں جس کا ہم نے بدلہ چکا نہ دیا ہو، سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے۔ بیشک اُن کے ہمارے اوپر ایسے احسان ہیں جن کا بدلہ للہ قیامت کے دن دے گا، کسی کے مال سے کبھی بھی مجھے اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا مجھے ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے۔ (جامع ترمذی، حدیث نمبر 3661)

بالتحقیق آپ احق الخلافۃ، افضل الناس اور خیر الامۃ ہیں۔

شرافت علم

کچھ لوگ اپنے نسب پر تفاخر کرتے نظر آتے ہیں، جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ عالی نسب ہوکر اس نسب کی لاج نہیں رکھ پاتے اور حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ عالی نسب کو امتیاز حاصل ہے مگر فوقیت کا درجہ علی وجہ الکمال نہیں۔ امام فرماتے ہیں: "علم کی شرافت نسب کی شرافت پر فوقیت رکھتی ہے جیسا کہ در مختار میں ہے: اس لئے کہ علم کی شرافت نسب ومال کی شرافت سے اولی ہے"

(فتاوی رضویہ، ج 23، ص 203)

حسب ونسب کا سہارا لے کر مشائخ اھلسنت کی تحقیر نہ کرو، عقیدہ اھلسنت سے غداری کسی صورت روا نہیں

منکر صحابہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین پر لعنت کو جائیز سمجھنا کفر ہے اور مطلق لعن طعن کرنا ناجائیز و حرام ہے اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ فاسق و فاجر، نہایت جری، اور باعث فتنہ ہے۔ وہ امامت کے

لائیق ہے نہ تعظیم کے قابل۔

تحقیق

شرعی مسئلہ کی تحقیق و تفتیش محقق مفتی کا کام ہے، نفسانیات کی اتباع کے دور میں حق کو واضح کرنا اور مشکل امر ہے۔ کچھ لوگ تحقیق تو کرتے ہیں، مگر اس کا حق ادا نہیں کر پاتے۔

اسکی ایک وجہ جو دیکھی گئی ہے کہ "نام تحقیق کا ہوتا ہے مگر اصل تو ذہن میں موجود سطحی و منتشر خیالات کو یکجا کر کے انکے دلائیل قایئم کرنا ہوتا ہے۔ یعنی موقف پہلے سے ذہن میں موجود ہوتا ہے بس اسی موقف کے دلائیل کے تتبع کو تحقیق انیق کا نام دیا جاتا ہے نفس تحقیق تو یہ ہے کہ محقق خالی الذہن ہو کر ہر دو طرف کے دلائیل کا مطالعہ تقابل کرے پھر جو نتیجہ نکلے وہی اصل تحقیق ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ عقول و قلوب پر مسئلہ شریعت کو مقدم سمجھا جائے۔

صحبت حضور

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے قلوب صحبت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور تربیت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پاک و صاف ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام کے نفوس کا تزکیہ فرمایا اور صحابہ کرام کو گناہوں سے پاک کر دیا بایں معنی کے گناہ بدنیتی سے متّصل ھوتا ہے بالفرض اگر صحابہ کرام سے کوئی لغزش ھوئی بھی تو اس کو خطائے اجتہادی سے تعبیر کیا جائے گا جہاں پر گناہ کا تصور بھی نہیں

صحابہ کرام کو گناہ گار، ظالم، فاسق کہنا نہایت قبیح ہے وہ قائیل خود ظالم ہے اور ظلمت کے بول کہتا ہے۔

صحابہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی قلبی طھارت پر قسم اٹھائی جا سکتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کے مابین بغض و عناد تھا تبھی بات جنگ تک جا پہنچی۔

ہمیں قسم ہے تمام صحابہ کرام کے دل پاک تھے۔

حدیث ابوھریرہ کی توضیح

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "رِایت ربی فی سکک المدینۃ" میں نے اپنے رب کو مدینے کی گلیوں میں دیکھا" (روح البیان)

کچھ لوگوں نے اپنی مرضی کے مطالب و مفاہیم اخذ کیے جس سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ بندہ حالت بیداری میں چشم سر سے اللہ عزوجل کو اس دنیا میں دیکھ سکتا ہے اور دلیل میں مذکورہ روایت لاتے ہیں۔

اس حوالہ سے کچھ گزارشات درج ذیل ہیں۔

(1) محدثین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس روایت میں حضرت ابوھریرہ نے خواب میں دیکھے منظر کو بیان کیا ہے۔ یعنی خواب میں دیکھا منظر بیان کیا ہے اور یہ بات تو مسلم ہے کہ بندہ مومن اپنے خالق کو خواب میں دیکھ سکے ایسا ممکن ہے۔

(2) اس بات سے لوگ اللہ عزوجل کے لیئے معاذ اللہ جسم و مکان ثابت کرتے ہیں کہ دیکھو حضرت ابو ھریرہ فرمارہے ہیں کہ میں نے اپنے رب کو مدینے کی گلیوں میں دیکھا لہذا باری تعالی کا جسم ہے (معاذ اللہ) یہ لوگ روایت کو سمجھ نہ سکے اور " فی سکك المدینة " کو مفعول فیہ بایں معنی لیتے ہیں کہ " عند الرؤیة " خدا تعالی مدینے میں تھا تو جسم و مکان ثابت ہوگیا، حالانکہ " فی سکك المدینة " کا تعلق تو متکلّم (یعنی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ) سے ہے کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا اس حال میں کہ میں مدینے کی گلیوں میں تھا۔

(3) یہ جواب بھی دیا جاسکتا ہے کہ " ربی " سے مراد جلوہ خدا ہے۔

(4) لوگ یہ بھی کہ دیتے ہیں کہ حضرت ابوھریرہ نے غایت محبت کی بنا پر " ربی " سے مراد نبی علیہ السلام کی ذات لی ہے، مندرج ذیل شعر اسی فکر کی غمازی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہوکر
اتر پڑا مدینے میں مصطفی ہوکر

نبی علیہ السلام کی شان میں ایسی مبالغہ آرائی روا نہیں
بلکہ روایت مذکورہ کا صحیح مفہوم یہ ہے "میں نے اپنے رب کے جلوے کو خواب میں دیکھا مدینے میں رہتے ہوئے" واللہ اعلم بالصواب

والد کی شان

سرکار کائینات صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے :"طَاعَةُ اللّٰهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَ مَعْصِيَةُ اللّٰهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ" ترجمہ !اللہ کی اطاعت والد کی اطاعت کرنے میں ہے اور اللہ کی نافرمانی والد کی نافرمانی کرنے میں ہے۔(معجم اوسط، حدیث نمبر2255)

حضرت ابودرداء سے روایت ہے:" سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوْ احْفَظْهُ" ترجمہ !انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ :"باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اس دروازے کو ضائع کرو، یا محفوظ کرو (تمہاری مرضی)۔
(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر3663)

حضرت ابوھریرہ سے روایت ہے:" جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ" ترجمہ !ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی :لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے ؟آپ نے فرمایا:"تمہاری ماں" اس نے کہا: اس کے بعد کون ؟فرمایا:" اسکے بعد تمہاری ماں" اس نے کہا: اس کے بعد کون ؟فرمایا:" پھر تمہاری ماں" اس نے پوچھا: پھر کون ؟فرمایا:" پھر تمہارا والد"
(مسلم شریف، حدیث نمبر2548)

آیات قرآنی اور احادیث رسول والدین کی عظمت و شان پر ناطق ہیں، عام مسلمان کے اتنے حقوق ہیں کہ انہیں پورا کرنا مشکل ہوجاتا ہے، حقوق کی ادائیگی کے بجائے غفلت کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

والدین، بہن بھائی، گھر والے، پڑوسی، قریبی رشتہ دار ان سب کے حقوق کی توحیثیتی و امتیازی شان ہے، لیکن انہیں بھی نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور ادائیگی حقوق کا خاص اہتمام نہیں کیا جاتا۔

الحمدللہ میرے والدین نے دشوار گزار گھاٹیوں سے گزر کر، مشکلات کا سامنا کر کے، مصائیب و آلام کا مقابلہ کر کے ہمیں راہ دین پر ڈالا اور دین پڑھایا، ہمیں سکھایا کہ ترجیحات فقط دین کے لیئے ہیں باقی کام بعد میں۔ ہم تین بھائی ہیں بفضل اللہ و بکرمہ تینوں ہی حافظ قرآن ہیں، میرے بڑے بھائی علامہ عبد الرحمن شاہ ہاشمی فاضل و عالم شرع ہیں۔ ہمیں پڑھانے کے لیئے والدین جو تکالیف اٹھائیں ہم اس کا عشر عشیر عوض بھی نہیں دے سکتے، ان پر کیا گزری وہی جانتے ہیں۔

دعا ہے اللہ میری والدہ کی مغفرت فرمائے اور والد گرامی کو صحت و سلامتی عطا کرے۔ آمین

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة

یہ قول حضرت سفیان ثوری کا ہے "نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے"

اس جملہ میں لوگ تنازع کرتے ہیں کہ یہ صیغہ "تنزل" کس باب سے لیا جائے بلکہ ایک مولوی کو تو جزم کرتے دیکھا کہ یہ "ضرب یضرب" سے ہے "تفعل" سے ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ "تنزل" کو "ضرب یضرب" سے پڑھیں تب بھی درست ہے اور "تفعل" سے پڑھیں تب بھی درست ہے۔

کیونکہ باب "تفعل" کے صیغہ واحد مؤنث میں ایک تا کے حذف کا جواز مطلق ہے۔ جیسا کہ "تنزل الملائکة" میں ہے۔ لوگ "تنزل" کو دلیل بناتے ہیں حالانکہ ہمارا دعوی وجوب کا ہے ہی نہیں بلکہ فقط جواز کا ہے تو اس میں ذکر و حذف برابر ہوا۔

صدیق اکبر

(1) واللیل اذا یغشی (2) النہار اذا تجلی (3) ما خلق الذکر والانثی

تین قسمیں یاد فرمائیں گئیں پھر حضرت صدیق اکبر کے اعمال صالحہ کا تذکرہ ہوا اور آپ پر لگائے گئے

الزام کا جواب دیا گیا۔ ہوا کچھ یوں کہ آپ نے اس شخص کو مشرکین کے چنگل سے آزاد کروایا جن کو آزمایا جاچکا تھا، امتحان لیا جاچکا تھا اور وہ کامیاب ہو چکے تھے۔

جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خرید کر آزاد کر دیا تو مشرکین نے کہا کہ بلال کا کچھ احسان صدیق پر تھا اس لیئے ایسا کیا یا بطور ریا و تکبر کے ایسا کیا۔ الزام لگا صدیق اکبر پر، الزام کا جواب خالق کی طرف سے دیا گیا اور آپ کے باطن کی طہارت کی گواہی رب کائینات نے خود دی۔

جیسا کہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا پر جب تہمت لگی تب بھی پاکیزگی کا اعلان عرش والے کی طرف سے کیا گیا تھا۔

عجب معاملہ ہے کہ کائینات کی ان ہستیوں پر الزام و تہمت ان معاملات میں لگے جو عمومی طور پر مخفی و پوشیدہ ہوتے ہیں بظاہر گواہ بھی نہ تھے سوائے اپنے نفس کے تو اس کیفیت میں ان پاک ہستیوں کی گواہی رب نے اپنے لاریب کلام کے اندر ارشاد فرمائیی۔

اس سے بڑھ کر اور کیا شان ہوگی کہ جب وفا کے پیکر، حضرت صدیق پر تہمت لگی تو جواب خالق نے دیا ، پھر جب الزام بنت صدیق پر لگایا گیا تب بھی انکی پاکی کا اعلان اللہ کی طرف سے ہوا۔

قسم اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا گواہی دینے والے کی مثل بھی نہیں ہے اور جسکی گواہی دی گئی اس کی مثل بھی (امت میں) لاموجود، قسموں کا یہ تسلسل خبردار کر رہا ہے کہ اے اعتراض کرنے والے رک جا اسکی پاکی اعلان ہم کرنے والے ہیں۔

لیل و نھار کی ظلمت و روشنی اور پھر مخلوق کی قسمیں یاد فرمانا یہ بتاتا ہے کہ اگر تم رات کے اندھیرے اور دن کے اجالے سے بچ کر کہیں دور جاکر اعتراض کر سکو تو کرو اور تم خالق کی پیدا کردہ مخلوق جنس انسان کی نوع ذکر و انثی سے کہیں خارج ہو تو پھر کچھ کہو، ورنہ جب نعم ثلاثہ کا اظہار تم پر بھی ہوتا ہے تو پھر سنو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سچا ہے۔

نہ مقسم بہ کی مثل ہے اور نہ مقسم لہ کی مثل ہے۔

الزام لگانے والو تم انسان نہیں ہو، خارج از انس ہو، اپنی حقیقت تلاش کرو، انسان صدیق اکبر پر الزام نہ لگا پائے گا

"فسنیسرہ للیسری "کا وعدہ ہوچکا اور " فسنیسرہ للعسری "کا بھی اعلان ہوچکا۔ "ظلموا انفسھم" کے مصداق نہ بنو بلکہ "قد افلح المومنون" کی قطار میں لگ جاؤ۔

خلافت صدیقی

ہم جن کو صدیق کہتے ہیں، جن کو اول مومن مانتے ہیں ان کے ایمان کی غایت اور ان کے صدق وکرم کی قسمیں تو قرآن میں بھی یاد فرمائی گئی ہیں۔

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زندہ آباد

آپ کی صداقت زندہ باد

آپ کی خلافت زندہ باد

حضرت صدیق

"امصص بظر اللات" اور "اینقص وانا حی" کے قائیل حضرت ابوبکر صدیق کی حمیت و غیرت کو سلامی ہو۔

طاقتور دعا

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لَایَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، ترجمہ! تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں ٹال سکتی۔ (جامع الترمذی، حدیث نمبر 2139)

دعا میں اتنی قوت رکھی گئی ہے کہ دعا تقدیر کو بدل سکتی ہے مگر ہم دعا بھی رسما مانگتے ہیں، ٹوٹل پورا کرتے ہیں، حالانکہ دعا صدق دل سے مانگی جاتی ہے۔

قسمت کا بدلنا' غربت کا مٹنا' نزول رحمت' مصائیب و آلام کا رفع ہونا، فقط ہم نے کتب میں پڑھا ہے دعا سے قسمت بدل دی گئی ہو کم دیکھنے کو ملا ہے۔

اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے کبھی دعا کے آداب کا لحاظ نہ کیا بس یونہی دعا مانگ دی جاتی ہے، کس عالی بارگاہ میں مانگ رہے ہوتے ہیں اس کا ادراک تک نہیں ہوتا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ: "دعا رب سے مانگی جائے اور ڈھنگ سے مانگی جائے"۔

دعا کی ایسی چاشنی ولذت ملے گی کہ دعا میں ہی مدعا مل جائے گا۔

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ"

شرط یہ ہے کہ "سالک عبادی عنی" میرا کوئی بندہ مجھ سے مانگے ہم یا تو دعا مانگتے ہی نہیں جب مانگتے ہیں تو پھر ہر ایرے غیرے سے مانگنا شروع کر دیتے ہیں اور خدا تعالی کو بھول جاتے ہیں، حالانکہ اللہ فرما رہا ہے جب میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسکے قریب ہوتا ہوں، میں دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں ۔جب کوئی مانگنے والا ہی نہیں، مانگنے کا ڈھنگ ہی نہیں تو عدم اجابت کا شکوہ چہ معنی دارد؟

مجدد اعظم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اگر کسی شخصیت کا غیر معمولی قوت حافظہ ہے تو میرے رضا کا ہے جس پر آپ علیہ الرحمۃ کے فتاوی وکتب واضح وبین دلیل ہیں۔

شان فاروقی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ویحک اذا مات عمر فان استطعت ان تموت فمت "ترجمہ! تجھ پر افسوس جب عمر مرجائے تو اگر مر سکے تو مرجانا"۔(معجم الکبیر، حدیث نمبر 478)

جب سے یہ حدیث شریف پڑھی ایک تو دل خوشی سے جھوم رہا ہے کہ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق کی یہ فضیلت مدینے کے تاجدار خود ارشاد فرما رہے ہیں البتہ ایک طرف افسوس بھی ہے کہ جن سرکاروں کے بعد زندگی بے سود ہو جائے، حضور فرمائیں کہ مرجانا ان کی عالی بارگاہ میں گستاخیاں بے باکیاں؟ آئے دن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین میں سے کسی ہستی کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے مگر کسی

کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی ،وہیں اگر کسی خود ساختہ پیرو ملاں کے بارے کچھ کہہ دیا جائے تو ،مریدین ومتعلقین آپے سے باہر ہوجاتے ہیں اور یہ کہتے سنائی دیتے کہ یہ معاملہ میرے پیر کا ہے ،جو میرے پیر کا نہیں وہ کسی کا نہیں۔

خدارا ہمارے درد دل کو سمجھو،ہم پیران عظام کے مخالف نہیں ،بلکہ ہم تو مشائخ کا ادب واحترام کرنے والے ہیں ،مگر بات ایک ہی ہے کہ احترام سب کا کرتے ہیں لیکن رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، پیروں کی عقیدت بھی رکھتے ہیں ہیں مگر صحابہ کی جماعت کے بعد۔

ہمیں صحابہ جان سے بھی زیادہ عظیم ہیں ،انہیں کوئی برا کہے ہمیں گوارا نہیں ،ہمیں برداشت نہیں ،ہم خاموش نہیں رہ سکتے ،ہمارے دل چھلنی ہوجاتے ہیں کیونکہ ان کی شانیں ہی بڑی ارفع واعلی ہیں۔ہمارا ملک ،عدلیہ ،نظام سارا اسلامی تصور کیا جاتا ہے اسکے باوجود مقدسات اھلسنت پر حملے کیے جارہے ہیں اور کسی کو کچھ پرواہ نہیں۔

ہمیں ایسا نظام وسسٹم نہیں چاہیے ،جس میں دینی اقدار کا تحفظ نہ ہوسکے۔

عقلمند چیونٹی

ادھر چیونٹی تھی مگر سمجھ گئی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تربیت یافتہ افراد "عمدا" کسی چیونٹی کو بھی نیں کچل سکتے ۔ادھر عجیب انسان ہیں کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنھم (جو کہ تربیت یافتہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں)نے آپس میں ناحق قتال کیا ،خون بہایا،حکومت کے لیئے دست و گریبان ہوئے ۔جب اس چیونٹی کو اس کے فہم وادب پر قیامت تک کی چیونٹیوں کا سردار بنایا گیا تو پھر میرا یہ خیال ہے کہ ایسے شخص کو اسکے غلیظ عقیدے کے سبب قیامت تک منافقین وذلیلوں کا سردار بنایا جائے گا"

خاتمیت محمدی

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ

النَّبِيُّونَ" مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔

(مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، الحدیث: ۵۲۳)

قرآن و احادیث کی نصوص صریحہ و قطعیہ سے ثابت ہے کہ ھمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں آپ پر نبوت و رسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

اھل اسلام کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا، حضور نے اپنی خاتمیت کا اعلان خود فرمادیا:"

"لانبی بعدی"

"ختم بی النبیون"

"انا سید ولد آدم"

"انا اول شافع"

"انا اکرم الاولین والاخرین"

یہ فرمودات کاملہ مختلف اوصاف کاملہ و شاملہ سے عبارت ہیں، تعلیم امت ہے جو ذرہ نوازی کر گئے ہیں۔

شیخین

ھمارے علماِ فرماتے ہیں کہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا منکر اور آپ کی توہین کرنے والے اور لعنت کرنے والا اصح مذھب کے مطابق کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ اس کے احکام مرتدین والے احکام ہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے کہ:" الرافضی اذا کان یسب الشیخین وھو یلعنھما والعیاذ باللہ فھو

کافر" در مختار میں ہے:" من سب الشیخین او طعن فیھما کفر ولا تقبل توبة"

حدیقہ ندیہ کی عبارت ہے:" من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه ای خلافته بعد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم علی الامة فھو کافر فی القول الصحیح لاجماع الامة علی ذالك من غیر خلاف احد یعتد به"

ظہیریہ و عالمگیری میں ہے کہ:"کذالك من انکر خلافة عمر رضی الله عنه فی اصح الاقوال " یعنی فھو کافر۔

فتح القدیر میں مذکور ہے کہ:" ان انکر خلافة الصدیق او عمر فھو کافر"

اعلی حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:" فلا یجوز لمسلم ان یرتاب فی کفر"

عالمگیری میں لکھا ہے کہ:" یجب اکفار الروافض فی قولھم"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ:" وھؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریة"

خلاصہ یہ ہے کہ روافض بوجوہ کثیرہ بالاجماع کافر ہیں اور کافر بھی ایسے کہ ان کے احکام مرتدین کے احکام جیسے ہیں اور یہ ایسے کافر کہ ان کی تکفیر کرنا درجہ وجوب پر ہے کہ ان ملعونین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر لعن طعن عبادت سمجھا ہے اور شیخین کی خلافت کے انکار کو روا بلکہ لازم سمجھا، جو شخص شیخین کی خلافت کا انکار کرے وہ دائیرہ اسلام سے نکل جاتا ہے تو جو لعین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا ہی انکار کر دے تو وہ کیسے مسلمان ھو سکتا ہے بلکہ وہ تو بدرجہ اولی واتم کافر ہے۔

وقت کی ضرورت

اے اہلسنت کے مقتدر علمائے کرام، اے قوم کے مفکرو، اے قوم کے مدبرو، اب تو اٹھ جاؤ ، متحد ہو جاؤ، سر جوڑ کے بیٹھو واضح ہو چکا ہے کہ اھلسنت کو دیوار کے ساتھ لگایا جا رہا ہے، پوری جماعت اہلسنت کو سیاسی محاذ سے ختم کیا جا رہا ہے۔

کوئی تو ہو جو ہماری بات کو اہلسنت کے چوکیداروں اور ٹھیکیداروں تک پہنچا دے، یا ابھی بھی تم منم سردار والا کھیل کھیلو گے؟

زبان کی احتیاط

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "المرء مخبوء تحت لسانہ "ترجمہ! انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔

ایک تعداد ایسی ہے کہ آج اگر کوئی انہیں محترم و مکرم سمجھتا ہے تو اس وجہ سے کہ اسکی زبان نے اسے محفوظ رکھا ہے، ورنہ اکثریت کے پردے تو زبان کے ذریعے سے چاک ہو چکے ہیں۔

نوجوان فاضل

نوجوان علماِ ہمارا اثاثہ ہیں، اللہ کرے ہم اپنے مدارس میں ایسا منظم نظام نافذ کرنے میں کامیاب ہو جائیں کہ ہر فاضل سلجھا ہوا ہو' امت کے لیئے رھنما ہو' مصلح ہو، کم از کم سبب فتنہ نہ بنے۔

بہت میدان مثل بیاباں پڑے ہیں ارض اھلسنت پر، کہنے کو بہت کچھ ہے، بس ہم اپنے حصے کا دیا جلاتے جائیں یہی کافی ہے۔

درد

عصر حاضر کے علماِ و مفتیان شرع کی جو ذمہ داریاں ان کے سر پے شرع شریف رکھتی ہے اس کا بھرم تک نہ رکھ سکے۔ حق کیا ہے' باطل کیا ہے اس کا امتیاز بھی واضح طور پر نہ کروا سکے۔

آک اسی غفلت و کوتاہی کا نتیجہ و ثمرہ مل رہا ہے کہ لوگ جری ہو چکے ہیں، اگر ہم اپنی معروضات سامنے رکھیں تو جواب یہ ملتا ہے کہ "کوئی کیا بک رہا ہے ہمیں اس سے غرض نہیں" اگر اس سے غرض نہیں چاہے وہ کفریات ہی ہوں تو پھر مفتی شرع کیسے؟

کوئی اسلام کے بنیادی عقائید کو چیلنج کرتا رہا تب بھی ہم چپ سادھے بیٹھے رہے، کوئی صحابہ کی تنقیص کر گیا ہم خاموش تماشائی بنے رہے۔ اسکا انجام یہ ہوا کہ سرکاری سطح پر خلاف شرع امور اور انتہائی گھٹیا

بل پیش کیے جانے لگے ہیں۔ ابھی بھی وقت ہے کہ دینی طبقہ اپنی ذمہ داریوں کو بغیر "لومۃ لائیم" کے خوف سے ادا کرے تو امید خیر رکھی جا سکتی ہے۔

مسلک اعلی حضرت سے مراد عقائید و معمولات ہیں نہ کہ فقہی و فروعی مسائیل اور یہ عقائید بھی ایسا نہیں کہ اعلی حضرت نے متعارف کروائے ہیں بلکہ آپ نے اکابرین امت کے عقائید و نظریات کی تجدید کی ہے۔ اگر مسلک اعلی حضرت سے مراد فقہی مسائیل ہوں تو اس کا معنی یہ بنے گا کہ جو عالم فقہی و فروعی مسائیل میں اعلی حضرت سے اختلاف کرے گا وہ مسلک اعلی حضرت سے خارج ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے۔ لہذا جو عالم فقہی مسلہ میں اعلی حضرت سے اختلاف کرے وہ مسلک اعلی حضرت پر ہی برقرار رہے گا، باغی کہنے کا حق کسی کو نہیں۔

دعوت اسلامی

بہت سارے کام، کوششیں اور کاوشیں لائیق تحسین ہیں، مگر دعوت اسلامی نے جو کتب کی طباعت کا بیڑا اسر اٹھایا ہے

اس پر فقیر تہہ دل سے شکر گزار ہے۔

اب بھی تحریری، تصنیفی اور تحقیقی میدان میں بہت کام باقی ہے، اگر یہ کام ہو بھی جائے تو اگلا مرحلہ طباعت و اشاعت کا ہوتا ہے جو کہ مشکل ترین مرحلہ ہے کاش اھلسنت جاگ جائیں، مزید لوگ اٹھیں جو اس کمی کو پورا کریں ورنہ اس کا خمیازہ فقط دعوت اسلامی پورا کر پائے ایسا بہت مشکل ہے۔

اللہ اھلسنت پر رحم فرمائے۔

الزام نہ لگاؤ

جو کسی مسلمان پر ایسی چیز کا الزام لگائے جس کے بارے میں وہ خود بھی جانتا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنمیوں کے خون اور پیپ جمع ہونے کے مقام) "رَدْغَةُ الْخَبَالْ" میں اُس وقت تک رکھے گا جب تک کہ اپنے الزام کے مطابق عذاب نہ پالے۔ (مصنف عبدالرزاق، ج 11، ص 425، حدیث: 20905)

اویس رضا قادری صاحب نے پچھلے دنوں اپنے بیٹے اور بیٹی کا نکاح سنت ادا کیا اور پھر مروجہ شادی کی رسومات سے ہٹ کر محفل پاک کا اہتمام کیا اور اس کا ثواب امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ ناز میں پیش کیا۔ یہ فعل فی نفسہ جائیز و مباح بلکہ کار ثواب تھا

اب اس پر پنڈی کے ایک مفتی کہلانے والے شخص نے اپنی بھڑاس نکالی اور تنقید کے نام پر تضحیک کی اور قلابے آسمان تک ملاتے ہوئے ناصبیت پر بزعم خود دلیل قطعی دے دی یہاں تک تو اس سے گمان تھا، لیکن بات آگے بڑھی اس شخص نے کچھ مسلمانی کا لحاظ تک نہ کیا اور ایک صالح آدمی کی بیٹی کے متعلق انتہائیی نازیبا کلمات کہے جو وارثان منبر و محراب کے لیئے شرمناک ہیں۔

خیر اس شخص نے مخالفت کی کوئی کسر نہ چھوڑی

اللہ ایسے شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔

وطن پاکستان

اے کائینات کے مالک میرے اس پیارے وطن کی حفاظت فرما

تمام اھلیان پاکستان کو یوم آزادی مبارک ہو۔

اے شہدائے پاکستان ہم تمہاری شہادتوں کو نہیں بھولے بلکہ تمہاری جراتوں کے قصیدے ہم اپنی نسل کی گھٹیوں میں رکھیں گے، اے گروہ مہاجرین ہم تمہاری وفا کے قصوں کو نہیں بھولے تادم حیات تمہاری وفاؤں کو سلام کہتے ہیں۔

اے بانیان پاکستان ہم تمہاری کاوشوں اور محنتوں کو نہیں بھولے تمہاری قیادت کی حکمت اور محنت ہم راز کامیابی میں شمار کرتے ہیں۔

اللہ جل مجدہ تم سب کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

محسن

اپنے محاسن کو بھولو تو بھول جاؤ مگر اپنے محسنوں کو نہ بھولنا۔

بڑے بھائیی کی قدر کیجیئے

یوں تو مسلم امہ کے ہر فرد کے سینے میں دوسرے فرد کے لیئے درد و الفت رکھ دیئے گئے ہیں، اسی لیئے تو باہمی معاملات کا مکمل سلیقہ بتایا گیا، لیکن آج بات کروں گا اپنے خاندانی رشتہ داروں کی 'یاد رکھیں یہ رشتے و ناطے بھی نعمت عظمی سے کم نہیں بلکہ یہ ہمیں بطور تحفہ عطا کیئے جاتے ہیں' جاننا چاہتے ہیں ان کی قدر و قیمت تو ان سے پوچھیئے کہ جن کو یہ تحفے عطا نہ ہوئے۔

یہ رشتے و ناطے بیش بہا قیمت سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں، تو پھر ان کی حفاظت بھی مثل بیش بہا قیمت سے کہیں بڑھ کے ہونی چاہیئے۔ اگر رشتوں کے تقدس کا لحاظ نہ کیا جائے تو جہاں شرعی گرفت ہوگی وہیں معاشرتی و سماجی معاملات بھی خراب ہوتے ہیں، ان رشتوں میں ایک رشتہ بڑے بھائیی کا بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ ماں کی ممتا اور باپ کی پیار بھری شفقت کے بعد بڑے بھائیی کا پیار خلوص سے بھرپور ہوتا ہے، لہجوں کی تلخیاں بھی مشفق باپ کی طرح ہوتی ہیں اور کٹھن مراحل کو پار کر کے چھوٹوں کے بہترین مستقبل کے لیئے مشقتیں برداشت کرنے کا جگرہ بھی بڑے بھائیی کا ہی ہوتا ہے۔ مقولہ مشہور ہے کہ بڑا بھائیی باپ کی طرح ہوتا ہے 'ایسا ہی ہے حدیث رسول میں بھی موجود ہے: "الْاَكْبَرُ من الْإِخْوَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاَبِ" ترجمہ! بڑا بھائیی باپ کی جگہ ہے۔ (معجم الکبیر، حدیث نمبر 460)

آج ان کی قدر کر لی جائے تو یہ ہماری طرف سے شکریہ ادا کرنا ہوگا۔

اپنے بھائیوں کے لیئے کچھ نہ کر سکیں تو ہمیشہ دعاؤں میں ضرور یاد رکھا کریں۔

اپنے بھائی کے لیے دعا کرنا سنت نبی ہے: حضرت موسی علیہ السلام اپنے بھائیی ھارون علیہ السلام کے لیئے دعا کیا کرتے تھے: "رب اغفرلی ولاخی وادخلنا فی رحمتک وانت ارحم والراحمین" ترجمہ! اے اللہ! میری اور میرے بھائی کی مغفرت فرما اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما، تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے"۔ (اعراف)

میرے دو بڑے بھائیی ہیں، دعا گو ہوں انہیں سلامتیاں عطا کرے اور مجھے انکی خدمت و تعظیم

کرنے کی توفیق نصیب کرے۔آمین

امام عاشقاں

امام اھلسنت، امام عشق و محبت ،فنا فی اللہ و فنا فی الرسول، الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ ایک جید مفتی ، مستند عالم اور محدث تھے ۔بلاشک و شبہ آپ کی بے پایاں خدمات اسلامیہ ہیں، جن کے انکار کی گنجائیش نہیں ہے۔

ماہر فنون تھے ،جامع المنقولات والمعقولات تھے، لیکن سب سے بڑھ کر جوان میں وصف نمایاں تھا وہ عشق رسول تھا۔

یہ وصف کمال آپ کو دیگر افراد امت سے ممتاز کرتا تھا۔ یقینا آپ کا عشق رسول آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے لیئے نمونہ اور شمع ھدایت ہے۔

آج دس شوال محدث بریلی کی یوم ولادت ہے ،دعا ہے اللہ جل مجدہ ان کے صدقے ہمیں عشق رسول کی خیرات عطا کرے اور ان کی مغفرت کاملہ فرمائے، درجات میں برکتیں نصیب کرے۔آمین

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بیقرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

عشاقان مصطفی

مجھے فخر ہے میں نے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا جن کا عشق کامل ہے، ان کا عزم مصمم ،کوئی لالچ نہیں، اپنی جانیں تک وار دیتے ہیں اف تک نہیں کرتے۔

سلام ہے ان شہدا کے اھل خانہ کو جنھوں نے یہ شہزادے دین کی خاطر پیش کیئے۔

مجھے اس بات پر بھی فخر ہے کہ میرے خطے کے عشاق نے ایسی داستان رقم کی جو کہیں اور نہ ملے گی ۔مجھے میرے ہم عصر لوگوں پر رشک آتا ہے اور مجھے اپنی پاک سرزمین سے محبت ہے۔

لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والو سلامت رہو تا قیامت رہو، داستان عشق ایسی رقم کی کہ ایمان کی

حلاوت وچاشنی کا مزہ آگیا۔

داؤد علیہ السلام کی دعا

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ سرکار کائینات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "داود علیہ السلام یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے محبوبوں کی محبت مانگتا ہوں اور وہ عمل مانگتا ہوں ہوں جو تیری محبت تک پہنچادے..... تاالخ"

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ "اس جملے کے کئی معانی ہوسکتے ہیں

ایک یہ کہ مجھے توفیق دے کہ تجھ سے بھی محبت کروں اور ان بندوں سے بھی جو تجھ سے محبت کرتے ہیں ،علما اولیا، انبیا سے محبت بالواسطہ تجھ ہی سے محبت ہے دوسرے یہ کہ الہی مجھ سے تو بھی محبت کر اور تیرے محبوب بندے بھی محبت کریں اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اعمال ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں عشق و محبت پیدا کرنے کی تاثیر رکھی جاتی ہے "(ملخصا مرآۃ المناجیح جلد چہارم ص 92)

معلوم ہوا بعض اعمال صالحہ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ہم ان کے ذریعے عشق مصطفی کی منزل کو عبور کرسکتے ہیں اگرچہ یہ بات حق ہے کہ کچھ لوگوں کے نیک اعمال بھی حب نبی سے خالی نظر آتے ہیں اور تہجد بھی محبت رسول پیدا نہیں کرتے کہ عشق مصطفی ہر کسی کے حصے میں نہیں آتا لیکن یہ بات بھی سچ ہے کہ اگر کچھ محبت رسول سینہ میں جاگزیں ہو تو پھر خلوص دل سے کیئے نیک اعمال ازدیاد عشق رسول کا سبب بنتے ہیں کہ عشق رسول من وجہ وھبی ہے اور من وجہ کسبی ہے۔ خداوند کریم عشاقان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمت عطا کرے کہ وہ عشق کی خیرات بانٹتے پھریں۔ یہ ایسا نسخہ ہے کہ زندگی کی تمام الجھنیں رفع و دفع کرسکتا ہے۔

میں ہوں سنی اور میری منزل عشق رسول
مومنین ہوگئے کامیاب گر عمل ہوگیا قبول

خلیفہ اول

صدیق اکبر کی شان کیا بتاؤں، ہماری ہر سانس انکی مقروض ہے، جب آپ کی شہزادی ام المومنین، سیدہ 'طیبہ، عائیشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگی آپ چاہتے تو قوت ظاہری سے شدید رد فرما سکتے تھے، لیکن آپ نے وحدت کی خاطر جو غم اندر پیا 'شہزادی پے تہمت لگی، آپ باوجود والد ہونے کے، باوجود فطرتی جذبات کے اسلام کی بہبود کی خاطر آپ نے جو خاموشی اختیار کی اس کا جواب کوئی نہیں ہے۔

امت مسلمہ آپ کے اس عظیم احسان کا قرض ادا نہ کر سکے گی۔

متحرک نوجوان

نوجوان اگر اچھے اقدام کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں تو پیٹھ تھپکیں 'ہمت دیں 'زیادہ اچھے کا مشورہ دیں، تجربات و معلومات بتائیں 'مدد کریں 'لیکن راہیں مسدود مت کریں، صلاحیتوں کو زنگ آلود مت کریں حوصلے پست مت کریں 'اپنے حصے کا کام کرتے جائیں۔

شادی بیاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم !

کل جناب نذیر احمد آف ڈھوک سر نے بصورت وڈیو چند مسائیل دریافت کیے جو اباً کچھ کلمات لکھے ہیں جو مندرج ذیل ہیں۔ ہمارے ہاں بہت ساری خرافات، خلاف شرع رسوم اور لایعنی باتیں رائج ہو چکی ہیں۔ انہیں میں سے ایک مسلِہ شادی بیاہ کا بھی ہے، بہت ساری باتیں قابل اصلاح ہیں مگر ہماری گفتگو چند منتخب باتوں پر ہوگی۔ سب سے پہلے تو یہ بیان کیا جائے گا کہ ہمارے ہاں رشتہ ازدواج میں پیار، محبت اور ٹھہراؤ کیوں نہیں، اسکی چند وجوہات درج ذیل ہیں۔

(1) ہمارے ہاں عموماً ایسا ہوتا ہے کہ بچوں کی شادی کے معاملے میں ان کی رضامندی حاصل نہیں کی جاتی بلکہ جہاں بڑے لوگ شادی کا معاملہ طے کر دیں وہیں شادی کرنی ہوتی ہے۔ بالخصوص یہ معاملہ بچیوں کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے حالانکہ شریعت نے بالغ مرد و عورت کی رضا کو لازم قرار دیا ہے (کہ

شادی کے لیئے اجازت و رضا ضروری ہے)فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "لا تنکح الایم حتی تستامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن قالوا: یا رسول اللہ وکیف إذنھا؟ قال: ان تسکت "تو معلوم ہوا کہ نکاح کرنے کے لیئے والدین پر یہ حق ہے کہ وہ اپنی اولاد سے اجازت و رضا حاصل کریں۔

بعض اوقات مجبور کیا جاتا پھر اسکے نتیجہ میں کچھ افراد خودکشی کر لیتے ہیں اور کچھ بچے، بچیاں بھاگ کر شادی کر لیتے ہیں اس لیئے کہ انکی جہاں شادی طے ہوتی ہے وہاں انکی مرضی نہیں ہوتی جسطرح بچوں کا بھاگ کر شادی کرنا مکروہ عمل ہے اسی طرح والدین کا اپنی بالغ اولاد کو شادی کے لیئے مجبور کرنا بھی مذموم ہے ،لہذا والدین کو اس معاملہ میں احتیاط برتنی چاہیئے۔

خودکشی کرنے و بھاگ کر شادی کرنے والے اقدام کی پذیرائی نہیں کی جاسکتی مگر کہیں نہ کہیں اس میں گھر والے سبب بنتے ہیں لہذا اپنے بچوں کی شادیاں اپنی رکھ رکھا اور ہٹ دھرمی کی بجائے انکی رضا و خوشنودی سے کریں تاکہ آگے چل کر وہ خوش رہ سکیں۔

(2)دوسری وجہ ہمارے گھروں میں رہن سہن کے نظام کا غیر معیاری ہونا ہے جیسا کہ اکٹھا رہنے کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔ ایک ہی گھر میں تین، چار بھائی اور انکی ازواج و والدین موجودہ ہوتے ہیں جب اکٹھے ہونگے تو ایک دوسرے کے کام میں مداخلت کریں گے تو یوں تنازع کے امکانات زیادہ ہیں۔ حالانکہ شریعت نے عورت کے حقوق اور اسکی آسانی کے لیئے علیحدہ گھر (اگرچہ وہ ایک کمرہ ہی ہو) کا مطالبہ کیا ہے یعنی عورت کا رہن سہن جدا ہو جہاں اسے دوسرے شخص کی طرف سے مداخلت کا خدشہ نہ ہو۔

اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ والدین کی خدمت نہ ہوگی بلکہ جدا گھر میں رہ کر بھی والدین کی خدمت کی جاسکتی ہے۔

اگر ایک گھر میں چند افراد کمانے والے ہیں جو کہ شادی شدہ ہیں تو پھر یا تو سارے اپنی کل کمائی ماہانہ خرچ میں لگاتے رہیں گے یوں وہ اپنے لیئے کچھ جمع نہ کر پائیں گے یا پھر کوئی ایک گھر کا خرچ چلائے گا اور دوسرے بچت کریں گے تو ایسی صورتحال میں یہی مشاہدہ رہا ہے کہ زندگی کے کسی نہ کسی

موڑ پر گھر خرچ چلانے والے کی طرف سے یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ میں تم پر احسان کر رہا ہوں۔
پھر خواتین ایک ہی گھر میں رہنے والی کام کی تقسیم کاری کریں گی تو وقتاً فوقتاً یہی باتیں زیر بحث رہیں گی کہ فلاں نے اپنی باری کام نہیں کیا تو میں کیوں کروں یا اسطرح کے متعدّد مسائیل کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے ، بہتر یہی ہے کہ اپنے رہنے سہنے ، کھانے پکانے ، کام کاج کے معاملات کو جدا کر لیا جائے۔

البتہ بعض گھرانے ایسے ہوسکتے ہیں کہ جہاں یہ مسائیل نہ ہوں لیکن وہاں بھی دل ہی دل میں یا دوست احباب کی محفل میں اپنی مجبوری کا اظہار کر دیا جاتا ہے جہاں نظام منظم ہو تو وہ گھر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

غیر معیاری نظام اس لیئے کہا کہ جہاں تین ، چار شادی شدہ بھائیی رہتے ہوں (اکٹھے) تو ظاہر ہے کہ ایک ہی گھر میں رہ کر شرعی اصولوں کی پاسداری کرنا مشکل امر ہے۔ بھابھی دیور و جیٹھ کے لیئے غیر محرم ہے حتیٰ کہ نبی کریم نے فرمایا کہ "دیور موت ہے" ہمارے معاشرے میں دیور کو بھائیی اور بھابھی کو بہن تصور کیا جاتا ہے لیکن ہمارے کہنے سے وہ بھائیی بہن نہیں ہو جائیں گے بلکہ انکے شرعی احکامات باقی رہیں گے۔

ہمارے ہاں مکمل طور پر ان رشتوں میں بے تکلفی پائیی جاتی ہے جسکے متعدّد بھیانک انجام بھی دیکھنے و سننے کو ملتے رہتے ہیں۔

(3) ایک بڑی وجہ اپنی اولاد کی دینی معلومات و تربیت نہ کرنا بھی ہے کہ جب شوہر کو اپنی بیوی کے حقوق اور بیوی کو شوہر کے حقوق معلوم نہ ہونگے تو یقیناً یہ چیز بھی محبت میں کمی اور لڑائیی جھگڑے کے لیئے باعث بنے گی۔

(4) شوہر کا اپنی بیوی سے مدتوں دور رہنا۔ ہمارے ہاں مرد حضرات کمانے کے لیئے بیرون ملک چلے جاتے ہیں جہاں سے سالوں بعد واپسی ہوتی ہے یا اپنے ملک میں رہ کر بھی مہینوں بعد گھر لوٹتے ہیں یہ فاصلے بھی دوریوں کا سبب بنتے ہیں یہ بات تسلیم ہے کہ کمائیی کے لیئے نکلنا پڑتا ہے لیکن اولین ترجیح یہی

ہو کہ کوئی ایسا کاروبار یا ملازمت لگ جائے کہ آدمی جلد ہی اپنوں میں لوٹ آئے اور گھر زیادہ وقت گزار سکے۔

(5)غیر ضروری مطالبات بھی پھوٹ کا باعث بنتے ہیں کبھی شوہر کی طرف سے ایسے مطالبات رکھے جاتے ہیں اور کبھی بیوی کی طرف سے ایسے مطالبات رکھے جاتے ہیں جنہیں شوہر پورا نہیں کر پاتا تو نتیجۃ نوبت لڑائی جھگڑے تک پہنچ جاتی ہے۔

"طلاق کس صورت میں دی جائے"

جب میاں بیوی کو یہ غالب گمان ہو کہ اب وہ حدود شرع کا لحاظ نہ کر سکیں گے بلکہ اللہ کی حدود کو پامال کریں گے تو اب طلاق دینا بہتر ہے ورنہ طلاق جب بھی دی جائے واقع تو ہو جائے مگر اسے اچھا نہ سمجھا جائے گا۔ جب طلاق دینی ہے تو یہ ایک عجیب بدعت نکالی گئی ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی ہی دے دی جاتی ہیں۔ پھر بعد میں جب ہوش ٹھکانے لگتا ہے تو پھر حیلے بہانے تلاش کرنا شروع ہو جاتے ہیں اور غلط بیانی کر کے واپس لانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

لہذا جب طلاق دینے کی نوبت آ ہی جائے تو بہتر ہے کہ ایک ہی طلاق رجعی دی جائے۔ اسکا فائیدہ یہ ہو گا کہ اگر شوہر اپنے کیئے پر شرمندہ ہو تو عدت کے دوران ہی اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا کہ تو میری بیوی ہے ایک طلاق تو ہو جائے گی لیکن وہ میاں بیوی برقرار رہیں گے۔ نئے سرے سے نکاح کی بھی ضرورت نہ ہو گی البتہ اگر عدت ختم ہو گئیی اور اب شوہر واپس بیوی کو لانا چاہتا ہے تو دوبارہ نکاح کرنا ہو گا۔ ایک بات یہ بھی مشہور ہے کہ شوھر نے ایک طلاق دی اور عدت گزر گئی شوہر نے رجوع نہیں کیا تو تین ماہ گزرنے کے بعد دوسری اور پھر تیسری طلاق از خود واقع ہو جاتی ہے اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے

عدت

عدت کے متعلق بھی اوھام باطلہ پائے جاتے ہیں ہر عورت کی عدت ایک جیسی ہو ایسا نہیں ہے۔

(1)مطلقہ !طلاق یافتہ عورت اگر حاملہ نہیں ہے اور حیض والی ہے تو پھر اسکی عدت تین حیض ہے

۔"وأما عدة الطلاق فثلاثة قروء فی حق ذوات الاقراء إذا کانت حرة"
اب تین حیض تین ماہ میں بھی ختم ہوسکتے ہیں ایک سال بھی لگ سکتا ہے لہذا مطلقا تین ماہ عدت سمجھنا محل نظر ہے۔

(2)حاملہ !چاہے طلاق یافتہ ہو یا شوہر فوت ہوگیا ہو اگر عورت حاملہ ہے تو اسکی عدت وضع حمل ہے
۔"وأولات الاحمال أجلهن أن یضعن حملهن"
شوہر نے طلاق دی دوسرے دن ہی وضع حمل ہوگیا یعنی بچہ و بچی عورت نے جنا تو عورت کی عدت ختم۔

(3)متوفی عنھا زوجھا!جس عورت کا شوہر فوت ہوجائے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اسکی عدت چار ماہ دس دن ہے۔
"والذین یتوفون منکم ویذرون أزواجا یتربصن بأنفسهن أربعة أشهر وعشرا"

(4)ایسی عورت جسے طلاق ہوئی اسے حیض (ماہواری) نہیں آتا تو اسکی عدت تین ماہ ہے۔فتاوی قاضی خان میں ہے "لو کانت المطلقة صغیرة او آیسة وهی حرة فعدتها ثلثة اشهر"

(5)ایسی عورت جسکا نکاح تو ہوچکا تھا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ شوہر نے طلاق دے دی تو اسکی عدت نہیں ہے۔البتہ رخصتی تو نہیں ہوئی تھی مگر خلوت صحیحہ ہوچکی تھی (یعنی وہ مرد اور عورت آپس میں ملاقات کرچکے تھے ایسے کہ وہاں کچھ مانع وطی نہ تھا) تو عدت عام عورت کی طرح ہوگی۔

البتہ یہ بات یاد رہے کہ طلاق کن الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے کتنی دیں گئی ہیں کب دی گئی ہے (یعنی بیوی مدخولہ تھی غیر مدخولہ) یہ بڑی اہمیت کی حامل ہیں لہذا جب بھی کوئی ایسا معاملہ ہو تو بجائے مفتی گوگل کے اپنے علاقہ کے علما کے سامنے دیانتداری کے ساتھ معاملہ رکھا جائے کیونکہ یہ انتہائی حساس مسائیل ہوتے ہیں اور حلال و حرام کی بنا ہوتی ہے۔

"عدت کہاں گزاری جائے"

طلاق یا وفات کی عدّت میں عورت پر اپنے شوہر کے گھر پر عدّت گزارنا واجب ہے۔بلا اجازتِ شرعی

شوہر کا گھر چھوڑ کر اپنے والدین کے گھر یا کسی اور جگہ عدّت نہیں گزار سکتی ہاں شوہر زبردستی نکال دے یا ورثا نکال دیں یا پھر مکان کرائے کا ہے اور عورت کرایہ ادا نہیں کر سکتی یا مکان گر گیا یا عورت کو جان و عزت تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو مجبوراً والدین وغیرہ کے گھر عدّت پوری کرنی ہوگی۔ یاد رہے کہ ایک یا دو طلاقِ بائن یا تین طلاقِ مغلّظہ کی صورت میں یہ عورت اپنے شوہر کے لئے اجنبیہ ہو جائے گی اور دورانِ عدّت بھی شوہر سے پردہ کرنا شرعًا لازم ہوگا۔ البتہ طلاق رجعی میں شوہر سے پردہ واجب نہیں اگر ایک مکان میں رہ کر پردہ کرنا ممکن نہ ہو تو بہتر ہے کہ عدّت ختم ہونے تک شوہر دوسری جگہ رہائش اختیار کرے اور عورت کو اسی گھر میں عدّت گزارنے دے

آخر میں یہ پوچھا گیا تھا کہ ان تمام معاملات کا تدارک کیسے ممکن ہے تو اس حوالہ سے بس اتنی ہی بات کہوں گا کہ شریعت کی پاسداری اول ترجیح ہو اور اپنے معاملات میں شریعت کو سب سے مقدم سمجھیں تو سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔

سفر

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ، يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ، فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ، فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ" ترجمہ! سفر عذاب کا ٹکڑا ہے، تمہیں (مسافر کو) سونے، کھانے اور پینے سے روک دیتا ہے، پس جب وہ (مسافر) اپنا کام کر چکے تو جلدی گھر لوٹ آئے۔ (مسلم، حدیث نمبر 4961)

عذاب بمعنی مشقت ہے، یعنی جب کوئی سفر کرے تو اسے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، سفر کھانے پینے اور نیند میں خلل کا باعث ہے، نہ نیند پوری ہو سکتی ہے اور نہ ہی وقت پر کھانے و پینے کا مکمل بندوست ہو سکتا ہے۔

اگرچہ زمانہ ترقی کر چکا، سہولیات میسر ہیں، مگر پھر بھی سفر میں مشقت کا سامنا ضرور ہوتا ہے۔

رسالت محمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

آتش او صد ابراہیم سوخت

تا چراغ یک محمد بر فروخت

امابعد! اللہ تعالی نے مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر اپنے برگزیدہ بندوں کو لوگوں کی ھدایت و رہنمائی کے لیئے نبی و رسول بنا کر بھیجا، تمام انبیا عزت کے لائیق ہیں، عظمت کے سرچشمے ہیں، ھدایت کا منبع ہیں، عقیدت کا محور ہیں مگر سب انبیا و رسل میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعلی و ارفع شان کے مالک ہیں۔

خَلق سے اولیا، اولیا سے رُسُل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

اللہ نے سارے نبیوں کو بہت معجزات عطا کیے، شانیں عطا فرمائیں مگر وہ سارے معجزات جمع کر کے ہمارے سردار حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں رکھ دیے۔ امام اھلسنت الشاہ امام احمد رضا خان لکھتے ہیں: "کُلُّ فَضِیْلَۃٍ وَمُعْجِزَۃٍ وَکَرَامَۃٍ لِنَبِیٍّ فَھُوَ ثَابِتَۃٌ لِنَبِیِّنَا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم فَاِذَا رَاَیْنَا ثُبُوْتَھَا لِاَحَدٍ حَکَمْنَا بِثُبُوْتِھَا لَہٗ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم وَلَا نَحْتَاجُ اِلٰی دَلِیْلٍ آخَرٍ" یعنی ہر وہ فضیلت، معجزہ اور بزرگی جو کسی بھی نبی کو حاصل ہوئی وہ ہمارے نبی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے بھی ثابت ہے۔ جب ہم کسی نبی کے لئے ان کا ثبوت دیکھیں گے تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے بھی انہیں ثابت مانیں گے اور اس کے لئے ہمیں کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ (انباالحی)

رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کے نبی ہیں، آپ کی نبوت آفاقیت و عالمگیریت کو محیط ہے، آپ کا منصب کمال، آپ کی رسالت انوکھی، آپ کی شان بے نیاز، آپ کا رتبہ بے مثال الغرض آپ کا

ہر وصف باجمال ہے۔

غزالی زماں ،رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی صاحب رسالت محمدی کے متعلق لکھتے ہیں :"رسالت توحید کی دلیل ہے اور اس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے اور اس دلیل کو دعویٰ سے اتنا قرب ہے کہ دونوں کے درمیان واؤ عاطفہ تک کی گنجائش نہیں معلوم ہوا کہ قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قربِ مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔ ؎

بمصطفیٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است (اقبال)

(ماہنامہ السعید ملتان مئی، جون ۱۹۶۴ء)

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار کمالات سے نوازا گیا، ان میں سے ایک کمال خاتمیت بھی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر عقیدہ ختم نبوت کی کوئی غلط تشریح کرتا ہے تو عقیدہ نبوت و رسالت غلط ثابت ہو گا اور اگر عقیدہ نبوت و رسالت میں لچک آگئی تو پھر عقیدہ توحید بھی باقی نہیں رہتا، لہذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا لازم و ضروری ہے۔

ذات کا اپنی آئینہ بے مثل و نظیر و بے ہمتا

خَلق کیا قبل اَز اَشیا اور نبوت کر دی عطا

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: اظہارِ کمالاتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے بارے میں علمائے اُمّت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا ہے کہ جب انہوں نے کسی فردِ مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو از روئے دلیل بہ ہیئتِ مخصوصہ اس کے ساتھ مُختَص نہیں تو اس کمال کو حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے لیے اس بناء پر تسلیم کر لیا کہ حضور صلَّی اللہ علیہ وسلَّم تمام عالَم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں۔ جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہو سکتا، لہٰذا فرع میں ایک کمال پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے۔ (مقالات کاظمی، ج 2)

تم بہترین امت ہو

ارشاد باری تعالی ہے :كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ -وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ -مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہلِ کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں کچھ مسلمان ہیں اور ان کی اکثریت نافرمان ہیں۔ (سورۃ آل عمران، 110)

اس آیت میں فرمایا گیا کہ "تم بہترین امت ہو" اس فضیلت کے اولین مصداق صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین ہیں۔ جیسا کہ رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ" ترجمہ: میری امت کا سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔ پھر ان لوگوں کا جو اس زمانہ کے بعد آئیں گے۔

(بخاری، حدیث نمبر 3650)

قابل غور اور قابل افسوس بات ہے کہ آیت مذکورہ پڑھ کر اپنے لیئے "خیر امت" کی فضیلت ثابت کرنے والے اس پاک جماعت کے لیئے "خیر امتی قرنی" والی فضیلت ماننے کو تیار نہیں۔

فتوی کی اہمیت

فتوی اسم مصدر ہے جسکا معنی ہے "شرعی حکم" انسانی زندگانی اور معاشرت کے لیئے فتوی امر ضروری ہے۔ سید اعلی حضرت لکھتے ہیں: "انما الافتاء ان تعتمد علی شیئ وتبین لسائلک ان ھذا حکم الشرع" ترجمہ! افتا یہ ہے کہ کسی بات پر اعتماد کر کے سائل کو بتایا جائے کہ تمہاری مسئولہ صورت میں حکم شریعت یہ ہے۔" (فتاوی رضویہ، ج 1، ص 114)

فان كنت لا تدرى فتلك مصيبة

وان كنت تدرى فالمصيبة اعظم

اگر تُو نہیں جانتا تو یہ ایک مصیبت ہے

اور اگر تُو جانتا ہے تو مصیبت بہت بھاری ہے۔"(نسیم الریاض)

فتوی دینا ہر کسی کا منصب نہیں بلکہ شرع نے جو لحاظ و قانون مفتی کے لیئے متعیّن کیا ہے فتوی دینے والے کے لیئے اس کا اہل ہونا ضروری ہے۔

مجتہد امت، فقیہ ملت، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا تھا: "لولا الخوف من الله تعالى ان يضيع العلم ماافتيت "ترجمہ! اگر علم کے ضیاع پر اللہ تعالی کا خوف نہ ہوتا تو میں فتوی نہ دیتا۔" مذکورہ قول سے اس بات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فتوی دینا کتنا مشکل کام ہے۔ فتوی دینے میں بیک وقت فقہی جزئیات کا استحضار، حالات زمانہ سے واقفیت اور اصابت رائے کا ہونا از حد ضروری ہے۔ ہر دور میں مفتیان شرع نے سائیلین کو جوابات دے کر انکے مسائیل کو حل فرمایا، یہ سلسلہ اب بھی جاری و ساری ہے۔

یاد رکھیں کسی معاملے میں رائے دینا اور بات ہے، فتوی دینا و حکم لگانا دیگر شئے ہے۔ مگر اب عجب رسم بن چلی ہے کہ غافل شخص بھی مفتی اعظم بن کر مسائیل شرعیہ بیان کر رہا ہے، حالانکہ بحکم حدیث بغیر علم کے فتوی دینے والا ضال و مضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعلماءِ حَتَّى إِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فضلوا وأضلوا "ترجمہ! بے شک اللہ علم کو بندوں کے سینوں سے نہیں نکالے گا لیکن وہ علماء کی روحیں قبض کر کے علم کو اٹھالے گا، حتیٰ کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جہلا کو سردار بنالیں گے، جب ان سے مسئلہ دریافت کیا جائے گا تو وہ علم کے بغیر فتویٰ دیں گے، وہ خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔"(بخاری، حدیث نمبر 100)

لہذا حکم شرعی بتانے میں احتیاط ضروری ہے، علم چھپانا بھی جائیز نہیں اور بغیر علم کے بتانا بھی روا نہیں۔

قرب الٰہی

ہمارے کپڑے میلے ہوں تو لوگوں کے سامنے جانے سے جھجک ہوتی ہے ، منہ نہ دھولیں تو کھانا نہیں کھاتے ، بال داڑھی نہ کٹوالیں تو عید نہیں گزرتی ، اچھے کپڑے نہ ہوں تو کہیں جانے میں شرم آتی ہے۔ ہزاروں روپے بناؤ سنگھار میں لگا دیے جاتے ہیں، محض اس لیئے کہ لوگوں کے سامنے اچھا دکھوں ۔مگر افسوس کہ تن کے اجلے من کے گندے اس وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں اسی حالت میں سر جھکانے سے نہیں کتراتے، ظاہر و باطن گناہوں سے گرد آلود ہے، کہیں سینوں میں بغض تو کہیں حسد پنپ رہا ہے اور کہیں تکبر و ریا کی چنگاری لگی ہوئی ہے مگر اسی حالت میں بارگاہ ایزدی میں سر سجدے میں رکھ کر نمازی کہلایا جاتا ہے حالانکہ پاکی و طھارت، صفائی و ستھرائی کا تقاضا مالک کل کی بارگاہ سب سے زیادہ کرتی ہے۔

علامہ گل احمد عتیقی

آپ 1949 کو سربن گاؤں، تحصیل ہٹیاں بالا، مظفر آباد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اسلامی گھرانے میں جنم لیا اگرچہ آپ کے والد و دادا عالم نہیں تھے مگر دینی مدارس و مشاغل کے ساتھ دل چسپی رکھنے والے تھے۔ آپ کا نام بدرالزمان رکھا گیا بعد میں گل احمد خان کر دیا گیا، والد کا نام حیدر علی خان تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت سے نام کے ساتھ عتیقی نسبت جوڑلی۔

ابتدائی تعلیم !آپ نے ابتدائی تعلیم مسجد محلہ کے امام ملا محمد شریف سے حاصل کی، پرائیمری تک سکولی تعلیم کی تیاری اپنے چچا راجہ ایوب خان کے پاس کی اور پرائیمری کا امتحان پرائیمری سکول بانڈی سیداں میں دیا۔ پھر باقاعدہ دینی تعلیم کے حصول کے لیئے 1958 "تعلیم الاسلام "جہلم پہنچے مگر وہاں داخلہ نہ ملا اس لیئے لاہور جاکر مدرسہ "گنج بخش "میں قاری محمد طیب کے سامنے زانوے تلمذ پھیلائے وہیں پر قرآن کے تلفظ و مخارج کی درستگی کی۔

اسکے بعد آپ نے درس نظامی کے علوم و فنون مختلف علماِ سے مختلف مقامات پر پڑھے۔

جن مدارس میں آپ نے اکتساب علم کیا۔

(1)سراج العلوم گوجرانوالہ

(2)جامعہ غوثیہ بھابڑا بازار

(3)جامعہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ

(4)مدرسہ ڈھنڈوریاں ہری پور (دیوبند)

(5)بوسال سکھا گجرات

(6)جامعہ نظامیہ لاہور

(7)جامعہ مظفریہ واں بچھراں

(8)جامعہ قاسمیہ فیصل آباد

(9)مدرسہ عربیہ دار الھدی چوکیرہ (دیوبند)

(10)نصرت العلوم

(11)مدرسہ عربیہ جھوک وینس

(12)جامعہ رضویہ فیصل آباد

(13)جامعہ اشرفیہ لاہور (دیوبند)

آپ کے اساتذہ کے اسمِا مندرج ذیل ہیں۔

(1)ملک المدرسین، استاذ الکل حضرت علامہ عطاِ محمد بندیالوی

(2)شارح بخاری، شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی صاحب

(3)مفتی پاکستان، علامہ عبدالقیوم ہزاروی صاحب

(4)مفسر قرآن، مناظر کبیر علامہ سید زبیر شاہ صاحب

(5)علامہ، مفتی محمد عبداللہ مردانوی قادری صاحب

(6)شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی صاحب

(7)علامہ سید غلام محی الدین صاحب

(8)علامہ سید ابوالبرکات رضوی صاحب

آپ نے پچاس سے زائید کتب و رسائل تصنیف فرماکر امت مسلمہ کو اپنے فیوض و برکات سے سیراب کیا۔ چند تصنیفات کے نام درج ذیل ہیں۔

شرح مسلم الثبوت، شرح میبذی، توضیحات عتیقی جامع ترمذی، توضیحات عتیقیہ اردو شرح مناظرہ رشیدیہ، نشری تقریریں، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ کو ملک پاکستان کے طول و عرض میں علم کے جواہرت بکھیرتے، تدریس کرتے تقریبا ساٹھ سال ہونے کو ہیں، اس ضعیفی میں بھی آپ درس و تدریس سے وابستہ ہیں اور علم کے موتی بکھیر رہے ہیں۔ اس عرصہ میں آپ نے ہزاروں علم کے پیاسوں کو دولت علم و حکمت سے سیراب کیا۔ آپ کے متعلق علمِا نے کہا ہے کہ: "مفتی صاحب غیر آباد اور بنجر کو آباد کر دیتے ہیں"۔

آپ کے تلامذہ میں سے کچھ علمِا آج اکابرین اھلسنت ہیں۔

کچھ تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

(1)علامہ عبدالستار سعیدی صاحب

(2)علامہ صدیق ہزاروی صاحب

(3)علامہ سعید قمر سیالوی صاحب

(4)مفتی قاسم قادری عطاری صاحب

(5)مفتی اکمل قادری صاحب

(6)مولانا راغب نعیمی صاحب

(7)علامہ، مفتی اظہار اللہ صاحب

(8)علامہ حبیب الرحمن صاحب

علامہ عتیقی صاحب عجز و انکساری کا پیکر، تواضع کا دامن، حق پرستی کی تصویر، یادگار اسلاف، متبع سنت، عاشق رسول ہیں۔ خودداری، بے باکی، جرات اور حق گوئی آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ آپ جود و سخا کی کامل تصویر، سادگی پسند، اکابرین کی تعظیم کرنے والے، اصاغرین کو نوازنے والے ہیں۔

آپ علوم نقلیہ و عقلیہ میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی شرع بھی ہیں۔ آپ نے جامعہ رضویہ فیصل آباد میں تقریبا دس سالوں میں ہزاروں فتاوی دیئے، آپ خود فرماتے ہیں کہ سردراتوں میں بھی رات دو بجے تک بیٹھ کر فتاوی لکھتا تھا مگر افسوس آپ کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوی کو محفوظ نہ کیا جاسکا۔ تادم تحریر آپ جامعہ ھجویریہ اور جامعہ رسولیہ شیرازیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

عشق مجازی

آج کا نوجوان ظاہری بناوٹ، حسن و جمال اور ظاہری شکل و صورت پے مرتا ہے۔ اپنے محبوب کو دل دے بیٹھتا ہے جسکا نتیجہ انتہائی بھیانک نکلتا ہے۔ شرع شریف میں اس قسم کے تخیلات کی بالکل گنجائیش نہیں۔ ہمارا سر بھی اس وحدہ لاشریک ذات کے سامنے جھکتا ہے اور ہمارا دل بھی اطاعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے تڑپتا ہے۔

والد اعلی حضرت مولانا نقی علی خان فرمان فرماتے ہیں: """جس شریعت میں غیر اللہ کے سامنے سر جھکانا منع ہے اس شریعت میں غیر اللہ کے لیئے دل بچھانا بھی منع ہے"

اور دل بھی اللہ کی ذات نے انسان کے سینے میں فقط ہی رکھا ہے ایسا نہیں کہ ایک دل میں تو ذات رسول سے محبت ہو مگر دوسرے میں دنیوی مال و زر اور اغراض و مقاصد کی حرص ہو۔ لہذا اپنے دلوں کے کعبہ و قبلہ کی سمت متعیّن کر لینی چاہیئے جو کہ فقط مدینہ ہے۔

ملائکہ کی تخلیق

انسانوں اور فرشتوں کی ارواح کی تخلیق نور سے کی گئی ہے اور انسانوں کے اجسام کی تخلیق خاک

سے جبکہ ملائیکہ کے ابدان کی تخلیق ہوا سے کی گئی ہے۔(تفسیر کبیر)
یعنی باعتبار روح انسان بھی نوری ہے البتہ باعتبار بدن خاکی ہے۔

باحیا خاتون

سوشل میڈیا پے ہر قسم کے لوگ موجود ہیں، یہ بات حقیقت ہے کہ کچھ مرد حضرات بے حیائی و فحش گوئی کی حدیں پار کر جاتے ہیں، غیر محارم سے گفتگو میں بے تکلفی انکے لیئے عام بات ہے حتی کہ ذاتی روابط تک بات پہنچ جاتی ہے۔
دینی مسائیل کے لیئے عندالضرورت کسی خاتون کا مفتی شرع و عالم دین سے رابطہ کرنا درست ہے۔البتہ بعض خواتین کو بھی سوشل میڈیا پے ایسی حرکات کرتے دیکھا گیا جو کہ شرعا روا نہیں پھر یہی خواتین یہ کہتی سنائی دیتی ہیں کہ مرد لوگ کمینے ہیں حالانکہ یہ خود کوئی کسر نہیں چھوڑتیں۔
سوشل میڈیا کے دوستوں سے یہ درخواست ہے کہ اپنے ظاہر و باطن کو پاک و صاف رکھیں۔لڑکیوں کے چکر میں اپنا مستقبل و زندگی برباد مت کریں۔اپنی بہنوں سے بھی گزارش ہے کہ وہ یوں سرعام اپنی عزت نفس و غیرت کا سودا نہ کریں۔اپنے کردار کو ستھرا بنانے کے لیئے سیدہ طیبہ کی سیرت سے ایک ذرہ لے لیں کفایت کرے گا۔

دل کی آواز

امت کا مختلف گروہوں میں منقسم ہوجانا ہی زوال امت کا سبب بنا،اب تو حالت اتنی ابتر ہوچکی ہے کہ سواد اعظم "اھلسنت و جماعت "کہلانے والے لوگ ،جو کبھی آپس میں شیر و شکر ہوتے تھے آج باہم دست و گریبان ہیں ،متعدّد گروپوں میں منقسم ہوچکے ہیں،اتفاق و اتحاد کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔ایسی تشدید و تساھل پسندی ہے کہ آدمی کسی طرف کا نہیں آج مصلح امت کی ضرورت ہے ،آج علامہ ارشدالقادری رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی یاد آتی ہے۔
انہوں نے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کو مکتوب میں لکھا تھا کہ:" ہنگامی طور پر پر کسی پنڈال کے نیچے

مجتمع ہونے اور کسی ایک نظام جماعت کے ساتھ منسلک ہوجانے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔
پر سکون حالات میں جب کہ دشمن کسی نئی یلغار کی تیاری نہ کر رہے ہوں، متعدّد جماعتوں میں ہمارا منقسم رہنا چنداں مضر نہیں ہے، لیکن ایسے حالات میں جب کہ ہم پر حملہ آور ہونے کے لیے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال متضاد سمتیں آپس میں گلے مل رہی ہوں، ہمارا کئی گروہوں میں منقسم رہنا ہرگز قرین مصلحت نہیں۔"

آج سارا کفر اسلام کے خلاف برسرپیکار ہے بجائے اسکے کہ ساری امت مسلمہ مجتمع ہوکر کفر کے مقابل ڈٹ کر کھڑی ہوجائے ہوکوئی اپنی آدھی اینٹ کی مسجد بنا کے بیٹھا ہے اور ہم اسے مضبوط قلعہ سمجھ رہے ہیں۔

رائے کا استعمال

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو اس وقت آپ نے حضرت معاذ سے پوچھا:

"كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟، قَالَ: أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ؟، قَالَ: فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي كِتَابِ اللَّهِ؟، قَالَ: أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا آلُو، فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهُ، وَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ"

ترجمہ! اے معاذ تم کس طرح فیصلہ کروگے؟ معاذ نے کہا کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں تصریح نہ ہو تو پھر کیسے فیصلہ

کروگے ؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی سنت سے فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کی سنت میں بھی تصریح نہ ہو تو پھر؟ آپ نے عرض کیا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کرونگا اور کوتاہی نہ کروں گا۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا" اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جس سے خود رسول اللہ ﷺ راضی ہوئے "۔(ابوداؤد، حدیث نمبر3592)

رسول اللہ حضرت معاذ سے پوچھ رہے ہیں کہ اگر آپ نے کوئی فیصلہ کرنا ہو تو کیا کریں گے مطلب لوگ آپ سے مسئلہ پوچھیں تو آپ کس طرح جواب دیں گے۔

(1) معلوم ہوا قرآن و سنت فقط کافی نہیں۔

دلیل !اگر فقط قرآن کافی ہوتا تو پھر اسی سے حل مقدمہ حتمی ہوتا پوچھنا ہی نہ پڑتا کہ تم کس طرح فیصلہ کرو گے۔

(2) نہ ہر ایک قرآن سے مسائیل اخذ کرنے کا اہل۔

دلیل !اگر ہر ایک قرآن و سنت سے مسئلہ اخذ کر سکتا تو پھر حضرت معاذ سے پوچھنے کی صورت ہی نہ بنتی۔ حضرت معاذ کا یہ کہنا کہ قرآن و سنت سے نہ ملا تو اپنی رائے استعمال کرونگا اس بات پر واضح دلیل ہے کہ ایسے مسائیل شرعی بھی ہیں جن کے متعلق قرآن و سنت میں صراحت نہیں ملتی وہاں رائے کا استعمال کیا جائے گا پھر آپ کا رائے والا قول اجتھاد کو مزید تقویت بخشتا ہے اس پر مزید چاشنی تب ملتی ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ کی تھپکی کی صورت میں تائیید و حمایت کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ

مدینے دی مٹی تے ہر شئے تو مٹھی

تو ونج پچھ انہاں کوں جنہاں جا کے ڈٹھی

جس طرح انسانوں میں بعض بعض سے افضل ہیں اسی طرح مقامات و امکنہ میں سے بھی بعض بعض سے افضل ہیں۔ مدینہ طیبہ وہ سرزمین ہے جسے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیئے مسکن منتخب کیا، سرزمین مدینہ کو صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین شریفین کا بوسہ لینے کی بھی سعادت حاصل ہے۔ ہم جہاں بھر میں سب سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ وسلم سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور عشق کا دم بھرتے ہیں اسی نسبت سے ہم مدینہ منورہ کو بھی جان سے بڑھ کر عزیز رکھتے ہیں اور رکھیں بھی کیوں نہ کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے خود بڑی عقیدت رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: "، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ، فَنَظَرَ إِلَى جُدُرَاتِ الْمَدِينَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا ۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی سواری تیز فرما دیتے اور اگر کسی جانور پر ہوتے تو مدینہ کی محبت میں اسے ایڑ لگاتے۔

(بخاری، حدیث نمبر 1886)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: "وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ" ترجمہ! اگر وہ جانتے تو مدینہ ان کے لیئے بہتر تھا۔ (صحیح البخاری، حدیث نمبر 1875)

اور بہتر ہو بھی کیوں نہ کہ اس ارض پاک پر نبی آخر الزماں، محبوب رب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔

طور موجے از غبار خانہ اش

کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش

عشاق کے لیئے عقیدت و محبت کا مرکز و محور فقط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے آپ کی ذات سے جس چیز کو نسبت ہو گئی وہ ہماری آنکھوں کا تارا، دلوں کا چین اور زندگی کی راحت بن گئی پھر مدینہ

منورہ تو وہ پاک شہر ہے جو محبوب رب کریم کا دار ہجرت ہے اور آپ کا پسندیدہ مسکن ہے۔

خاموش قاصد و واعظ

حضرت یعقوب علیہ السلام اور عزرائیل علیہ السلام کے مابین دوستانہ تھا۔ایک دفعہ ملک الموت سیدنا یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے انہیں کہا: "مجھے وفات دینے سے قبل میرے پاس اپنے قاصِد بھیج دینا۔ تو حضرت عزرائیل نے کہا: میں آپ کی طرف دو یا تین قاصد بھیجونگا چُنانچہ جب رُوح قَبض کرنے کے لیے مَلَکُ الْموت آئے تو آپ نے کہا: آپ نے تو میری وفات سے پہلے میری طرف قاصِد بھیجنے کا وعدہ کیا تھا اس کا کیا؟ حضرتِ عزرائیل نے کہا: سیاہ بالوں کے بعد سفید بال، طاقت کے بعد کمزوری اور سیدھی کمر کے بعد کمر کا جُھکاؤ، اے یعقوب! موت سے پہلے انسان کی طرف میرے قاصد ہی تو ہیں۔(مُکاشَفۃُ الْقُلوب ص۲۱)

جنازہ بھی موت کا قاصد ہے جب کوئی شخص کسی کے جنازے میں شرکت کرتا ہے تو اسے اپنی موت ضرور یاد آتی ہے کہ آج یہ کندھوں پر ہے تو کل مجھے کندھوں پے اٹھا کے لایا جارہا ہوگا۔

جنازہ بغیر کچھ کہے ہمیں موت کی یاد دلا رہا ہوتا ہے۔

جنازہ آگے بڑھ کر کہہ رہا ہے اے جہاں والو!

مرے پیچھے چلے آؤ تمہارا رہنما میں ہوں

لہذا جنازوں کی ادائیگی کو رسم نہ گردانیں بلکہ یہ تمہیں موت کی یاد دلاتے ہیں ان سے نصیحت و عبرت حاصل کریں۔

سفر لاہور

2 ستمبر بروز جمعہ 2022 کی صبح 7:30 ہم لاہور پہنچے سب سے پہلے جامعہ ھجویریہ میں علامہ گل احمد عتیقی صاحب کے درس میں بیٹھنے کا ارادہ تھا مگر پہنچنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی کلاس تو ختم ہونے کو ہے خیر ہم باہر ہی حضرت کے آنے کا انتظار کرنے لگے، ابھی کچھ لمحات ہی گزرے تھے کہ علامہ

صدیق ہزاروی صاحب کلاس لینے کے لیئے جامعہ کے داخلی دروازے پر پہنچ گئے، جونہی میں نے دیکھا تو آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ کیا اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا، میرے ہمسفر برادر اکبر مولانا عبدالرحمن شاہ ھاشمی اور جناب بلال ناصر بھی سلام و مصافحہ کے لیئے آگے بڑہے۔ اس کے بعد حضرت پوچھنے لگے کہ کہاں سے اور کیوں آئے ہیں۔ ہم نے اپنے علاقے کا نام لے کر عرض کی کہ آپ کے دو چار منٹ درکار ہیں ہیں حضرت نے اپنی مصروفیات اور پابندی اوقات کلاس کے سبب منع کیا مگر جامعہ داخل ہوتے ہی ہمیں اشارہ کیا کہ اندر آجائیں ہم اندر گئے تو ہزاروی صاحب نے فرمایا کہ اب بتائیں کیا بات کرنی ہے تب میں نے درس بخاری کا تذکرہ کیا اور درس بخاری کی اجازت مانگی تو حضرت والا نے کمال شفقت فرماتے ہوئے اجازت عطا فرمادی اور یوں یہ مختصر نشست برخواست ہوئی اسی دوران علامہ گل احمد عتیقی صاحب کلاس پڑھا چکے تھے ہم فوراً باہر پہنچے اتنے میں علامہ صاحب بھی تشریف لے آئے ہم نے سلام و مصافحہ و دست بوسی کی اور اپنا تعارف دیا، حضرت کہنے لگے کہ آؤ اندر بیٹھو تمہیں چائے وغیرہ پلائیں مگر ہم نے دیکھا کہ حضرت ضعیفی کی حالت میں کھڑے ہیں اور پھر رسولیہ شیرازیہ میں کلاس بھی پڑھانی ہے تو ہم نے عرض کی کہ حضرت آپ کا دیدار ہو گیا یہی کافی ہے بس پھر آپ بھی دعا دیتے چل دیے۔ اسکے بعد ہم داتا حضور حاضر ہوئے، حاضری کے بعد ہم نے لاہور کا ناشتہ کیا جو بھارتی فوجی نہ کر سکے تھے۔

اسکے بعد رضاءِ الحسن بھائی سے ملنے بھاٹی گیٹ پہنچے انکے پاس کافی دیر بیٹھے رہے انہوں نے ہمیں ایک ایک کتاب بھی تحفۃ دی وقت مناسب پر ہم وہاں سے دعا و سلام کرتے رخصت ہوئے۔

اسکے بعد مفتی راشد صاحب کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا کی بعد نماز جمعہ تا عصر مفتی صاحب کی لائبریری میں قیام کیا، انہوں نے کمال محبت فرمائی وقت عطا فرمایا۔ بعد نماز عصر ہم مزار باباجی پے حاضری کے لیئے روانہ ہو گئے، وہاں حاضری دی اور پھر رات قیام وہیں کیا، ہم وہاں موجود تھے کہ علامہ پیر خرم ریاض شاہ صاحب وہاں آگئے، میں کہیں مصروف تھا سلام و مصافحہ نہ کر سکا البتہ میرے ہمراہ ساتھیوں نے

ملاقات کی۔ اگلے دن صبح کی نماز کے فورا بعد علامہ عبدالستار سعیدی صاحب سے ملاقات کی غرض سے جامعہ نظامیہ پہنچے ہم صبح جلدی ہی پہنچ گئے اس وقت حافظ صاحب آرام فرمارہے تھے تقریبا ایک گھنٹہ انتظار کے بعد مختصر ملاقات ہوئی، حضرت سے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اسکے بعد ہم وہاں سے رخصت ہوئے اور اردو بازار کا رخ کیا، بازار ابھی بالکلیہ بند تھا اتنا ہمیں اولڈ بکس کی ایک دکان کھلی نظر آئی وہاں سے کتب خریدتے اتنا وقت لگ گیا کہ کچھ نہ کچھ کتب خانے کھل چکے تھے پھر ہم نے مختلف کتب خانوں سے کتب خریدیں۔

ہم نے کنز العلمِا کے پاس گیارہ بجے پہنچنا تھا مگر تاخیر ہوگئی، لگ بھگ پونے ایک بجے وہاں پہنچے محترم ابراہیم جلالی صاحب کی معیت میں تخصص فی الفقہ کی کلاس میں پہنچے کچھ ہی دیر بعد کلاس اختتام پذیر ہوئی اسکے بعد شرف ملاقات حاصل ہوا پھر حضرت نے درس بخاری کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ظہر کی نماز محترم نور محمد ثانی صاحب کی اقتدا میں ادا کی اسکے بعد ان کے پاس ہی ظہرانے کا انتظام تھا وہاں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد ہم انہیں سلام الوداعی کہتے رخصت ہوئے اور یوں ہمارا سفر اختتام کو پہنچا۔

انفاق فی سبیل اللّٰہ

اللہ تعالی کے عطا کردہ رزق میں سے کچھ مال اللہ کی راہ میں دینا انفاق فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔ اسکے متعدّد فضائیل قرآن و حدیث میں بیان کیئے گئے ہیں۔ رسول اکرم، نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجًا اَوْ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دَعَتْهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ: يَا مُسْلِمُ! هٰذَا خَيْرٌ هَلُمَّ إِلَيْهِ" ترجمہ! جو آدمی جوڑا (کسی چیز کا) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرے، جنت کے دربان اسے آواز دیں گے: اے مسلمان! یہ (دروازہ) بہتر ہے، ادھر آؤ۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 3600)

اللہ کے دیے میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اتنا کچھ مل رہا ہو تو اور کیا چاہیے۔

لہذا اللہ تعالی نے جسے جتنا نوازا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی راہ میں اللہ و رسول

کی رضا کے حصول کی خاطر ضرور خرچ کرے۔ یہ سودا فائیدے کا ہے خسارہ تو اس میں ہے ہی نہیں۔

دین سیکھنا ضروری ہے

اللہ کا فضل و کرم ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و غلام ہیں، دین رسول صلی اللہ کے ماننے والے ہیں چونکہ ہم مسلمان ہیں لہذا دین اسلام کی تعلیمات کو جاننا و سیکھنا بھی ہم پر لازم ہے باوجود اسکے یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہر فرد از خود حصول علم کے لیئے کمربستہ ہو ممکن نہیں لیکن دینی اخلاق و اقدار کے لیئے علم کا ہونا بھی ضروری ہے لہذا تمام تر امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ ہر علاقہ کا ہر شخص تعلیم کے لیئے امور زندگی کو خیر آباد نہیں کر سکتا تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ ہر علاقے سے چند افراد حصول علم دین کے لیئے سفر کریں اور دین سیکھ کر لوگوں کو خوفِ دلائیں اور انکی رہنمائی کریں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے :"وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً-فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ"۔ ترجمہ: "اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں"۔

(سورۃ توبہ 122)

مذکورہ حکم الہی سے واضح ہو گیا کہ علم دین کے لیئے باقاعدہ منظم نظام کے تحت علاقہ سطح پر کچھ لوگوں کا انتخاب کیا جائے جو اس علاقے کے نمائیندے بن کر علم حاصل کریں اور پھر واپس جا کر اہل علاقہ کی دینی امور میں رہنمائی کریں اور سیاسی، سماجی، معاشرتی و اقتصادی امور میں شرعی نقطہ نظر کو واضح کر سکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے دور میں ایسے ہی ہوتا تھا لیکن آج یہ طریقہ و حسن انداز مفقود ہو چلا۔

کاش کے آج بھی ایسا ہو اور ہمیں چہار سو دین کی آبیاری ہوتے دکھائی دے، سوائے چند افراد کے آج لوگ اپنے منصب و مقصد کو بھول چکے ہیں۔

وہ مؤمن نہیں

صحابہ پاک عظمتوں کے پاسبان ہیں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر اور خوشی و غم کے ساتھی ہیں وہ پاکان امت ہیں انکی تعظیم و توقیر امت مسلمہ کے ہر فرد پر لازم و فرض ہے۔ حتی کہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفا" میں حضرت سھل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا کہ آپ فرماتے تھے: "لم یؤمن بالرسول من لم یوقر اصحابہ" ترجمہ! جو آپ صلی اللہ کے اصحاب کی تعظیم نہیں کرتا وہ آپ پر ایمان ہی نہیں لایا"۔

معلوم ہوا رفعتوں کے ان حوالوں کی تعظیم و توقیر از حد ضروری ہے۔

محبت الٰہی

اللہ و رسول سے محبت ایمانی تقاضا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: "(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ)(پ ۲، البقرۃ:۱۶۵) ترجمہ: "اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔"

قرآنی فرمان سے واضح ہے کہ ایمان والے سب سے بڑھ کر اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت میں کسی غیر کو شراکت دار نہیں سمجھتے۔

اھل ایمان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ و رسول کی محبت ایمان والوں پر فرض ہے جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: "اُمت کا اِس بات پر اجماع ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول سے محبت کرنا فرض ہے۔ (احیاءِ علوم الدین، کتاب المحبت والشوق)

تقرب الٰہی کے راستے و اسباب لاتعداد ہیں مگر ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آدمی باری تعالی سے محبت کرے تو اسے قرب خداوندی حاصل ہو گا۔

انوکھا خریدار

اگر کوئی شخص ظاہری طور پر خوشحال ہو اسکے پاس مال و دولت وافر مقدار میں ہو تو دیکھا یہی گیا ہے کہ دیگر لوگ اس سے حرص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش اتنا مال اور اتنی خوشحالی مجھے میسر آجائے

لیکن اگر کوئی شخص تنگدست ہو دکھوں نے اسے گھیر رکھا ہو اس کے دکھ لینے کا کوئی متمنّی نہیں ہوتا اسکے غموں میں شریک کوئی نہیں ہوتا یہ انسانی فطرت ہے خوشیوں کا خریدار ہر کوئی ہے غموں کا خریدار کوئی نہیں۔ حالانکہ مسلمان بھائی کے دکھوں میں ہمیں اسکی معاونت اور دلجوئی کرنی چاہیے۔

مؤمن عہد کا سچا

عہد و پیمان پے قایئم رہنا شان مسلمانی ہے۔ اگر مسلمان وعدہ کرے تو اسے پورا کرتا ہے وعدہ خلافی نہیں کرتا بلکہ عہد کر کے مکر جانا اور دھوکہ دینا منافق کی نشانی ہے۔ ایک عام مؤمن کی شان یہ ہے کہ وہ وعدہ وفا کرتا ہے پھر صحابہ کرام تو ثبوت قدمی کا جبل تھے وہ اپنی کہی بات پے پورا اترنے والے تھے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

" غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ ، عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ لَئِنْ اللَّهُ أَشْهَدَنِي ، قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ ، قَالَ : اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ ، وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ ، فَقَالَ : يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ ، قَالَ سَعْدٌ : فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ ، قَالَ أَنَسٌ : فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ ، أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ ، قَالَ أَنَسٌ : كُنَّا نُرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ

صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ"

ترجمہ! میرے چچا حضرت انس بن نضر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ غزوہ بدر کے موقع پر موجود نہ تھے، انہوں نے بارگاہِ رسالت میں (بعد میں) حاضر ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ نے مشرکین کے ساتھ جو پہلی جنگ لڑی تھی میں موجود نہ تھا، اگر اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے جنگ کرنے کا پھر موقع دیا تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور دکھائے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا اور بعض مسلمان جنگ کے میدان میں ٹھہر نہ سکے، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور عرض کی: یا اللہ! عَزَّوَجَلَّ، میں اُس سے علیحدگی کا اظہار کرتا ہوں جو ہمارے بعض ساتھیوں نے کیا اور میں اُس فعل سے بیزار ہوں جو ان مشرکین نے کیا۔ پھر وہ مشرکین کی جانب بڑھے تو راستے میں حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان سے کہا: اے سعد بن معاذ! رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ، نضر کے رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے اُحد کی اس جانب سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ حضرت سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ بارگاہِ رسالت میں ان کا حال یوں عرض کیا کرتے تھے کہ یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، جو جوانمردی حضرت انس بن نضر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے دکھائی وہ میری بساط سے باہر ہے۔ حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: جب ہم نے حضرت انس بن نضر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو جامِ شہادت نوش کئے ہوئے پایا تو ان کے جسم پر 80 سے زیادہ تلواروں، تیروں اور نیزوں کے زخم تھے۔ مشرکین نے ان کے کان اور ناک وغیرہ کاٹ لئے تھے جسکی وجہ سے انہیں کوئی پہچان نہ سکا البتہ

ان کی بہن نے ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچان لیا۔ حضرت انس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: ہمارا خیال اور گمان ہے کہ یہ آیت ''مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ'' ان کے بارے میں اور ان جیسے حضرات ہی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(بخاری، الحدیث:2805)

پیارے دوستو! آپ نے پڑھا کہ صحابہ پاک رضی اللہ عنھم اجمعین وعدے کے کتنے سچے و پکے تھے۔ اللہ تعالی ہمیں بھی اپنے عھد و پیمان پر ثابت قدمی نصیب کرے۔

محبت رسول کا تقاضا

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجھك المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خالق کل جہاں کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اپنا محبوب رسول عطا فرمایا۔ جس نبی کی آمد کی خبریں سارے رسول دیتے آئے، انکا امتی بننے کی تمنا کرتے رہے، اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی و غلام ہونے پر ہمیں ناز ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے عقیدت و محبت ہمارے ایمان کا حصہ و تقاضا ہے۔

اور ہماری ترقی، بقا اور سلامتی کا راز بھی اس بات میں پوشیدہ ہے کہ ذات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا مرکز سمجھا جائے۔ خدانخواستہ حفظ حدود کا خیال نہ کرتے ہوئے اگر اس میں کچھ نقص و کمی رہ گئی تو ایمان سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

در نگنجد عشق در گفت و شنید　　عشق دریائیست قعرش ناپدید

ترجمہ !وصف عشق کہنے سننے میں نہیں آتا،عشق ایسا سمندر ہے، جس کی گہرائی بے پایاں ہے۔

یعنی کسی سے عشق ہو اور اسکی حد ہو ایسا نہیں ہوسکتا،عشق بتایا نہیں جاسکتا البتہ دکھایا جاسکتا ہے اور اسکا احساس کروایا جاسکتا ہے۔ایسا نہیں ہوسکتا کہ دعوی ایمان ہو اور زمین دل پر محبت رسول کا پودا نہ ہو ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا تو شرط ایمان ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"ترجمہ!تم میں کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا،جب تک اس کو مجھ سے محبت اپنے والدین، بچوں اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہوجائے۔(بخاری، حدیث نمبر:15)

جب ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب اشیا سے محبت بھی ہونی چاہیے کیونکہ محبوب کی پسندیدہ چیزوں سے الفت ولگاؤ ہونا فطری عمل ہے،بلکہ محبوب بھی یہی چاہتا ہے کہ اسکی پسندیدہ چیزوں کو محبوب رکھا جائے۔

حب رسول کا تقاضا ہے کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت کو اپنائیں،انکی اطاعت واتباع کریں ،انکے بتائے طریقے پر چلیں،انہیں جن چیزوں سے محبت تھی ہم بھی انہیں محبوب رکھیں اور جن سے وہ نفرت فرماتے تھے ان سے نفرت کریں۔

اتباع رسول کا حکم تو قرآن میں وارد ہوا۔:"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔(آل عمران،آیت:۳۱)

ترجمہ:(اے رسول)کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا پس بے شک اللہ بخشنے والا،رحم فرمانے والا ہے۔

یہاں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھ سے محبت کا دعوی کرتا ہے اسکے لیئے ضروری ہے کہ وہ میرے محبوب(محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم)کی پیروی کرے،انکے شب وروز کے اعمال کو اپنائے۔

اللہ جل شانہ نے اپنے محبین کو اپنے محبوب کی اتباع کا حکم ارشاد فرمایا گویا کہ محبت الٰہی اطاعت مصطفی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا کرتی ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ" ترجمہ!تم پر میرا اور میرے خلفاء کا طریقہ لازم ہے۔(ابن ماجہ، حدیث:42)

محبوب کریم بھی اپنی اطاعت و اتباع کا تقاضا فرما رہے ہیں۔

مذکورہ آیت و حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپنانا اھل اسلام پر لازم و ضروری ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے روز مرہ کے معاملات میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی سنتوں کو اپنائیں ۔ آپ کی رحمت، آپ کی شفقت تقاضا کر رہی ہے کہ ہم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ وفا کریں اور انکی یاد کو دل میں بسائے رکھیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اس کی اپنی عادت کیجیے

سادہ مزاج اور شریف

تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ، وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِيمٌ .ترجمہ!مومن سادہ مزاج اور شریف ہوتا ہے اور فاجر دھوکہ باز اور کمینہ ہوتا ہے۔

(جامع الترمذی، حدیث نمبر:1964)

معنی حدیث یہ ہے کہ کامل مؤمن ایسا سیدھا سادھا ہوتا ہے بایں معنی کہ وہ امور دنیا کی طرف ملتفت نہیں ہوتا، کسی کو دھوکہ نہیں دیتا بلکہ بعض اوقات لوگ اسے دھوکہ دے دیتے ہیں اور مؤمن عزت والا اور شریف ہوتا بایں معنی کہ حسن اخلاق سے مزین و مرصع ہوتا ہے برخلاف فاسق کے کہ فاسق شریف لوگوں کو دھوکہ دینے کے درپے ہوتا ہے یوں کمینہ پن ظاہر کرتا رہتا ہے۔

لہذا محمود و موصوف مؤمن کی صحبت و مجلس اختیار کی جائے اور فساق و فجار سے دور رہا جائے ورنہ وہ تمہیں کہیں بھی کبھی بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

اپنے آپ سے بھی معافی

کبھی اپنے آپ سے بھی معافی مانگ لیا کریں کہ ہم میں سے کتنے ہی ایسے ہونگے جو جانے انجانے میں اپنی ذات کے ساتھ ناانصافی کرتے ہونگے۔

ماں کی دعا کا اثر

اے میری پیاری ماں تُو کیا جانے تیری دعا میں کیا اثر ہے
اِدھر تو ہاتھ اٹھائے، اُدھر ہر مشکل مجھے آساں لگنے لگتی ہے

ماں عظیم ہستی کا نام ہے، یہ اللہ تعالی کی طرف سے عطا کردہ بہترین و خوبصورت ترین نعمت ہے ۔ماں ایسا گلشن ہے جسکی تروتازگی ہمیشہ قایئم رہتی ہے، ایسا درخت ہے جسکے پھول کھلے رہتے ہیں، ایسا موسم بہار ہے جسے خزاں کا اندیشہ نہیں ۔ماں کا رشتہ عظیم ہے، اسکا مرتبہ ایسا عالی کہ اسے کماحقہ بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اس رشتے کی قربت، اپنائیت اور مٹھاس کو فقط محسوس کیا جاسکتا ہے ۔ماں اس وفا کا نام ہے کہ جب ساری دنیا مخالف ہوجائے تب بھی ماں کا ساتھ اپنی اولاد کے ساتھ رہتا ہے، ماں ہمیشہ اپنی اولاد کے لیئے رب کریم سے خیر و بھلائی کی دعا کرتی ہے ۔اس کا دامن اس قدر وسعت والا ہوتا کہ جب زمانہ آدمی پر اپنے تمام دروازے بند کردیتا ہے تو ماں کا وسعت والا دامن اولاد کے لیئے کھلا ہوتا ہے ۔ماں کی دعاؤں میں بڑی تاثیر رکھی گئی ہے ۔ ایک مرتبہ ایک بُوڑھی عورَت حضرت سَیِّدُنا ابنِ مُحَمَّد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں حاضِر ہوئی اور عَرض کی: میرے جوان بیٹے کو رُومیوں نے قَید کرلیا ہے۔ گھر کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے اور اُس گھر کو میں بیچ بھی نہیں سکتی، لہٰذا آپ کسی سے کہ دیں کہ وہ فِدْیَہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرادے کیونکہ اب مجھے قرار نہیں آتا اور نیند بھی نہیں آتی۔ آپ نے اُسے فرمایا: مُحْتَرَمہ! آپ جائیے! میں آپ کے معاملے کو حل کرنے کوشِش کرتا

ہوں۔ جب وہ بڑھیا چلی گئی تو آپ سَر جُھکا کر بیٹھ گئے اور آپ کے ہونٹ جُنْبِش کر رہے تھے۔ کچھ عرصے بعد وہی بوڑھی عورَت اپنے جوان بیٹے کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو دُعائیں دیتے ہوئے کہنے لگی: میرا بیٹا سلامَتی کے ساتھ لوٹ آیا ہے اور وہ آپ کی بارگاہ میں اپنا سفرنامہ بھی بیان کرے گا، بیٹا بولا: میں قَیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ رُومی بادشاہ کی قَید میں تھا، وہ ہم سے کام لیتا تھا، ایک دن جب ہم مغرِب کے بعد کام کرکے واپَس قَید خانے کی طرف آرہے تھے تو اچانک میرے پاؤں میں بندھی مضبوط بیڑیاں خود بخود ٹُوٹ کر زمین پر گِر پڑیں۔ (نَوجوان نے جس دن اور جس وَقْت میں بیڑیاں ٹُوٹنے کے بارے میں بتایا تھا، وہ وہی وَقْت تھا جب بُڑھیا حضرت سَیِّدُنا ابنِ مُخَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی بارگاہ میں دُعا کے لئے حاضِر ہوئی تھی۔) سپاہیوں نے مجھ سے پوچھا: کیا تُو نے بیڑیاں توڑی ہیں؟ میں نے کہا: نہیں! خود بخود میرے پاؤں سے ٹُوٹ کر گِر پڑی ہیں۔ نَوجوان کی یہ بات سُن کر سپاہی بہت حَیران ہوئے اور اُنہوں نے جاکر اپنے اَفسر کو بتادیا، وہ بھی حَیران ہوا اور اُس نے فوراً ایک لوہار کو بُلاوا کر کہا: اِس نوجوان کو بیڑیوں میں جکڑ دو! لوہار نے مجھے بیڑیاں پہنادیں، ابھی میں چند قدم ہی چلا تھا کہ وہ بیڑیاں پھر میرے پاؤں سے ٹُوٹ گئیں۔

میرے اِس معاملے پر سب لوگ بہت حَیران ہوئے اور اُنہوں نے اپنے راہِبوں کو بُلا کر ساری صورتِ حال سے آگاہ کیا۔ راہِبوں نے ساری گفتگو سُن کر مجھ سے پوچھا: کیا تمہاری والِدہ زِندہ ہے؟ میں نے کہا: ہاں، راہِب میری بات سُن کر اُن لوگوں کی طرف مُتَوَجِّہ ہوا اور کہنے لگا: اللہ کریم نے اِس کی ماں کی دُعا قَبول فرمالی ہے۔ سِپاہی بولے: جب اللہ پاک نے تجھے آزاد فرمادیا ہے تو ہم کیونکر تجھے بیڑیوں میں جکڑ سکتے ہیں؟ یہ کہہ کر رُومیوں نے مجھے رِہا کردیا اور مجھے مسلمانوں سے ملادیا۔

(عیون الحکایات، دعوۃ بقی بن مخلد)

اے عزیزو! دیکھا آپ نے ماں کی دعا بیٹے کے حق میں کیسے رحمت بن کر نازل ہوئی۔ بے شک ماں کی دعا پر اثر ہوتی ہے۔

جن کی مائیں زندہ و سلامت ہیں وہ اپنی ماں کی خوب خدمت کریں اور راضی رکھیں جنکی والدہ وفات پاچکی ہیں وہ اپنی ماں کے لیئے ہمیشہ مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔

الحمد لله رب العالمين ،الذى جعلنا من المومنين ،والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين .

امابعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم.

بسم الله الرحمن الرحيم .

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : من صلى على صلاة صلى الله عليه بها عشرا وكتب له بها عشر حسنات .(رواه الترمذى)

اليوم حديثنا ايها الاخوة المسلمون عن العلامه الكبير،الإمام الاعظم ، الفقيه الكبير، المفتى ،المجتهد ، المفسر، المحدث ، المجدد،قامع البدعة، ابو حنيفة فى عصره،انه امام المتكلمين فخر الاسلام والمسلمين ،سراج الفقهاء والمحققين ،شيخ الاسلام اعلىٰ حضرة، إمام أحمد رضا خان البريلوى رحمه الله تعالى .

ولد الشيخ مولانا احمد رضا خان رحمه الله تعالى يوم السبت فى العاشر من شهر شوال المكرم ١٢٧٢ فى مدينة بريلى بالهند .

سمى باسم "محمد" وسماه جده مولانا رضا على خان رحمه الله "احمد رضا" واشتهر بهذا الاسم فى الهند وخارج الهند .

والده مولانا نقى على خان رحمه الله تعالى عالم ،جليل القدر والمكان .

كان متقنا للعلوم الشرعية ،فقيها و مفتيا فى الهند .

وجده مولانا رضا على خان رحمه الله تعالى من العلماء الافاضل فى بريلى .قد عرف

بالزهد والقناعة ،انتفع به كثير من الناس .

فی وسط هذا البيت الكريم تفتح بصر الامام احمد رضا خان رحمه الله تعالى .

فان البيت الذی ولد ونشإ فيه الامام هوبيت التعليم والتعلم والتصنيف والتاليف ،ولهذا فاننا لانستطيع ان نجزم متى بدإ الامام بطلب العلم

فان الطفل فی فترة الحمل يتاثر بوالدته وبتلاوتها للقرآن الكريم.

واما طلبه للعلم من خلال الصفوف والدراسة النظامية فقد اشتغل به منذ صغره .كان متقنا للعلوم والمعارف .

يحكی مولانا محمد ايوب علی رحمه الله تعالى قائلا: ان الامام احمد رضا خان كان يتعلم القرآن الكريم فی الصغر وذات يوم كان يعلمه الاستاذ النص القرآنی بالفتح ويردد معه ولكن امام احمد رضا خان لا يقرؤه الا باالكسر فلما راه جده مولانا رضا علی خان رحمه الله تعالى دعاه ونظر فی القرآن الكريم وجد ان الصحيح الذی كان ن عليه مولانا احمد رضا خان ای ان النص القرآنی يقرؤه مولانا احمد رضا خان فهو مكتوب فی القرآن بالكسر ثم سأله جده قائلا: ماحملك علی ما قرأت النص القرآنی بالكسر؟فقال :لم املك نفسی ان قرأته با الكسر،ثم سأله استاذه فقال: ايها الولد اخبرنی هل انت من الانس اوالجن؟فقال : الحمد لله انی انسان وهذا من فضل الله بكرمه .

يقول الامام احمد رضا قائلا : ان بعض الناس كان يكتب مع اسمی "الحافظ" فقلت نفسی : "لاحققن ظن الناس فی "۔فی نفس اليوم بدأت فی حفظ القرآن من صلاة المغرب الی صلاة العشإ حتی حفظت القرآن كله فی غضون شهر واحد .

كان الامام محبا وعاشقا لجناب سيدنا محمد صلی الله تعالى عليه وسلم حتی

قال: "لوقسم قلبی الی جزئین کان فی الاول مکتوب "لا الہ الا اللہ" وفی الثانی مکتوب "محمد رسول اللہ". قدحقق محبتہ اعتقادا وعملا وقولا واصدر الفتاوی فی اظہار علوشان النبی صلی اللہ علیہ وسلم.

ان نتکلم عن مؤلفاتہ ومصنفاتہ فقد تجاوزت مؤلفاتہ ومصنفاتہ من الالف.

نسأل اللہ ان یجعلہ فی علیین مع الصدیقین والنبیین

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

نوید حال

انسان کی زندگی میں وقت کی بہت اہمیت ہے کہ ایک مرتبہ گزر جائے تو پھر لوٹ کر نہیں آتا البتہ بندہ مؤمن کو یہ نوید ہو کہ اسکی فلاح و کامیابی اور ماضی کے نقصانات کا تدارک اسکے ہاتھ میں ہے ۔مثال کے طور پر ماضی میں گناہ کرتا رہا، یا کفر میں مبتلا تھا تو اب حال اسکے لیئے حرز جان بن سکتا ہے بایں معنی کہ کفر سے تائب ہو کر ایمان لے آئے اور معاصی سے توبہ و رجوع کرلے یہ سب ہمارے ہاتھ میں ہے یعنی زمانہ حال ہمارے پاس قیمتی اساس ہے لہذا ماضی کے نقصانات کو دیکھتے ہوئے ہاتھ پے ہاتھ دھرے بیٹھنا، احساس کمتری کا شکار ہونا یا مایوس ہوجانا ہرگز عقل مندی نہیں بلکہ اپنے حال کے ذریعے سے مستقبل کو تابناک اور آخرت کو بہتر و اچھا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

کسی سے شکوہ نہیں

مسابقت و جدت کے اس دور میں چہار سو یہ باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ میرا ملک ، میری قوم ، میرا نسبت، ہماری بولی وغیرہ۔ حالانکہ دین اسلام نے ان تمام باتوں کو مکمل طور پر ختم کردیا لیکن جاہل لوگ آج بھی پنجابی پختون، ہندوستانی ، پاکستانی ، ملک و چوہدری ہونے پر فخر کرتے ہیں اسکی بنسبت مسلمان ہونے پر فخر کم کیا جاتا ہے حالانکہ دین اسلام نے ہمیں ظلمتوں سے نکال کر اجالوں کے راستے پر ڈالا اس

لیے کروڑ بار رب تعالی کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا اور ہمیں مسلمان ہونے پر فخر بھی ہے اور ناز بھی ہے۔ باقی رہ گئی بات پاکستانی و ہندوستانی پر تو یہ چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔

لادینیت

دور موجود پر آشوب اور فتنوں کا دور ہے۔ ہر طرف سے فتنوں کی یلغار ہے الحاد و ارتداد انہیں فتنوں میں سے ہیں۔ یہ فتنے سر اٹھا نہیں رہے بلکہ آپے سے بھی باہر ہو چکے ہیں, آئے دن یہ فتنے اسلامی معاشرے میں پنجے گاڑ رہے ہیں۔ بڑی تیزی سے افراد امت بالخصوص مسلمان خواتین اور نوجوان مرد اس فتنے کا شکار ہو رہے ہیں ایسا محسوس ہوتا کہ ملت اسلامیہ کے خلاف بڑی منظم منصبہ بندی و سازش کی گئی ہے۔ عالم کفر ملت اسلامیہ کے خلاف محاذ آرا ہے اور حال یہ ہے کہ ہم اپنے فروعی معاملات و اختلافات کو لے کے بیٹھے ہیں۔ سر فروشی کی تمنا نہیں, ان فتنوں کو کچلنے کی خاطر خواہ تیاری نہیں حتی کہ کچھ لوگ اسے فتنہ ماننے کے لیئے تیار نہیں۔ اس خوفناک ماحول میں اکابرین امت کی خاموشی بھی معنی خیز ہے۔ مسلمان نوجوان دین سے دور اور دین بیزار ہوتے جا رہے ہیں۔

اس فتنہ میں نمایاں کردار سوشل میڈیا, مخلوط نظام تعلیم, ملت کفر سے اتحاد اور انکے ساتھ باہم پیار محبت کے ساتھ رہنا ہے۔

حالات ابتر سے ابتر ہوتے جا رہے ہیں کہیں ناموس رسالت کے قانون پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے تو کہیں ختم نبوت کے عقیدے کو پاش پاش کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔ جن ممالک کو اسلامی ممالک کہا جاتا ہے ان میں بھی خلاف شرع قوانین وضع کر کے شرع شریف سے بغاوت کی جا رہی ہے۔

پہلے دشمن اپنی صفوں میں رہ کر ہم پر وار کرتا تھا اب ہماری صفوں میں گھس کے ہم پر وار کر رہا ہے۔

کہیں سے یہ خبریں مل رہی ہیں کہ فلاں نوجوان نے لڑکی, بیرون ملک ویزے یا روپے پیسے کے لیئے اپنا مذہب اسلام چھوڑ دیا تو کہیں یہ خبر ملتی ہے کہ اتنی مسلم خواتین نے کافر و مشرک سے معاشقہ کیا اور اب اس سے شادی کر کے اس کے مذہب کو اپنا لیا ہے۔

یہ خبریں دل کو غمگین کر دینے والی ہیں کہ ہمارے اسلامی بھائی ی یا بہنیں اسقدر غافل اور دین سے دور ہو گئے ہیں کہ اپنے پیارے دین اسلام کو ہی چھوڑ بیٹھے ہیں۔

بڑھتے ارتداد کے اسباب پر غور کریں تو متعدّد وجوہ ذہن میں آجاتی ہیں جن میں چند درج ذیل ہیں۔

(1)اسلامی تعلیمات واقدار سے واقف نہ ہونا۔

(2)ایسے معاشرے میں رہنا جہاں کفر واسلام کو ایک نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔

(3)کفار سے میل جول رکھنا,ان سے پیار محبت کے رشتے قائی م کرنا۔

(4)مخلوط نظام تعلیم۔

(5)ایسے ادارے جہاں ملازمت کرنے والے مسلم و کافر ساتھ رہتے ہیں۔

(6)سوشل میڈیا پر اسلام مخالف مواد کی فراہمی۔

(7)اسلام کی طرف سے بعض اوقات ناقص وکمزور وکالت ہونے کی بنا پر مدمقابل اپنے دین کو چھوڑ دیتا ہے کہ شاید ہمارا دین ہی ناقص ہے حالانکہ کمزور وناقص وکیل ہوسکتا ہے اسلام نہیں۔

یہ حصر نہیں اور بھی ک ئی وجوہ ہوسکتی ہیں۔

لہذا اپنے اھل وعیال اور خود کو ان مذموم وشنیع افعال سے دور رکھنے میں ہی عافیت ہے۔

اور فقط یہ کفایت نہ کرے گا بلکہ کچھ امور کا لحاظ ضروری ونفع بخش ہے۔

(1)دینیات کا علم خود بھی حاصل کیا جائے اور اپنے متعلقین تک بھی کما حقہ پہنچایا جائے۔

(2)بچوں اور نوجوانوں کے لیئے ان کی ذہنی سطح ونوعیت کے مطابق مواد تیار کیا جائے جس کے ذریعے بڑی آسانی سے انہیں انکا عقیدہ گھول کر پلایا جاسکے۔

(3)اھل اسلام ایسی حرکات وافعال سے باز آجائیں جن سے کسی کو بھی دین اسلام پر انگلی اٹھانے کا موقع ملے۔

(4)خواتین کے ارتداد کی ایک بڑی وجہ کفار سے معاشقہ بھی ہے لہذا اپنی بچیوں کی بلوغت کے بعد فورا

شادی کروادی جائے اسی طرح بچوں کا بھی بلوغت کے بعد فورا نکاح کر دینا چاہیے۔ یہ ہمارے معاشرے کا ناسور بن چکا ہے کہ جب تک ہندوانہ و غیر شرعی رسوم نبھا نہ لیں شادی نہیں ہوتی چونکہ اس میں کافی روپے پیسے خرچ ہو جاتے ہیں اس لیئے اسی کی تیاری میں ہی بچوں کی عمر نکل جاتی ہے لہذا ان رسوم کا بائیکاٹ کر کے سنت نکاح کو رواج دینا لازم ہے۔

(5) خواتین کے لیئے بالکل جدا تعلیمی ادارے قائم ہوں جہاں اختلاط کا احتمال تک نہ ہو بالخصوص جہاں کفار ہوں۔

(6) سوشل میڈیا پر زیادہ سے زیادہ اسلامی و دینی مستند مواد فراہم کیا جائے۔

(7) مال و دولت سے استغنا ہو کہ بعض اوقات پیسہ بھی سبب ارتداد بن جاتا ہے۔

بہر حال بڑے پیمانے پر اس محاذ پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ جل شانہ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

ہماری اردو کتابیں:

(1) بہار تحریر۔عبد مصطفی آفیشل

علمی تحقیقی اور اصلاحی تحریروں پر مشتمل ایک گلدستہ جس کے اب تک چودہ حصے شائع ہو چکے ہیں۔ ہر حصے میں پچیس تحریریں ہیں جو مختلف موضوعات پر ہیں۔

(2) اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا جائز نہیں ہے۔

(3) اذان بلال اور سورج کا نکلنا۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں حضرت بلال کے اذان نہ دینے پر سورج نہ نکلنے کا ذکر ہے۔

(4) عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی احباب کے مضامین شامل کیے گئے ہیں جو عشق مجازی کے تعلق سے ہیں، عشق مجازی کے مختلف پہلوؤں پر یہ ایک حسین سنگم ہے۔

(5) گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!۔عبد مصطفی آفیشل

اس مختصر سے رسالے میں گانے بجانے کی مذمت پر کلام کیا گیا ہے اور گانوں کے کفریہ اشعار بیان کئے گئے ہیں جسے پڑھ کر کئی لوگوں نے گانے بجانے سے توبہ کی ہے۔

(6) شب معراج غوث پاک۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک مشہور واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے جس میں حضرت غوث اعظم کی شب معراج ہمارے نبی علیہ السلام سے ملنے کا ذکر ہے۔

(7) شب معراج نعلین عرش پر۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں ایک واقعے کی تحقیق پیش کی گئی ہے جس میں معراج کی شب حضور نبی کریم علیہ السلام کا نعلین پہن کر عرش پر جانے کا ذکر ہے۔

(8) حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ۔عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں حضرت اویس قرنی کے اپنے دندان شہید کر دینے والے واقعے کی تحقیق بیان کی گئی ہے اور ساتھ یہ بھی کہ اللہ کے آخری رسول علیہ السلام کے دندان شہید ہوئے تھے یا نہیں اور ہوئے تو اس کی کیفیت کیا تھی اور کئی تحقیقی نکات شامل بیان ہیں۔

(9) ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت۔عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مجموعہ ہے ان فتاوی کا جو حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے لیے لکھے ہیں، یہ فتاوی ڈاکٹر طاہر القادری کی گمراہی ثابت کرتے ہیں۔

(10)مقرر کیسا ہو؟-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ تقریر کرنے کا اہل کون ہے، یہ کس کے لیے جائز ہے اور ایک مقرر کے اندر کون کون سی باتیں ہونی چاہییں۔

(11)غیر صحابہ میں ترضی-عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں کئی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ صحابہ کے علاوہ بھی ترضی (یعنی رضی اللہ تعالی عنہ) کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

(12)اختلاف اختلاف اختلاف-عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں موجود فروعی اختلافات کے حوالے سے ہے، اس میں اس بات کا بیان ہے کہ جب کبھی علماے اہل سنت کے مابین کوئی مسئلہ اختلافی ہو جائے تو اس میں کیسی روش اختیار کی جانی چاہیے۔

(13)چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ-عبد مصطفی آفیشل

واقعات کربلا کے حوالے سے اہل سنت میں بے شمار واقعات ایسے آ گئے ہیں جو شیعوں کی پیداوار ہیں، اس رسالے میں ہم نے چند واقعات کی تحقیق پیش کی ہے جو کہ اپنی نوعیت کا منفرد کام ہے، اس تحقیقی رسالے میں کئی علمی نکات مرقوم ہیں۔

(14)بنت حوا(ایک سنجیدہ تحریر)-کنیز اختر

عورتوں کی زندگی میں پیدائش سے لے کر نکاح اور پھر بعدہ کے معاملات کی اصلاح کے لیے اس رسالے کو ایک الگ انداز میں لکھا گیا ہے۔

(15)سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)-عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں جنسی تعلقات اور اس حوالے سے جدید مسائل پر یہ رسالہ بڑے ہی عام فہم انداز میں لکھا گیا ہے اور آسان ہونے کے ساتھ ساتھ یہ رسالہ دلائل سے بھی مزین ہے۔

(16)حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق-عبد مصطفی آفیشل

حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق مشہور واقعات کی تحقیق پر یہ رسالہ لکھا گیا ہے، کئی حوالوں سے اصل روایات اور ان کی کیفیت کو انبیا کی عظمت کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔

(17)عورت کا جنازہ-جناب غزل صاحبہ

عورت کے جنازے کو کون کون دیکھ سکتا ہے؟ کون کون کندھا دے سکتا ہے؟ کیا شوہر کندھا نہیں دے سکتا؟ اور ایسے کئی سوالات کے جوابات آپ کو اس رسالے میں ملیں گے۔

(18)ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی-عبد مصطفی آفیشل

ایک عاشق کی بڑی دل چسپ کہانی ہے جس میں مزاح ہے، تفریح ہے، سبق ہے اور عبرت ہے۔ اس واقعے کو علامہ ابن جوزی کی کتاب ذم الھوی سے لیا گیا ہے۔

(19)آئیے نماز سیکھیں-عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں نماز پڑھنے اور اس سے متعلق زیادہ سے زیادہ مسائل کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصطلاحات کو آسان انداز میں بیان کیا گیا ہے، اس کے اگلے حصوں پر بھی کام جاری ہے۔

(20) قیامت کے دن لوگوں کو کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں اس بات کی تفصیل بیان کی گئی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا یا باپ کے نام سے

(21) محرم میں نکاح۔ عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں بیان کیا گیا ہے کہ ماہ محرم الحرام میں بھی نکاح جائز ہے اور اسے ناجائز کہنا بالکل غلط ہے، محرم میں غم منانا یہ کوئی اسلامی رسم نہیں اور چاہے گھر بنانا ہو یا مچھلی، انڈہ اور گوشت وغیرہ کھانا سب محرم میں جائز ہیں۔

(22) روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اہل سنت میں مشہور روایتوں کی تحقیق پر مشتمل ہے، اس میں روایتوں کی تحقیق بیان کی گئی ہے۔ صحیح روایتوں کی صحت پر اور باطل روایتوں کے موضوع و بے اصل ہونے پر دلائل پیش کیے گئے ہیں، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(23) روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا دوسرا حصہ ہے، اس کے اور بھی حصوں پر کام جاری ہے۔

(24) بریک اپ کے بعد کیا کریں؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ ان نوجوانوں کے لیے لکھا گیا ہے جو عشق مجازی میں دھوکا کھا کر اپنی زندگی کے سفر کو جاری رکھنے کے لیے راہ تلاش کر رہے ہیں۔

(25) ایک نکاح ایسا بھی۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سچی کہانی ہے، ایک نکاح کی کہانی، اس میں جہاں اسلامی طریقے سے نکاح کو بیان کیا گیا ہے وہیں اس پر عمل کی کوشش بھی کی گئی ہے، ہے تو یہ ایک کہانی پر اس میں آپ تحقیقی نکات بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

(26) کافر سے سود۔ عبد مصطفی آفیشل

اس رسالے میں آپ پڑھیں گے کہ ایک کافر اور مسلمان کے درمیان سود کی کیا صورتیں ہیں؟ اور ساتھ ہی لون، بینک اور ڈاک سے ملنے والے منافع پر علماے اہل سنت کی تحقیق بھی شامل رسالہ ہے۔

(27) میں خان تو انصاری۔ عبد مصطفی آفیشل

اسلام میں قوم، ذات اور برادری وغیرہ کی اصل پر یہ ایک تحقیقی کتاب ہے، اس مساوات کو قائم کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے، کفو کے مسئلے پر تحقیقی مواد بھی شامل کتاب ہے۔

(28) روایتوں کی تحقیق (تیسرا حصہ)۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ روایتوں کی تحقیق کا تیسرا حصہ ہے، اس کے دو حصوں کا ذکر ہم کر آئے ہیں، اس کے چوتھے حصے پر کام جاری ہے۔

(29) جرمانہ۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ مالی جرمانے کے متعلق لکھا گیا ہے۔ مالی جرمانہ فقہ حنفی میں جائز نہیں ہے اور اسے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔

(30) لاالہ الااللہ، چشتی رسول اللہ ؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ اولیا کی ایک خاص حالت کے بیان میں ہے جسے "سکر" اور "شطحیات" وغیرہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس تعلق سے اہل سنت کے معتدل موقف کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ ان کے لیے دعوت فکر ہے جو افراط و تفریط کے شکار ہیں۔

(31) تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام۔ عرفان برکاتی

یہ اعلی حضرت، امام احمد رضا بریلوی کی کتاب شمول الاسلام پر تخریج ہے۔

(32) اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)۔ عرفان برکاتی

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ کے لیے احادیث کا انتخاب کیا گیا ہے۔ اصلاح معاشرہ کے حوالے سے یہ ایک اچھی کتاب ہے۔

(33) کلام عبید رضا۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ الحاج اویس رضا قادری پاکستانی کے کلام کا مجموعہ ہے۔

(34) مسائل شریعت (جلد 1)۔ سید محمد سکندر وارثی

اس کتاب میں تقریباً سات سو سوال جواب ہیں۔ روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے مسائل کثرت سے موجود ہیں۔ فقہ حنفی کی روشنی میں مسائل کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

(35) اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا۔ مولانا حسن نوری گونڈوی

یہ مختصر سا رسالہ ایک اہم پیغام پر مشتمل ہے کہ علما و عوام سب کو چاہیے کہ لاعلمی کا اعتراف کرنے کی عادت ڈالیں اور جہاں علم نہ ہو وہاں تکلف کر کے جواب نہ دیتے ہوئے کہ دیا جائے کہ میں نہیں جانتا۔

(36) سفرنامہ بلاد خمسہ۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ ایک سفرنامہ ہے، ہندستان کے پانچ بلاد کے سفر کے احوال پر مشتمل ہے۔ اس کے مطالعے سے جہاں آپ پانچ بلاد کے متعلق معلومات حاصل کریں گے وہیں کئی علمی نکات بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(37) منصور حلاج۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ مختصر سا رسالہ حضرت منصور حلاج رحمہ اللہ کے حالات پر ہے جس میں علمائے اہل سنت کی تحقیق کو بیان کیا گیا ہے اور حضرت منصور حلاج کے بارے میں رکھے جانے والے نظریات کو پیش کر کے جائزہ لیا گیا ہے۔

(38) مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں

اس رسالے میں علامہ وقار رضا القادری المدنی سلمہ الباری نے امام احمد بن حنبل کے صحابہ کرام کے متعلق نظریات کو پیش کیا ہے اور حضرت امیر معاویہ کے حوالے سے بھی کلام کیا گیا ہے۔

(39) مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں۔ مولانا محمد ثقلین ترابی نوری، مولانا محمد سلیم رضوی

یہ کتاب شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم ہند کی سیرت اور کردار پر لکھا گیا ہے۔

(40)سفرنامہ عرب۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

یہ مفتی خالد ایوب مصباحی کا ملک عرب کے سفر کے دوران لکھا گیا سفرنامہ ہے۔

(41)تحریرات لقمان-علامہ قاری لقمان شاہد

مختلف موضوعات پر مشتمل یہ نہایت عمدہ کتاب ہے۔اس کتاب کو سیکڑوں کتابوں کا نچوڑ کہا جاسکتا ہے۔یہ اصل میں علامہ لقمان شاہد صاحب کی فیس بک پر تقریباً 8 سال کی گئی پوسٹوں کا مجموعہ ہے۔

(42)من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق-زبیر جمالوی

یہ رسالہ مشہور روایت "من سب نبیا فاقتلوہ" کی تحقیق پر لکھا گیا ہے جس میں اس روایت کی سند پر تحقیقی کلام کیا گیا ہے۔

(43)ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت۔ مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی

اس رسالے میں ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔اس قدر کتابیں ڈاکٹر صاحب نے نہیں لکھی ہیں بلکہ دوسروں کی محنتوں کو اپنے نام کیا ہے۔

(44)فرضی قبریں۔ عبد مصطفی آفیشل

اس کتاب میں علماے اہل سنت کے 20 سے زائد حوالوں سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ فرضی قبریں، مزارات وغیرہ بنانا اور ان کے ساتھ اصل جیسے معاملات کرنا حرام ہے۔

(45)سنی کون؟ وہابی کون؟۔ عبد مصطفی آفیشل

یہ رسالہ بہت عام فہم زبان میں لکھا گیا ہے تاکہ سنی اور وہابی کے درمیان اصل اختلاف کی نوعیت ہر کوئی سمجھ سکے۔

(46)علم نور ہے۔ محمد شعیب جلالی عطاری

اس میں علم دین کے فضائل، علم کے حصول اور علم دین کے فروغ کے حوالے سے قرآن و سنت سے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔

(47)یہ بھی ضروری ہے۔ محمد حاشر عطاری

یہ رسالہ تبلیغ دین کی اہمیت پر لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ "یہ (تبلیغ دین) بھی ضروری ہے"

(48)مومن ہو نہیں سکتا۔ فہیم جیلانی مصباحی

یہ رسالہ تین حدیثوں کی شرح پر مشتمل ہے جو ان الفاظ کے ساتھ روایت کی گئی ہیں کہ "تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو نہیں سکتا...الخ"

(49)جہان حکمت۔ محمد سلیم رضوی

یہ کتاب اولیاے کرام کے اقوال پر مشتمل ہے۔کئی کتابوں میں سے منتخب اقوال کو اس میں شامل کیا گیا ہے۔جذبے کو بیدار کرنے کے لیے اور کئی

امور میں ان اقوال کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(50)ماہ صفر کی تحقیق۔ مولانا محمد نیاز عطاری

اس رسالے میں ماہ صفر کے حوالے سے جو غلط فہمیاں عام ہیں ان کی اصلاح کی گئی ہے۔

(51)فضائل و مناقب امام حسین۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی

اس کتاب میں امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کیے گئے ہیں اور ساتھ میں واقعۂ کربلا پر بھی بیان موجود ہے۔

(52)شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر۔ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ

اردو ترجمہ، تشریح اور تخریج ابو حامد عمران رضا عطاری المدنی نے کی ہے۔

(53)تحریرات بلال۔ مولانا محمد بلال ناصر

یہ کتاب مولانا محمد بلال ناصر کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(54)معارف اعلی حضرت

اس کتاب میں کئی لکھاری حضرات کے مضامین کو شامل کیا گیا ہے۔ اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی کی سیرت اور ان کے اوصاف پر یہ ایک بہترین کتاب ہے۔

(55)نگارشات ہاشمی۔ مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی (یہ کتاب)

یہ کتاب مولانا محمد بلال شاہ ہاشمی کی تحریروں کا مجموعہ ہے۔ مختلف موضوعات پر تحریریں آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

TO DONATE :

Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm 9102520764

OUR DEPARTMENTS:

enikah
E NIKAH MATRIMONIAL SERVICE

SABIYA
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

BOOKS
ROMAN BOOKS

PS graphics
PURE SUNNI GRAPHICS
GRAPHIC DESIGNING DEPARTMENT

ACAG MOVEMENT
TO CONNECT AHLE SUNNAT

/abdemustafaofficial
for more details WhatsApp on **+919102520764**

ABOUT US

Abde Mustafa Official is a team from **Ahle Sunnat Wa Jama'at** working since 2014 on the Aim to propagate **Quraan and Sunnah** through electronic and print media.

We are :

blogging, publishing books and pamphlets in multiple languages on various topics, running a special matrimonial service for Sunni Muslims.

Visit our official website :

www.abdemustafa.in

about thousands of articles & 240+ pamphlets and books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

if you are searching a Sunni life partner then **E Nikah** is a right platform for you.

Visit **www.enikah.in**

Or join our Telegram Channel

t.me/enikah (search "E Nikah Service" in Telegram)

Follow us on Social Media Networks :

/abdemustafaofficial

For more details WhatsApp **+91 91025 20764**

info@abdemustafa.in

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

enikah E NIKAH MATRIMONY SERVICE

BOOKS ROMAN BOOKS

niiii NIKAH AGAIN SERVICE

POWERED BY:

AMO

ABDE MUSTAFA OFFICIAL